طبع اول : اکتوبر2010ء

ناشر : جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

فون : 0333-2226051

ای میل : sharjeeljunaid@gmail.com

rizwanahmad313@yahoo.com

المحتویات

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿ پیش لفظ ﴾

علوم وفنون میں صرف ونحو کی کیا حیثیت اور کتنی ضرورت ہے؟ یہ بات تقریباً کسی طالبعلم سے بھی مخفی نہیں ہے۔ ہر طالب علم جانتا ہے کہ قرآن وسنت، تفسیر وحدیث، فقہ وتاریخ کو کما حقہ سمجھنے کے لئے صرف ونحو کے قواعد واصول کو سمجھنا اور یاد رکھنا از حد ضروری ہے۔

صرف ونحو بلکہ علوم دینیہ کے ہر طالب علم پر یہ بات واضح ہونی چاہیے۔ کہ قرآن وسنت کے علوم ومعارف کو سمجھنے کے لئے دو باتیں بہت ضروری ہیں۔

(۱) الفاظ اور کلمات کی شناخت اور حیثیت اور ان کا باہمی ربط۔

(۲) قرآن وسنت کے مفاہیم میں اقوالِ سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور موافقت۔

الفاظ اور کلمات کی شناخت ان کی حیثیت اور باہمی ربط کا نام صرف ونحو ہے، چودہ سو سال میں جتنے بھی مفسرین، محدثین، فقہاءِ عظام وآئمہِ کرام رحمھم اللہ تعالیٰ گزرے ہیں یا جو حضرات ابھی موجود ہیں ان سب حضرات کی دینی خدمات، تفقہ فی الدین اور رسوخ فی العلم نہ تو کسی کالج یا یونیورسٹی کا مرہونِ احسان ہے اور نہ ہی کسی پروفیسر یا کسی ڈاکٹر کے مذہبی لیکچر کا نتیجہ، بلکہ ان حضرات کو حضور اکرم ﷺ کے وارث بننے کا جو اعزاز اور شرف حاصل ہے وہ علومِ نبوت کو لسانِ نبوت کے آئینہ میں حاصل کرنے کا نتیجہ ہیا اور لسانِ نبوت کو عربی قواعد واصول کو بالائے طاق رکھ کر سمجھنا یا اس کے بغیر قرآن وسنت کے علوم ومعارف کے حصول کا دعویٰ کرنا بہت بڑی حماقت اور نادانی ہے۔

آج کے تجدد پسند جو دین کو نئے پیرائے میں متعارف کرانا چاہتے ہیں اور ان کے علاوہ دیگر وہ لوگ جو قرآن وسنت کی فہم میں ٹھوکر کھا کر بزعمِ خود مجدد بن کر گھنٹوں

لیکچر دیتے ہیں خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں، ان حضرات کی گمراہی اور بے راہ روی کے دو ہی وجوہ ہیں۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ قرآن وسنت کے علوم ومعارف کو سمجھنے کے لئے اردو کی چند کتب پر اکتفا کر کے صرف ونحو اور عربی قواعد سے بے نیاز ہو کر بزعمِ خود عالم اور مجتہد بن بیٹھے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر کسی صاحب نے زحمت کر کے صرف ونحو کی کوئی معمولی شُد بُد حاصل بھی کی ، لیکن اس نے قرآن وسنت کی فہم وتفہیم میں حضرات سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی۔ آج ٹی وی چینلوں پر اور ابلاغ کی دیگر ذرائع پر مسلمانوں کو لیکچر دینے والوں میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو اس شعر کے مصداق ہیں۔

؎ خود تو ڈوبے ہیں صنم کو بھی لے ڈوبے ساقی

برادرم مکرم واستاذِ محترم حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب مدظلہ العالیٰ کی ہمیشہ یہ کاوش رہی ہے کہ اُمتِ مسلمہ کو قرآن وسنت کا صحیح اور ٹھوس علم دیا جائے اور ان کے عمل کو اقوال واعمالِ سلف صالحین رحمہم اللہ کے سانچے میں ڈھال دیا جائے۔

آپ کی زیرِ نظر تصنیف درسِ نحو میر بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے عزیز طلبہ کرام کو چاہیے کہ درسِ درسِ نحو میر سے کامل استفادہ کر کے صرف میں کمال حاصل کریں تا کہ آپ مستقبل میں قرآن وسنت کی بہترین خدمت کیساتھ ساتھ ہر باطل گروہ کا بھی ٹھوس اور مدلل تعاقب کر سکیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ استاذِ محترم حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب زیدہ مجدہم کو جزائے خیر عطا فرمائے اور طلبہ کرام کو تادیر آپ سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

از **محمد امتیاز** برادرِ صغیر وشاگردِ رشید

حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ط

مُقَدِّمَہ

ہر علم کو بصیرت کیساتھ شروع کرنے سے پہلے چند باتوں کا جاننا ضروری ہوتا ہے۔

(۱) تعریف علم　　(۲) موضوع علم　　(۳) غرض علم

تعریف النحو: **النحو علم باصول يعرف بها احوال اواخر الكلم الثلث من حيث الاعراب والبناء وكيفية تركيب بعضها مع بعض**

ترجمہ: علم النحو ایسے اصولوں کے جاننے کا نام ہے کہ جن کے ذریعے تین کلموں کے آخر کے احوال معرب اور مبنی ہونے کے اعتبار سے پہچانے جاتے ہوں اور بعض کلموں کو بعض کیساتھ ملانے کی کیفیت معلوم ہو۔

موضوع النحو: **كلمات لغة العرب من حيث الاعراب والبناء يا الكلمة والكلام**

ترجمہ: علم النحو کا موضوع عربی زبان کے کلمات ہیں معرب اور مبنی ہونے کے اعتبار سے۔

غرض النحو: **صيانة الذهن عن الخطأ اللفظى فى كلام العرب.**

ترجمہ: علم النحو کی غرض ذہن کو کلامِ عرب میں واقع ہونے والی لفظی غلطی سے بچانا ہے۔

الحمدلله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على خير خلقه محمد وآله واصحابه اجمعين

سؤال: لفظ کا لغوی اور اصطلاحی معنی بتاؤ؟

جواب: لفظ کا لغوی معنی "الرمی" پھینکنا ہے مثال جیسے "**اكلت التمرة ولفظت النواة**" میں نے کھجور کھالی اور گٹھلی پھینک دی اور اصطلاحی معنی ہیں **مايتلفظ به الانسان حقيقةً اوحكماً** حقیقۃً کی مثال جیسے **ضرب زيداً** حکماً کی مثال جیسے

اضرب میں انت ضمیر ہے۔

سؤال : لفظ کی قسمیں بتاؤ؟

جواب : لفظ کی دو قسمیں ہیں

(۱) مہمل (۲) مستعمل (جسکو موضوع بھی کہتے ہیں)

سؤال : مہمل کی تعریف کریں؟

جواب : مہمل وہ لفظ ہے جسکا کوئی معنی نہ ہو جیسے دیز (یعنی زید کا الٹ)

سؤال : مستعمل کی تعریف کریں؟

جواب : مستعمل وہ لفظ ہے جس کا کوئی معنی ہو جیسے ضرب زیدٌ (مارا زید نے) اور اس کو موضوع بھی کہتے ہیں۔

سؤال : مستعمل کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب : مستعمل کی دو قسمیں ہیں (۱) مفرد (۲) مرکب

سؤال : مفرد کی تعریف کریں؟

جواب : مفرد وہ لفظِ مستعمل ہے جو تنہا ایک معنی پر دلالت کرے جیسے رجل (آدمی) اور اس کو کلمہ بھی کہتے ہیں اور مفرد کی پھر تین قسمیں ہیں۔

(۱) اسم جیسے رجل (۲) فعل جیسے ضرب (۳) حرف جیسے هل من الی وغیرہ

سؤال : مرکب کی تعریف کریں؟

جواب : مرکب وہ لفظ مستعمل ہے جو دو یا دو سے زیادہ کلموں سے ملکر بنا ہو جیسے ضرب زیدٌ عمراً

سؤال : مرکب کی قسمیں بتاؤ؟

جواب : مرکب کی دو قسمیں ہیں۔(۱) مرکب مفید (۲) مرکب غیر مفید

سؤال : مرکب مفید کی تعریف کریں؟

جواب : مرکب مفید وہ مرکب ہے جس پر بات کہنے والا خاموش ہو جائے تو سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو جائے۔ خبر معلوم ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ، (زید کھڑا ہے) طلب معلوم ہو جیسے اِضْرِبْ (تو مار) اور مرکب مفید کو مرکب تام، مرکب اسنادی، کلام اور جملہ بھی کہتے ہیں۔

سؤال : جملہ کی قسمیں بتاؤ؟

جواب : جملہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) جملہ خبریہ (۲) جملہ انشائیہ

سؤال : جملہ خبریہ کسے کہتے ہیں؟

جواب : جملہ خبریہ وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو کسی خارجی امر کا لحاظ کیے بغیر سچا یا جھوٹا کہہ سکیں جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ (زید کھڑا ہے) [۱]

سؤال : جملہ خبریہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب : جملہ خبریہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) جملہ اسمیہ (۲) جملہ فعلیہ

سؤال : جملہ اسمیہ کی تعریف کریں؟

جواب : جملہ اسمیہ وہ جملہ ہے جس کا پہلا جزء اسم ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ پھر جملہ اسمیہ کے پہلے جزء کے تین نام ہیں۔

---

[۱] فائدہ : خارجی امر کے لحاظ نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ صرف نفسِ کلام کا دیکھ کر اسکے قائل کو سچا یا جھوٹا کہہ سکتے ہو خارجی امر (مشاہدہ یا قائل کا مرتبہ کہ اس قائل سے جھوٹ سرزد ہونا ممکن ہی نہ ہو جیسے اللہ تعالیٰ یا اسکے نبی کی بات) کا لحاظ نہ کیا جائے جیسے السماء تحتنا والارضِ فوقنا، آسمان ہمارے نیچے ہے اور زمین ہمارے اوپر ہے۔ یہ بات اگرچہ ہمارے مشاہدے کے خلاف ہے لیکن ہم اس امر خارج کا اعتبار نہیں کریں گے اسی طرح اللہ واحد اور الحمد للہ رب العالمین ہیں۔

(۱) مبتداء (۲) مسندالیہ (۳) محکوم علیہ

اسی طرح جملہ اسمیہ کے دوسرے جزء کے بھی تین نام ہیں۔

(۱) خبر (۲) مسند (۳) محکوم بہ

سؤال : جملہ فعلیہ کی تعریف کریں؟

جواب : جملہ فعلیہ وہ جملہ ہے جس کا پہلا جزء فعل ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ پھر جملہ فعلیہ کے پہلے جزء کے دو نام ہیں۔

(۱) مسند (۲) فعل

اسی طرح جملہ فعلیہ کے دوسرے جزء کے بھی دو نام ہے

(۱) مسندالیہ (۲) فاعل

سؤال : مسند کس کو کہتے ہیں؟

جواب : مسند حکم کو کہتے ہیں۔

سؤال : مسندالیہ کس کو کہتے ہیں؟

جواب : مسندالیہ وہ اسم ہوتا ہے جس پر حکم لگایا جائے۔ [۱] [۲] [۳]

---

[۱] فائدہ : واضح رہے کہ اسم مسند اور مسندالیہ دونوں ہوسکتا ہے اور فعل صرف مسند ہوتا ہے مسندالیہ نہیں ہوتا اور حرف نہ مسند ہوتا ہے اور نہ مسندالیہ، اور جملہ اسمیہ کا پہلا جز ہمیشہ اسم ہوگا اور دوسرا کبھی اسم ہوگا جیسے زَیْدٌ عَالِمٌ اور کبھی فعل ہوگا جیسے زَیْدٌ ضَرَبَ اور جملہ فعلیہ کا پہلا جزء فعل اور دوسرا جز اسم ہونا ضروری ہے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ

[۲] فائدہ : جملہ اسمیہ اور فعلیہ ہونا جملہ خبریہ کے ساتھ خاص نہیں، جملہ انشائیہ بھی اسمیہ اور فعلیہ ہوسکتا ہے۔

[۳] فائدہ : جملہ اسمیہ اور فعلیہ کی تعیین میں جزِ اول اسم اور جزِ اول فعل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ باعتبار مسند، مسندالیہ ہونے کے جزِ اول ہو لہٰذا اگر کسی جملے کے شروع میں حرف آجائے تو اس حرف کا قطعاً اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کے بعد والے جزء کا اعتبار کیا جائے گا جو مسند یا مسندالیہ ہو کیونکہ حرف تو مسند، مسندالیہ ہو ہی نہیں سکتا اور جزِ اول ہونے میں اعتبار مسند، مسندالیہ کا ہی ہوتا ہے۔

سؤال : جملہ انشائیہ کسے کہتے ہیں؟

جواب : جملہ انشائیہ وہ جملہ ہے جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں اسکی چند قسمیں ہیں۔

(۱) امر جیسے اِضْرِب (تو مار)

(۲) نہی جیسے لَاتَضْرِب (تو نہ مار)

(۳) استفہام جیسے هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ (کیا زید نے مارا؟)

(۴) تمنی جیسے لَيْتَ زَيْداً حَاضِرٌ (کاش کہ زید حاضر ہوتا؟)

(۵) ترجی جیسے لَعَلَّ عَمْراً غَائِبٌ (امید ہے کہ عمر غائب ہوگا)

(۶) عقود جیسے بِعْتُ واِشْتَرَيْتُ (میں نے بیچا اور خریدا)

(۷) ندا جیسے یا الله (اے اللہ)

(۸) عرض جیسے اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِبَ خَيْرًا (ہمارے پاس آپ کیوں نہیں آتے کہ آپ کو بھلائی پہنچے)

(۹) قسم جیسے وَالله لَاضْرِبَنَّ زَيْداً (اللہ تعالیٰ کی قسم! میں ضرور بضرور ماروں گا زید کو)

(۱۰) تعجّب جیسے مَا اَحْسَنَ زَيْدًا (کس چیز نے زید کو حسین بنا دیا)

(۱) امر : امر کا لغوی معنی ہے حکم کرنا اور اصطلاح میں امر وہ جملہ انشائیہ ہے جس میں کسی کام کے کرنے کا حکم دیا گیا ہو جیسے اِضْرِب (تو مار) اور اس کو جملہ امریہ کہتے ہیں۔

(۲) نہی : نہی کا لغوی معنی ہے روکنا اور اصطلاح میں نہی وہ جملہ انشائیہ ہے جس میں کسی کام کے کرنے سے روکا گیا ہو جیسے لَا تَضْرِب (تو نہ مار) اور اس کو جملہ

نہیہ کہتے ہیں۔

(۳) استفہام : استفہام کے لغوی معنی ہیں طلبِ فہم اور اصطلاح میں استفہام وہ جملہ انشائیہ ہے جس میں کوئی ناواقف متکلم واقف کار مخاطب سے کسی بات کے سمجھنے کی خواہش کرے اور اس پر حرف استفہام داخل ہو۔ اور حرفِ استفہام دو ہیں۔

(۱) ہمزہ (۲) ھل

تنبیہ : کبھی واقف کار متکلم استفہام استعمال کرتا ہے اس استفہام کو استخبار کہتے ہیں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : **ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون.**

(۴) تمنّی : تمنی کے لغوی معنی ہیں آرزو کرنا اور اصطلاح میں تمنی وہ جملہ انشائیہ ہے جس میں کسی چیز کی آرزو ظاہر کی گئی ہو جیسے لَیْتَ زَیْداً حَاضِرٌ

(۵) ترجّی : ترجّی کے لغوی معنی ہیں کسی چیز کی امید ظاہر کرنا اور اصطلاح میں ترجّی وہ جملہ انشائیہ ہے جس میں کسی چیز کی اُمید کی جائے جیسے لَعَلَّ عَمْراً غَائِبٌ

(۶) عُقود : عقود عقد کی جمع ہے اور عقد کے لغوی معنی ہیں گرہ باندھنا اور اصطلاح میں عقود وہ جملہ انشائیہ ہے جو دو معاملہ کرنے والے آپس میں معاملہ کرتے وقت کہیں جیسے بِعْتُ وَاشْتَرَیْتُ.[۱]

(۷) نِدا : ندا کا لغوی معنی ہیں پکارنا اور اصطلاح میں ندا وہ جملہ انشائیہ ہے جس کے ذریعے سے کسی کو اپنی طرف متوجہ کیا جائے اور اس کے شروع میں حرف ندا ملفوظ یا محذوف ہو جیسے **یا اَللہ، یوسف اعرض عن ھٰذا.**

---

[۱] فائدہ : اگر معاملہ کے یہی الفاظ معاملہ ہو جانے کے بعد کوئی استعمال کرے تو اس وقت یہ جملہ خبریہ ہونگے۔

ترکیب : یا حرف ندا قائم مقام اَدْعُــو، اَدْعُــو صیغہ واحد متکلم مشترک فعل مضارع معلوم، اس میں ضمیر مستتر معبر بَانَا اسکا فاعل، لفظ الله منادی مفرد معرفہ قائم مقام مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ انشائیہ ندائیہ ہوا (اور جس کام کے لئے ندا کی جائے اس کو منادٰی لہ اور جواب ندا کہتے ہیں) جیسے یا الله، اِغْفِرْ ذُنُوبَنَا اس میں یا حرفِ ندا ہے اسمِ جلالہ منادی اور جملہ اِغْفِرْ ذُنُوبَنَا مقصود بالنداء ہے۔

(۸) عرض : عرض کے لغوی معنی ہیں پیش کرنا اور اصطلاح میں عرض وہ جملہ انشائیہ ہے جس کے ذریعے کسی کو کسی چیز کے حاصل کرنے کی ترغیب نرمی کے ساتھ دی جائے جیسے اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبُ خَیْرًا (ہمارے پاس آپ کیوں نہیں آتے کہ آپ کو بھلائی پہنچے)

ترکیب : چونکہ یہاں اَلَا تَـنْزِلُ جملہ انشائیہ ہے اور تُـصِیْبُ خَیْرًا جملہ خبریہ ہے اور خبریہ کا عطف انشائیہ پر درست نہیں لہٰذا یہاں اسکی تاویل کر کے ترکیب کی جائیگی۔

تاویل یہ ہے : اَلَایَـکُـوْنُ مِـنْـکَ نُـزُوْلٌ فَیَکُوْنُ اِصَابَۃُ خَیْرٍ مِّنِّی. الا حــرف عــرض یکون فعل ناقص منک ظرفِ مستقر اس کی خبر مقدم نزول اس کا اسم، یکون اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ خبریہ معطوف علیہ ہوا، فا عاطفہ یکون فعل ناقص اصابۃ خیر مضاف مضاف الیہ اس کا اسم منّی ظرفِ مستقر اس کی خبر، یکون اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ خبریہ معطوفہ ہوا۔

(۹) قسم : قسم کے لغوی معنی ہیں حلف اٹھانا اور اصطلاح میں قسم وہ جملہ انشائیہ ہے جس کے ذریعے کسی بات پر قسم کھائی جائے جیسے والـلـه لَاَضْرِبَنَّ زَیْدًا (اللہ کی قسم میں ضرور بضرور زید کو ماروں گا)

ترکیب : واؤ حرف جر برائے قسم لفظِ اللہ مقسم بہ مجرور، جار مجرور ظرف مستقر متعلق ہوا اُقْسِمُ فعل مقدر کے ساتھ اُقْسِمُ صیغہ واحد متکلم مشترک فعل مضارع معلوم اس میں ضمیر مستتر معبّر بـاَنَـا اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ قسم، لَاَ ضْـرِبَنَّ فعل مستقبل معلوم مؤکد بالام تاکید ونون ثقیلہ اس میں ضمیر مستتر معبَّر بـاَنَا، اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جوابِ قسم، قسم جوابِ قسم سے ملکر جملہ انشائیہ قسمیہ ہوا۔

(۱۰) تعجب : وہ جملہ انشائیہ ہے جس کے ذریعہ تعجب کا اظہار کیا جائے جیسے مَا اَحْسَنَهٗ وَاَحْسِنْ بِه. اس کی ترکیب تین طرح سے ہوسکتی ہے۔

مَـا اَحْسَنَهٗ کی ہٗ ضمیر کی جگہ اسمِ ظاہر زید کو رکھتے ہیں اب مَـا اَحْسَنَ زَیْدًا کی ترکیب یوں ہوگی، (۱) مَا اَحْسَنَ زَیْدًا "اَیْ" اَیُّ شَیْئٍ اَحْسَنَ زَیْدًا

مَا بمعنی اَیُّ شَیْئٍ، مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا اَحْسَنَ فعل بافاعل زیدًا مفعول بہ، فعل بافاعل ومفعول بہ، خبر، مبتدا باخبر جملہ انشائیہ تعجبیہ ہوا۔

(۲) مَا اَحْسَنَ زَیْدًا" اَیْ" شَیْئٌ عَظِیْمٌ اَحْسَنَ زَیْدًا.

مَا بمعنی شَـیْئٌ عَـظِیْمٌ، شَیْئٌ موصوف عـظِیْمٌ صفت، موصوف صفت مل کر مبتدا، اَحْسَنَ زَیْدًا جملہ خبر، مبتدا اپنی خبر کے ساتھ مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ تعجبیہ ہوا۔

مَا اَحْسَنَ زَیْدًا" اَیْ" اَلَّذِیْ اَحْسَنَ زَیْدًا شَیْئٌ عَظِیْمٌ.

مَا موصولہ بمعنی اَلَّذِیْ، اَحْسَنَ فعل بافاعل ومفعول بہ، جملہ صلہ، موصول اپنے صلہ سے مل کر مبتداء، شَـیْئٌ عَـظِیْـمٌ موصوف باصفت خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ تعجبیہ ہوا۔

اور اَحْسِـنْ بِـزَیْـدٍ کی ترکیب یوں ہوگی اَحْسِـنْ بمعنی حَسُـنَ فعل ماضی، باء زائدہ، زَیْدٌ اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ تعجبیہ ہوا۔

سؤال : مرکب غیر مفید کی تعریف کریں؟

جواب : مرکب غیر مفید وہ مرکب ہے جس پر بات کہنے والا خاموش ہو جائے تو سننے والے کو خبر یا طلب معلوم نہ ہو۔ جیسے غُلَامُ زَیْدٍ (زید کا غلام)

سؤال : مرکب غیر مفید کی قسمیں بتاؤ؟

جواب : مرکب غیر مفید کی دو قسمیں ہیں۔(۱) تقییدی (۲) غیر تقییدی

سؤال : تقییدی کی تعریف کریں؟

جواب : تقییدی وہ مرکب غیر مفید ہے جس میں دوسرا جزء پہلے کے لئے قید بن رہا ہو۔ جیسے غُلَامُ زَیْدٍ

سؤال : غیر تقییدی کی تعریف کریں؟

جواب : یہ وہ مرکب غیر مفید ہے جس میں دوسرا جزء پہلے کے لئے قید نہ بن رہا ہو۔ جیسے اَحَدَ عَشَرَ

سؤال : تقییدی کی قسمیں بتاؤ؟

جواب : تقییدی کی دو قسمیں ہیں۔(۱) مرکب اضافی (۲) مرکب توصیفی

سؤال : مرکب اضافی کی تعریف کریں؟

جواب : مرکب اضافی وہ مرکب غیر مفید تقییدی ہے کہ جس کے پہلے جزء کی اضافت دوسرے جزء کی طرف کی گئی ہو۔ جیسے غُلَامُ زَیْدٍ اس میں غلام مضاف اور زید مضاف الیہ ہے اور مضاف الیہ ہمیشہ کے لئے مجرور ہوتا ہے۔

سؤال : مرکب توصیفی کی تعرف کریں؟

جواب : مرکب توصیفی وہ مرکب غیر مفید تقییدی ہے کہ جس کا پہلا جزء موصوف ہو اور دوسرا جزء صفت ہو۔ جیسے رَجُلٌ عَالِمٌ ، زَیْدُنِ الْعَالِمُ

سؤال : مرکب غیر تقییدی کی قسمیں بتاؤ؟

جواب : مرکب غیر تقییدی کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) مرکب بنائی (۲) مرکب منع صرف (۳) مرکب صوتی

سؤال : مرکب بنائی کی تعریف کریں؟

جواب : مرکب بنائی وہ مرکب غیر مفید غیر تقییدی ہے جس میں دو اسموں کو ایک کر دیا گیا ہو اور دوسرا اسم حرف کو متضمن ہو، یعنی دوسرے اسم سے پہلے حرفِ واؤ برائے جمعیت کا معنیٰ سمجھا جاتا ہو۔ جیسے اَحَدَعَشَرَ تا تِسْعَةَ عَشَرَ اصل میں اَحَدٌوَّ عَشَرٌ، تِسْعَةٌ وَّعَشَرٌ تھا، واؤ کو حذف کر دیا تو اَحَدَ عَشَرَ تا تِسْعَةَ عَشَرَ بن گیا اور اس کو مرکبِ تعدادی بھی کہتے ہیں۔

سؤال : مرکب بنائی کا حکم بتاؤ؟

جواب : اس کا حکم یہ ہے کہ اس کے دونوں جزء مبنی برفتحہ ہوتے ہیں سوائے اِثْنَا عَشَرَ کہ اس میں صرف پہلا جزء معرب ہے۔

سؤال : مرکب منع صرف کی تعریف کریں؟

جواب : مرکب منع صرف وہ مرکب غیر مفید غیر تقییدی ہے جس میں دو اسموں کو ایک کر دیا گیا ہو اور اس میں دوسرا جز کسی حرف کو متضمن نہ ہو۔ جیسے بَعْلَبَکَّ، کہ اصل میں بعل الگ اور بک الگ اسم تھا اور دونوں کو ایک کر دیا گیا اس کو مرکب مزجی اور اِمتزاجی بھی کہتے ہیں، اسکا حکم یہ ہے کہ اس کا جزءِ اوّل مبنی ہوتا ہے اور جزءِ دوئم معرب ہوتا ہے

واضح رہے! کہ مرکب غیر مفید ہمیشہ کے لئے جزءِ جملہ ہوتا ہے، پورا جملہ نہیں ہوتا۔

سؤال : مرکب صوتی کی تعریف کریں؟

جواب : مرکب صوتی وہ مرکب غیر مفید غیر تقییدی ہے جس میں دو اسموں کو ایک کر دیا گیا ہو اور دوسرا جزء کوئی آواز ہو۔ جیسے سِیْبویه ، راھویه.

تنبیہ : جملہ دو کلموں سے کم نہیں ہوتا دو جملے خواہ لفظاً ہوں جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ یا تقدیراً جیسے اِضْرِبْ کہ اس میں ایک کلمہ اِضْرِبْ ہے اور دوسرا کلمہ اِس اِضْرِبْ میں اَنْتَ ضمیر مستتر ہے۔

﴿علاماتِ اسم﴾

لام وتنوین، حرفِ جر، مسند الیہ، منسوب، داں پس مصغر وتثنیہ، مجموع، مضاف رابخواں نیز تائے متحرکہ ،موصوف علامت اسم داں نظم کردم آنچہ دیدم درکتابِ نحویاں

سؤال : علاماتِ اسم کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب : دو قسمیں ہیں۔ (۱) لفظی (۲) معنوی

سؤال : لفظی کی قسمیں بتاؤ؟

جواب : تین قسمیں ہیں۔

(۱) شروع میں (۲) درمیان میں (۳) آخر میں

جو شروع میں آتی ہیں وہ چار ہیں۔

(۱) الف لام جیسے الرَّجُلُ

(۲) حرف جر جیسے بِزَیْدٍ (اور حرفِ جر کل سترہ ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں)

باؔ ، تاؔ ، کاف ، لام ، واؤ ، منذ و مذ ، خلا

رُبَّ ، حاشا ، منْ ، عدا ، فی ، عن ، علٰی ، حتّٰی ، الٰی

(۳) حرفِ نداء جیسے یَازَیْدُ

(۴) حرفِ مشبّہ بالفعل جیسے اِنَّ زَیْدًا

جو درمیان میں آتی ہیں وہ ایک ہے۔

(۱) مصغر جیسے رُجَیْلٌ

جو آخر میں آتی ہیں وہ پانچ ہیں۔

(۱) تنوین جیسے زَیْدٌ

(۲) یاءِ نسبت کی ہونا (ایسے اسم کو اسمِ منسوب کہتے ہیں) جیسے بَغْدَادِیٌّ

(۳) علامتِ تثنیہ جیسے رَجُلَانِ

(۴) علامتِ جمع جیسے مُسْلِمُوْنَ

فائدہ : فعلوں میں جو تثنیہ اور جمع کے صیغے ہوتے ہیں وہ درحقیقت فعل خود تثنیہ نہیں ہوتے بلکہ ان میں ضمیر تثنیہ اور جمع ہوتی ہے اور وہ ضمیر فاعل ہوتی ہے۔

(۵) تائے متحرکہ ہو جیسے ضَا رِ بۃ، طَلْحۃ۔

سؤال : معنوی کی قسمیں بتاؤ؟

جواب : تین قسمیں ہیں۔

(۱) مسندالیہ ہونا جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ میں زَیْد مسندالیہ ہے۔

(۲) مضاف ہونا جیسے غُلَامُ زَیْدٍ میں غُلَام مضاف ہے۔

(۳) موصوف ہونا جیسے رَجُلٌ عَالِمٌ میں رَجُل موصوف ہے۔

سؤال : اسم منسوب کی تعریف کریں؟

جواب : اسم منسوب وہ اسم ہے جس کے آخری حرف کے نیچے کسرہ دیکر یائے نسبتی مشدّد لگائی جائے تاکہ اپنے مدلول کے کسی چیز سے وابستہ ہونے پر دلالت کرے۔

سؤال : تصغیر کی تعرف کریں؟

جواب : تصغیر وہ اسم ہے جس میں زیادتی کی جائے محبت یا حقارت یا عظمت یا قلت کے معنی کے لئے محبت کی مثال جیسے یُبُنَی، حقارت کی مثال جیسے رُجَیلٌ (حقیر آدمی) عظمت کی مثال جیسے قُرَیش (معزز اور شان والا قبیلہ، تمام مچھلیوں پر غالب آنے والی مچھلی) قلت کی مثال جیسے ضُوَیرِبٌ (کم مارنے والا ایک مرد)۔

سؤال : تنوین کی تعریف کریں؟

جواب : تنوین وہ نون ساکن ہے جو کلمہ کے آخر میں حرکت کے ساتھ پڑھا جاتا ہو۔

سؤال : علامت کی تعریف کریں؟

جواب : علامت کہتے ہیں کسی چیز کا اس طرح خاص کرنا یا ہو جانا کہ اس میں پایا جاتا ہو اور اس کے غیر میں نہ پایا جاتا ہو اور اس کو خاصہ بھی کہتے ہیں تَخصِیصُ الشَیئِی باالشَیئِی بِحَیثُ یُوجَدُ فِیهِ وَلَایُوجَدُ فِیْ غَیرِہٖ۔

﴿علامات فعل﴾

سؤال : علامات فعل کتنی ہیں؟

جواب : علامات فعل آٹھ ہیں۔

(۱) جس کے شروع میں قد ہو جیسے قَدْضَرَبَ

(۲) جس کے شروع میں سین ہو جیسے سَیَضْرِبُ

(۳) جس کے شروع میں سَوف ہو جیسے سَوفَ یَضرِبُ

(۴) جس کے شروع میں حرف جازم ہو جیسے لَمْ یَضرِبُ

(۵) جس کے آخر میں تائے ساکنہ ہو جیسے ضَرَبَتْ

(۶) ضمیر مرفوع متصل بارز آخر میں ہو جیسے ضَرَبْتُ

(۷) امر ہو جیسے اِضْرِبْ

(۸) نہی ہو جیسے لَا تَضْرِبْ۔

﴿علامات حرف﴾

سؤال : علامات حرف بتاؤ؟

جواب : جس میں علامات اسم اور فعل نہ ہوں وہ حرف کی علامات ہیں۔

پہلی بات : اسم پر تین قسم کے معانی یکے بعد دیگرے آتے رہتے ہیں۔

(۱) کبھی فاعلیت یا اس کے قائم مقام کا معنی۔

(۲) کبھی مفعولیت یا اس کے قائم مقام کا معنی۔

(۳) کبھی مجروریت یا اضافت کا معنی۔

(۱) کبھی فاعلیت یا اس کے قائم مقام کا معنی۔

نحویوں کی اصطلاح میں کہا جاتا ہے کہ اس اسم پر حالت رفع ہے جیسے جَاءَ زَیْدٌ میں زید پر حالت رفع ہے۔

(۲) کبھی مفعولیت یا اس کے قائم مقام کا معنی۔

جس اسم پر مفعولیت اور اس کے قائم مقام کا معنی جاری ہو اس کو کہا جاتا ہے کہ حالت نصب میں جیسے رَاَیْتُ زَیْدًا اس میں زَیْد پر حالت نصب ہے

(۳) کبھی مجروریت یا اضافت کا معنی۔

جس اسم پر مجروریت یا اس کے قائم مقام یعنی اضافت کا معنی ہو تو اس کو کہا جاتا ہے کہ حالت جر میں ہے جیسے غُلَامُ زَیْدٍ میں زید پر حالت جر ہے۔

دوسری بات: اسموں پر جو مختلف قسم کے معانی آتے رہتے ہیں یہ خود بخود نہیں آتے بلکہ کسی چیز کے تقاضے کی وجہ سے آتے ہیں مثلاً جَاءَ زَیْدٌ میں زَید پر حالت رفع جاء کی وجہ سے آیا ہے اور فاعلیت کا معنی جاء کی وجہ سے آیا ہے اور رَأَیْتُ زَیْداً اس پر زَیْداً میں مفعولیت کا معنی رَأَیْتُ کی وجہ سے آیا ہے اور مَرَرْتُ بِزَیْدٍ میں اس پر مجروریت کا معنی حرف جر کی وجہ سے آیا ہے۔ جس چیز کے تقاضے سے اسموں پر یہ مختلف قسم کے معانی آتے رہتے ہیں اس چیز کو عامل کہتے ہیں اور عامل کے تقاضے سے جس اسم پر ان تینوں معنوں میں سے کوئی ایک معنی آتا ہو اس اسم کو معمول کہتے ہیں۔

سوال : عامل کی تعریف کریں؟

جواب : عامل اس چیز کو کہتے ہیں جس کے تقاضے سے اسموں پر مختلف قسم کے معانی (فاعلیت، مفعولیت، مجروریت) آتے ہیں جیسے جَاءَ زَیْدٌ میں جَاءَ عامل ہے۔

سوال : معمول کی تعریف کریں؟

جواب : معمول اس اسم کو کہتے ہیں جس پر عامل کے تقاضے سے مذکورہ تین معنوں (فاعلیت، مفعولیت، مجروریت) میں سے کوئی ایک معنی آتا ہو جیسے جَاءَ زَیْدٌ میں زَیْد معمول ہے۔

تیسری بات : جس اسم پر عامل کے تقاضا سے مختلف قسم کے معانی آتے ہیں اس کے آخر پر حرکت یا حرف لگا دیتے ہیں جس سے یہ پتہ چل جاتا ہے کہ اس پر فاعلیت یا مفعولیت یا مجروریت کا معنی جاری ہے اس حرکت اور حرف کو اعراب کہتے ہیں امثلہ مذکورہ میں پہلی مثال ضمہ، دوسری میں فتحہ، تیسری میں کسرہ اعراب ہیں۔

سوال : اعراب کی تعریف کریں؟

جواب :اعراب اس حرکت اور حرف کو کہتے ہیں جو اسم کے آخر پر اس لیے لگایا جاتا ہو

جس سے یہ پتہ چل جائے کہ اس پر فاعلیت یا مفعولیت یا مجروریت کا معنی جاری ہے۔

سؤال : اعراب کی قسمیں بتاؤ؟

جواب : اعراب کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) اعراب بالحرکت جیسے جَاءَ زَیْدٌ میں ضمہ، رَائَیْتُ زَیْدًا میں فتحہ، مَرَرْتُ بِزَیْدٍ میں کسرہ کے ساتھ۔

(۲) اعراب بالحروف جیسے جَاءَ اَبُوْکَ میں واو، رَائَیْتُ اَبَاکَ میں الف، مَرَرْتُ بِاَبِیْکَ میں یاء کے ساتھ۔

سؤال : محل اعراب کی تعریف کریں؟

جواب : محل اعراب اس آخری حرف کو کہتے ہیں جس پر اعراب آتا ہے جیسے جَآءَ زَیْدٌ میں دال محل اعراب ہے اس لیئے کہ اعراب جو ضمہ ہے اس پر آتا ہے۔

چوتھی بات : وہ عامل جس کے تقاضا سے اس کے معمول پر فاعلیت یا اس کے قائم مقام کا معنی پیدا ہو اس عامل کو رافع کہتے ہیں معمول کو مرفوع اور اعراب کو رفع کہتے ہیں اور جو عامل اپنے معمول پر مفعولیت یا اس کے قائم مقام کا معنی پیدا کرتا ہو تو اس عامل کو ناصب معمول کو منصوب اور اعراب کو نصب کہتے ہیں۔ اور جو عامل اپنے معمول پر مجروریت یا اضافت کا معنی پیدا کرتا ہو اس عامل کو جار معمول مجرور اور اعراب کو جر کہتے ہیں۔

رافع	مرفوع	رفع
ناصب	منصوب	نصب
جار	مجرور	جر

سؤال : عامل کی قسمیں بتاؤ؟

جواب : عامل کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) رافع (۲) ناصب (۳) جار

سؤال : معمول کی قسمیں بتاؤ؟

جواب : معمول کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) مرفوع (۲) منصوب (۳) مجرور

سؤال : اعراب خواہ بالحرکت ہو یا بالحرف کی قسمیں بتاؤ؟

جواب: اس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) رفع (۲) نصب (۳) جر

پانچویں بات : اسم کی دو قسمیں ہیں۔(۱) معرب (۲) مبنی

معرب : وہ اسم ہے جس کا آخر عوامل کے اختلاف سے بدلتا رہتا ہو جیسے امثلہ مذکورہ میں زَیْد۔

مبنی: وہ اسم ہے جس کا آخر عوامل کے اختلاف سے نہ بدلتا ہو جیسے ھٰؤُلَآءِ تینوں صورتوں میں اس کے آخر میں کسرہ رہے گا یوں کہا جائے گا جَاءَ ھٰؤُلَآءِ، رَائَیتُ ھٰؤُ لَآءِ وَ مَرَرْتُ بِھٰؤُلَآءِ۔

اسم معرب پر اعراب لفظاً یا تقدیراً اور محلاً تین یعنی ہر طرح آتا ہے۔اور مبنی پر صرف محلاً آتا ہے لفظاً یا تقدیراً نہیں آتا۔

پہلی مثال کی ترکیب : جَآءَ فعل ھٰؤُلَآءِ محلاً مرفوع اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔محلاً کا مطلب یہ ہے کہ رفع یا نصب یا جر کی جگہ میں ہے۔

شعر : معرب آں باشد کہ گردد بار بار

مبنی آں باشد کہ ماند بر قرار

تنبیہ : یہ جو اوپر معرب اور مبنی کی تعریفیں لکھی گئی ہیں اصل میں یہ معرب اور مبنی کا حکم ہے دونوں کی صحیح تعریفیں یہ ہیں۔

معرب : اَلْمُعْرَبُ مَالَمْ یُشْبِه مَبْنِیَّ الْاَصْل ،معرب وہ اسم ہے جو مبنی اصل کے مشابہ نہ ہو جیسے زَیْدٌ۔

مبنی : اَلْمَبْنِیُّ مَایشبه مَبْنِیَّ الْاَصْل یا اَلْمَبْنِیُّ مَا نَاسَبَ الْمَبْنِیَّ الْاَصْل، مبنی وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہ ہو جیسے هٰؤُلَآءِ۔

چھٹی بات : اسموں پر حالت رفع ہمیشہ ایک اعراب کے ساتھ نہیں آتا بلکہ کبھی ضمہ کے ساتھ آتا ہے جیسے جَآءَ زَیْدٌ میں ضمہ کے ساتھ اور کبھی واؤ کے ساتھ آتا ہے جیسے جَآءَ اَبُوْکَ میں واؤ کے ساتھ کبھی الف کے ساتھ جیسے جَآءَ رَجُلَانِ الف کے ساتھ اس طرح نصب بھی ہمیشہ ایک اعراب سے نہیں آتا بلکہ کبھی فتحہ کے ساتھ جیسے رَاَیْتُ زَیْدًا میں فتحہ کے ساتھ کبھی الف کے ساتھ جیسے رَاَیْتُ اَبَاکَ میں الف کے ساتھ کبھی یاء کے ساتھ جیسے رَاَیْتُ رَجُلَیْن میں یاء کے ساتھ کبھی کسرہ کے ساتھ جیسے رَاَیْت مُسلِمَاتِ میں کسرہ کے ساتھ اور حالت جر بھی ایک اعراب کے ساتھ نہیں آتا بلکہ کبھی یآء کے ساتھ جیسے مَرَرْتُ بِاَبِیْکَ کبھی کسرہ کے ساتھ جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدٍ کسرہ کے ساتھ کبھی فتحہ کے ساتھ جیسے مَرَرْتُ بِاَحْمَدَ میں فتحہ کے ساتھ ہے۔

حالت رفع	ضمّه	واؤ،الف
حالت نصب	فتحه	الف،یآء، کسره
حالت جر	کسره	یآء ،فتحه

پھر اسم معرب پر اعراب کی یہ حالتیں کبھی لفظی ہوتی ہیں اور کبھی تقدیری، اس لئے اس کی پہچان کے لئے کہ کس اسم کا اعراب لفظی یا تقدیری اور کس علامت سے ہے عنقریب مصنّف اسم معرب کی سولہ اقسام وجوہ اعراب کے اعتبار سے ذکر کریں گے

تقدیری کی مثال جیسے جَآءَ مُوْسیٰ، ضمہ تقدیری۔ رَاَیْتُ مُوْسیٰ، فتحہ تقدیری۔ مَرَرْتُ بِمُوْسیٰ، جر کسرہ تقدیری۔

سؤال : مبنی کی قسمیں بتاؤ؟

جواب : مبنی کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) مبنی الاصل (۲) مبنی غیر الاصل

سؤال : مبنی اصل کی تعریف کریں؟

جواب : مبنی اصل وہ مبنی ہے جو اصل وضع کے اعتبار سے مبنی ہو، اور مبنی اصل جملہ کلمات میں سے تین ہیں۔

(۱) جملہ حروف

(۲) ماضی معروف، مجہول

(۳) امر حاضر معلوم

سؤال : مبنی غیر اصل کی تعریف کریں؟

جواب : مبنی غیر اصل وہ مبنی ہے جو اصل وضع کے اعتبار سے مبنی نہ ہو بلکہ کسی مبنی الاصل کی مشابہت سے مبنی ہوا ہو۔ اور اس کی بھی تین قسمیں ہیں۔

(۱) مضارع بنون جمع مؤنث ونون تاکید ثقیلہ وخفیفہ

(۲) اسم غیر متمکن

(۳) اسم متمکن ترکیب میں واقع نہ ہو جیسے زَیْد

حاصل یہ کہ : مبنی کی کل چھ قسمیں ہیں

(۱) جملہ حروف

(۲) ماضی معروف ومجہول

(۳) امر حاضر معلوم

(۴) مضارع با نون جمع مؤنث، نون تاکید

(۵) اسم غیر متمکن

(۶) اسم متمکن ترکیب میں واقع نہ ہو۔ان میں پہلی تین قسمیں مبنی اصل اور آخری تین قسمیں مبنی غیر اصل کہلاتی ہیں۔

تنبیہ : اسم متمکن جو ترکیب میں واقع نہ ہو علامہ ابن حاجبؒ صاحب کافیہ کے نزدیک مبنی بر سکون ہے اور علامہ زمخشری کے نزدیک معرب ہے۔

مصنف نے علامہ ابن حاجب رحمہ اللہ کے مذہب کو ترجیح دے کر اس کو مبنیات میں شمار کیا ہے۔

سؤال : اسم غیر متمکن کی تعریف کریں؟

جواب : اسم غیر متمکن وہ اسم ہے جو مبنی اصل کے مشابہ ہو۔

سؤال : ترکیب میں واقع ہونے کا مطلب کیا ہے؟

جواب : ترکیب میں واقع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ عامل کے ساتھ ہو جیسے جَآءَ زَیْدٌ میں زَیْدٌ جَآءَ عامل رافع کے ساتھ ہے۔

سؤال : معرب کی قسمیں بتاؤ؟

جواب : معرب کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) مضارع بغیر نون جمع مؤنث و نون تاکید (۲) اسم متمکن جو ترکیب میں واقع ہو

﴿فصل﴾

بدانکه اسم غیر متمکن بهشت قسم است الخ۔۔۔۔۔

سؤال : اسم غیر متمکن کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب : اسم غیر متمکن آٹھ قسم پر ہے۔

(۱) مضمرات (۲) اسماء اشارات (۳) اسماء موصولات

(۴) اسماء افعال (۵) اسماء اصوات (۶) اسماء ظروف

(۷) اسماء کنایات (۸) مرکب بنائی

﴿مضمرات﴾

سؤال : مضمرات کی تعریف کریں؟

جواب : مضمرات مضمر کی جمع ہے اور مضمر، ضمیر وہ اسم غیر متمکن ہے جو متکلم یا مخاطب یا ایسے غائب پر دلالت کرے جو پہلے کسی طرح معلوم ہو چکا ہو جیسے اَنَا، اَنْتَ، ھُوَ۔

تنبیہ نمبر۱: ضمیر غائب کے لئے ضروری ہے کہ جس چیز کا قائم مقام بنے اس چیز کا پہلے کسی طرح علم ہو چکا ہو جیسے جَاءَ زَیْدٌ وَھُوَ رَاکِبٌ میں ھو زید کے قائم مقام ہے اور اس ضمیر کو راجع اور اس چیز کو مرجع کہتے ہیں۔ حاصل یہ کہ مرجع کا علم ہونا ضروری ہے

تنبیہ نمبر۲ : جس طرح دوسرے اسموں پر تینوں قسم کے معانی آتے رہتے ہیں اسی طرح یہ معانی مضمرات پر بھی آتے رہتے ہیں لہٰذا ان کی بھی اس اعتبار سے تین قسمیں ہونگی۔

(۱) مرفوع (۲) منصوب (۳) مجرور

سؤال : ضمیر مرفوع کی قسمیں بتاؤ؟

جواب : اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) مرفوع متصل (۲) مرفوع منفصل

سؤال : ضمیر مرفوع متصل کی تعریف کریں؟

جواب : ضمیر مرفوع متصل وہ ضمیر ہے جس پر فاعلیت یا اس کے قائم مقام کا معنی

جاری ہو اور وہ اپنے عامل کے ساتھ پیوست ہو جیسے ضَرَبْتُ میں تُ ضمیر۔

سؤال : ضمیر مرفوع منفصل کی تعریف کریں؟

جواب : ضمیر مرفوع منفصل وہ ضمیر ہے جس پر فاعلیت یا اس کے قائم مقام کا معنی جاری ہو اور وہ اپنے عمل کے ساتھ پیوست نہ ہو جیسے اَنْتُمْ وغیرہ۔

سؤال : ضمیر منصوب کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب : ضمیر منصوب کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) منصوب متصل (۲) منصوب منفصل

سؤال : ضمیر منصوب متصل کی تعریف کریں؟

جواب : ضمیر منصوب متصل وہ ضمیر ہے جس پر مفعولیت یا اس کے قائم مقام کا معنی جاری ہو اور وہ اپنے عامل کے ساتھ پیوست ہو جیسے ضَرَبَنِیْ ،ضَرَبْنَا

سؤال : ضمیر منصوب منفصل کی تعریف کریں؟

جواب : ضمیر منصوب منفصل وہ ضمیر ہے جس پر مفعولیت یا اس کے قائم مقام کا معنی جاری ہو اور وہ اپنے عامل کے ساتھ پیوست نہ ہو جیسے اِیَّانَا، وغیرہ۔

سؤال : ضمیر مجرور متصل کی قسمیں بتاؤ؟

جواب : ضمیر مجرور متصل کی ایک قسم ہے وہ یہ ہے ضمیر مجرور متصل وہ ضمیر ہے جس پر مجروریت یا اضافت کا معنی جاری ہو اور وہ اپنے عامل کے ساتھ پیوست ہو جیسے لِیْ ،لَنَا وغیرہ

سؤال : ضمیر مرفوع متصل کی قسمیں بتاؤ؟

جواب : ضمیر مرفوع متصل کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ضمیر مرفوع متصل بارز (۲) ضمیر مرفوع متصل مستتر

سؤال : ضمیر مرفوع متصل بارز کی تعریف کریں؟

جواب : ضمیر مرفوع متصل بارز وہ ضمیر ہے جو لفظوں میں پڑھا اور کتابت میں لکھا جاتا ہو جیسے ضَرَبَا میں الف

سؤال : ضمیر مرفوع متصل مستتر کی تعریف کریں؟

جواب : ضمیر مرفوع متصل مستتر وہ ضمیر ہے جو لفظوں میں نہ پڑھا جاتا ہو اور نہ کتابت میں لکھا جاتا ہو جیسے ضَرَبَ میں ضمیر جو معبر بِهُوَ ہے۔

سؤال : ماضی میں ضمائر مستترہ اور بارزہ کتنے ہیں؟

جواب : ماضی کے صرف دو صیغوں میں ضمیر مستتر آتی ہے اور باقی بارہ صیغوں میں بارز آتی ہے وہ دو صیغے یہ ہیں۔

(۱) ضَرَبَ اس میں هُوَ ضمیر مستتر آئی ہے۔

(۲) ضَرَبَتْ اس میں هِيَ ضمیر مستتر ہے اور تا حرف تانیث کی علامت ہے۔

سؤال : ضمیر مرفوع متصل مستتر کی قسمیں بتاؤ؟

جواب : اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) جائز (۲) لازم

مستتر جائز : وہ ضمیر مرفوع متصل مستتر ہے جس کا صیغہ میں دائماً آنا ضروری نہ ہو بلکہ کبھی ہوتی ہے اور کبھی نہیں جیسے ماضی میں واحد مذکر غائب اور واحدہ مؤنثہ غائبہ کے صیغے اور مضارع میں واحد مذکر غائب اور واحدہ مؤنثہ غائبہ کے صیغوں میں اگر ان کا فاعل اسم ظاہر آ جائے تو اس وقت ان صیغوں میں ضمیر مستتر نہ ہوگی مثلاً ضَرَبَ زَيْدٌ، ضَرَبَتْ هِنْدٌ، يَضْرِبُ زَيْدٌ، تَضْرِبُ هِنْدٌ ، ان چاروں صورتوں میں ان صیغوں میں ضمیر مستتر نہیں۔ (یعنی اسکا چھپانا جائز ہے، اور اسکو کبھی چھپا سکتے ہیں اور کبھی نہیں)

مستتر لازم : وہ ضمیر مرفوع متصل مستتر ہے جس کا صیغہ میں دائماً آنا ضروری ہو

جیسے مضارع کے تین صیغے مثلاً تَضرِب واحد مذکر مخاطب اَضرِبُ واحد متکلم، نَضرِب متکلم مع الغیر ان صیغوں میں اَنتَ، اَنا، نَحنُ دائماً مستتر ہوتی ہیں (یعنی اسکا چھپانا واجب ہے اور اسکو کبھی بھی ظاہر نہیں کیا جاسکتا ہے) جیسے ضَرَبَ خَالِدٌ، ضَرَبَ فعل خالدٌ اس کا فاعل فعل با فاعل جملہ فعلیہ خبریہ۔

خَالِدٌ ضَرَبَ، خَالِدٌ اسم مبتداء ضَرَبَ فعل اسمیں ضمیر مرفوع متصل مستتر جائز معبر بِھُوَ اسکا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مبتداء کی خبر مبتداء باخبر جملہ اسمیہ خبریہ، تَضرِبُ زَینَبُ، تَضرِبُ فعل زینب فاعل، فعل، فاعل جملہ فعلیہ خبریہ۔

﴿اسماء اشارات﴾

سوال : اسماء اشارات کی تعریف کریں؟

جواب :اسماءِ اشارات اسمِ اشارہ کی جمع ہے اسمِ اشارہ وہ اسمِ غیر متمکن ہے جسکو کسی چیز کی طرف اشارہ حسیّہ کے وقت بولا جاتا ہے جیسے ذا وغیرہ۔

سوال : اشارہ حسیّہ کی تعریف کریں؟

جواب :اشارہ حسیّہ وہ اشارہ ہے جو ظاہری اعضاء سے کیا جاتا ہو جیسے ہاتھ یا سر ہلانے سے۔

﴿اسماءِ اشارات کے باب میں چند اہم اور مفید باتیں﴾

سوال :مشارٌ الیہ کی تعریف کریں؟

جواب :جس چیز کی طرف اشارہ کیا جائے اسکو مشارٌ الیہ کہتے ہیں جیسے ھٰذِہٖ ھندٌ.

پہلی بات : مشارٌ الیہ کبھی مؤنث ہوگا اور کبھی مذکر، پھر ہر ایک ان میں سے واحد یا تثنیہ یا جمع ہوگا، ہر ایک کے لئے جدا اسم اشارہ آئے گا۔

واحد مذکر کے لئے، ذا یہ ایک مرد

تثنیہ مذکر کے لئے ذان حالت رفع ذین حالت نصب و جر میں اس کا معنی یہ ہے، یہ دو مرد

واحد مؤنث کے لئے، تا ،تی ،ته ، ذہ ، ذِهِیْ، تِهی ، یہ ایک عورت۔

تثنیہ مؤنث کے لئے تــــان حالت رفع میں، اور تَیْــنِ حالت نصب جر میں، یہ دو عورتیں، جمع مذکر و مؤنث کے لئے دو صیغے ہیں۔

أُولآءِ بمد، اُولیٰ بقصر یہ سب مرد یا سب عورتیں۔

دوسری بات : اسمِ اشارہ کے آخر میں کبھی، کِ، کُمَا ، کُمْ ، کُنَّ لگایا جاتا ہے۔

انکی صورت تو ضمائر کی سی ہے، لیکن نحاۃ کا اتفاق ہے کہ اسمِ اشارہ کے آخر میں جو اس قسم کے الفاظ آتے ہیں یہ حروفِ خطاب ہیں اور ان کے لانے کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے مخاطب کی تعیین ہو جاتی ہے کہ مذکر ہے یا مؤنث، واحد ہے یا تثنیہ و جمع۔

اسمِ اشارہ کی تذکیر، تانیث وافراد، تثنیہ و جمع مشارٌ الیہ کے اعتبار سے ہوتا ہے اور حروفِ خطاب کے مخاطب کے اعتبار سے۔

تیسری بات : اسمِ اشارہ کبھی حروفِ خطاب کے ساتھ استعمال ہوتا ہے اور کبھی اس کے بغیر اور حروفِ خطاب کے ملانے کے دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ حروفِ خطاب سے پہلے لام نہ ہو جیسے ذاک، ذانک ، دوسری یہ کہ اس سے پہلے لام ہو جیسے ذٰلک، تلک یہ لام کسی مقصد کے لئے بڑھایا گیا ہے۔ اسمیں تین رائے ہیں۔

(۱) لام بُعد مشارٌ الیہ کے لئے ہے۔

(۲) لام زیادتی بُعد مشارٌ الیہ کے لئے ہیں۔

اس صورت میں ذا بغیر لام حرفِ خطاب ہے قریب مشارٌ الیہ اور لام حروفِ خطاب کے ساتھ دور مشارٌ الیہ کے لئے اور صرف حرفِ خطاب بغیر لام کے اوسط مشارٌ

الیہ کے لئے ہوگا۔

(۳) لام مخاطب کے بُعد کے لئے آتا ہے اور یہ لام حرفِ واحد مذکر، واحدہ مؤنثہ کے صیغوں میں آتا ہے باقی میں نہیں آتا جیسے ذالک، تلک.

چوتھی بات : مخاطب کو تنبیہ اور بیدار کرنے کے لئے کبھی اسمِ اشارہ کے شروع میں ھا لگادیتے ہیں اس کو ہائے تنبیہ کہتے ہیں۔لیکن جب شروع میں ھا لگ جاتی ہے تو پھر اس کے ساتھ لام نہیں لگتا اور حرفِ خطاب لگ سکتا ہے۔لیکن قلیل جیسے هٰذا، هٰذاکَ

﴿موصولات﴾

فائدہ نمبر۱ : موصول کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) موصولِ حرفی (۲) موصولِ اسمی

موصولی حرفی کل پانچ (۵) حروف ہیں۔

(۱) اَنْ مصدریہ (۲) مَا مصدریہ (۳) مشبہ بالفعل

(۴) کَیْ (۵) لَوْ

سوال : اسمِ موصول کی تعریف کریں؟

جواب : اسمِ موصول وہ اسمِ غیر متمکن ہے جو جملہ کا کامل جزء بننے میں صلہ اور عائد کا محتاج ہو۔

سوال : صلہ اور عائد کی تعریف کریں؟

جواب :صلہ : صلہ اس جملہ کو کہتے ہیں جو ایسی چیز کے بعد واقع ہو کہ وہ چیز اس جملہ کے بغیر کامل نہ ہو۔

عائد : اس جملہ میں اس ضمیر یا غیر ضمیر کو کہتے ہیں جو موصول کی طرف راجع ہو اور صلہ کو موصول کے ساتھ رابطہ ہو جیسے جَاءَ نِی الَّذِی ضَرَبَ۔

ترکیب : جَــاءَ فعل ن وقایہ ی ضمیر منصوب متصل برائے واحد متکلم مشترک مفعول بہ الَّــذِی اسمِ موصول ضَــرَبَ فعل اس میں ضمیر مرفوع متصل مستتر جائز معبر بھو برائے واحد مذکر غائب راجع بسوئے الَّذِی موصول فاعل ضَرَبَ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہوا موصول کا، موصول باصلہ فاعل ہوا جَاءَ کا جَاءَ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تنبیہ : صلہ میں جو جملہ ہوتا ہے وہ کبھی صریح ہوتا ہے جیسے جَاءَ الَّذِی ضَرَبَ میں جملہ صریح ہے اور کبھی جملہ مؤول ہوتا ہے جیسے اَلضَّـارِبُ میں اَلضَّـارِبُ بتاویل الَّـذِی ضَرَبَ اور کبھی بتقدیر جملہ ہوتا ہے جیسے اَلَّـذِیْ فِی الدَّارِ میں اس کی تقدیر یہ ہے اَلَّذِی ثَبَتَ فِیْ الدَّار.

فائدہ نمبر۲ : واحد مذکر کے لئے اَلَّـذِی وہ ایک مرد الخ کا چھ صیغوں کے لئے آتا ہے وہ ایک مذکر کہ الخ مَــنْ چھ صیغوں کے لئے آتا ہے۔ وہ ایک مرد کہ الخ، اسی طرح لام بھی چھ صیغوں کے لئے آتا ہے اس کا صلہ اسمِ فاعل یا اسمِ مفعول کا صیغہ میں ہوتا ہے۔ اور اس کا عائد اسمِ فاعل یا اسمِ مفعول کے صیغوں میں جو ضمیر ہوتی ہے، وہ ہے اسمِ فاعل یا اسمِ مفعول کے صیغے جس کے لئے آتے ہیں الف لام برائے موصول بھی اس کے لئے ہوں گے، یعنی اگر صیغہ واحد مذکر کا ہے تو الف لام بمعنی الَّذِی واحد مذکر کے لئے ہو گا الخ۔ جیسے

(۱) اَلضَّارِبُ بمعنی اَلَّذِیْ ضَرَبَ

(۲) الضَّارِبَانِ بمعنی اَلَّذَانِ ضَرَبَا

(۳) الضَّارِبُوْنَ بمعنی اَلَّذِیْنَ ضَرَبُوْا

(۴)	الضَّارِبَةُ	بمعنی اَلَّتِیْ ضَرَبَتْ
(۵)	الضَّارِبَتَانِ	بمعنی اَلَّتَانِ ضَرَبَتَا
(۶)	الضَارِبَاتُ	بمعنی الّٰاتِیْ ضَرَبْنَ
(۷)	اَلْمَضْرُوْبُ	بمعنی اَلَّذِی ضُرِبَ
(۸)	اَلْمَضْرُوْبَانِ	بمعنی اَلَّذَانِ ضُرِبَا
(۹)	اَلْمَضْرُوْبُوْنَ	بمعنی اَلَّذِیْنَ ضُرِبُوْا
(۱۰)	اَلْمَضْرُوْبَةُ	بمعنی اَلَّتِیْ ضُرِبَتْ
(۱۱)	اَلْمَضْرُوْبَتَانِ	بمعنی اَلَّتَانِ ضُرِبَتَا
(۱۲)	اَلْمَضْرُوْبَاتُ	بمعنی اَلّٰوَاتِیْ ضُرِبْنَ

فائدہ نمبر۳ : مَنْ اور مَا میں لفظی فرق تو نہیں ہے دونوں چھ صیغوں کے لئے آتے ہیں البتہ ان میں معنوی فرق ہے اس طرح کے مَنْ عام طور پر اور غالباً ذو العقول، (یعنی عقل والوں) کے لئے آتا ہے۔ اور مَا غالباً غیر ذو العقول کے لئے آتا ہے اور کبھی کبھار اسکے خلاف بھی آتے ہیں۔

فائدہ نمبر۴ : مَنْ ، مَا دونوں لفظ کے اعتبار سے واحد مذکر ہیں اور معنی کے اعتبار سے چھ قسم پر ہیں واحد مذکر، تثنیہ مذکر، جمع مذکر، واحدہ مؤنثہ، تثنیہ مؤنثہ، جمع مؤنثہ جب یہ دونوں واحد مذکر کے معنی میں مستعمل ہوں تو اس وقت مَنْ، مَا کی طرف واحد مذکر کی ضمیر راجع کرنا درست ہے جیسے جَاءَ مَنْ ضَرَبَ ایک مرد، یہاں مَنْ ضَرَبَ میں واحد مذکر کی ضمیر معبر با ھو مَنْ کی طرف راجع ہوگی اور اگر اسکے سوا کسی اور معنی میں مستعمل ہوں تو اس وقت لفظ کا اعتبار کر کے واحد مذکر کی ضمیر راجع کر سکتے ہیں اور معنی کا اعتبار کر کے تثنیہ جمع وغیرہا کی ضمیر معنی کی نسبت سے راجع کر سکتے ہیں جیسے جَاءَ مَنْ

ضَرَبُوْا، جَاءَ مَنْ ضَرَبَتْ جَاءَ مَنْ ضَرَبْنَ۔

فائدہ نمبر ۵ : مَنْ ، مَا کبھی موصولی ہوتے ہیں، کبھی شرط کے لئے آتے ہیں جیسے مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ جسکو تو مارے گا میں جب ماروں گا، کبھی استفہام کے لئے آتا ہے جیسے مَنْ ضَرَبْتَ کس نے آپ کو مارا؟ کبھی مَا موصوف بمعنیٰ شَیٔ کے لئے آتا ہے جیسے مَا فِیْ اَلسَّمٰوٰتِ .اَیْ شَیْءٌ ثَابِتٌ فِیْ السَّمآءِ، کبھی مَا مصدر یہ بھی آتا ہے جیسے بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا. اَیْ بِعَمَلِکُمْ خَبِیْرًا.

فائدہ نمبر ۶ : صلہ میں عائد ہوتا ہے وہ اکثر لفظوں میں مذکور ہوتا ہے اور کبھی کبھی محذوف بھی ہوتا ہے خصوصاً جب عائد منصوب متصل کی ضمیر ہوتی ہے تو بہت کثرت سے محذوف ہوتی ہے جیسے مَنْ یَّشآ ء میں ہٗ ضمیر منصوب متصل راجع بسوئے مَنْ محذوف ہے اصل عبارت یوں ہوگی مَنْ یَّشآء ہٗ.

فائدہ نمبر ۷: ذُوْ یہ اَلَّذِیْ موصول کے معنیٰ میں ہے فِیْ لُغَتْ بَنِیْ طے جیسے جَاءَ نِیْ ذُوْ ضَرَبَکَ اَیْ اَلَّذِیْ ضَرَبَکَ۔

فائدہ نمبر ۸ : اَیٌّ ،اَیَّۃٌ کے استعمال کے چار طریقے ہیں۔

(۱) مضاف ہو اور صدرِ صلہ مذکور ہو جیسے اَیُّھُمْ ھُوَ قَائِمٌ

(۲) مضاف نہ ہو اور صدرِ صلہ مذکور ہو جیسے اَیٌّ ھُوَ قَائِمٌ

(۳) مضاف نہ ہو اور صدرِ صلہ مذکور نہ ہو جیسے اَیٌّ قَائِمٌ

(۴) مضاف ہو اور صدرِ صلہ مذکور نہ ہو جیسے اَیُّھم قَائِمٌ

فائدہ : صدرِ صلہ سے مراد جملہ ہے۔

ان چار صورتوں میں سے صرف آخری صورت میں اَیٌّ مبنی ہے باقی تین صورتیں معرب ہیں اور یہاں مبنیات میں ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ آخری صورت مبنی ہے۔

﴿اَسماءِ افعال﴾

سوال : اسماءِ افعال کی تعریف کریں؟

جواب :اسماءِ افعال اسمِ فعل کی جمع ہے اور اسمِ فعل وہ اسمِ غیر متمکن ہے جو وضع کے اعتبار سے امر یا ماضی کے معنی پر دلالت کرتا ہو جیسے رُوَیْدَ بمعنی اَمْهِلْ (تو مہلت دے) اور هَیْهَاتَ بمعنی بَعُدَ (دور ہوا وہ)

سوال : وہ اسماء جو امر کے معنی میں ہیں کون کون سے ہیں؟

جواب :وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) رُوَیْدَ زَیْدًا بمنی اَمْهِلْ زَیْدًا (تو مہلت دے زید کو)

ترکیب : رُوَیْدَ اسمِ فعل بمعنی امر حاضر معلوم اس میں ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب معبر بـ اَنْتَ مرفوع محلاً اسکا فاعل زَیْدًا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۲) بَلْهَ زَیْدًا بمعنی دَعْ زَیْدًا (چھوڑ تو زید کو)

(۳) حَیَّهَلُ الصَّلٰوۃ بمعنی اِیْتِ الصَّلٰوۃ (آ تو نماز کی طرف)

(۴) هَلُمَّ الصَّلٰوۃ بمعنی اِیْتِ الصَّلٰوۃ (آ تو نماز کی طرف)

(۵) دُوْنَکَ زَیْدًا بمعنی خُذْ زَیْدًا (پکڑ تو زید کو)

(۶) هَا زَیْدًا بمعنی خُذْ زَیْدًا (پکڑ تو زید کو)

(۷) آمِیْن بمعنی اِسْتَجِبْ (قبول کر تو)

(۸) قَط بمعنی اِنْتَهِ (رُک جا)

(۹) صَهْ بمعنی اُسْكُتْ (خاموش ہو جاؤ)

(۱۰) مَهْ بمعنی اُکْفُفْ (رک جا)

(۱۱) عَلَیْکَ بمعنی اَلْزِمْ (لازم پکڑ)

سوال: وہ اسماءِ فعل جو ماضی کے معنی میں ہیں وہ کون کون سے ہیں؟

جواب: (۱) هَیْهَاتَ بمعنی بَعُدَ (دور ہوا وہ) هَیْهَاتَ زَیْدٌ (زید دور ہوا)

(۲) شَتَّانَ بمعنی اِفْتَرَقَ (جُدا ہوا) شَتَّانَ زَیْدٌ وعَمْرٌو (جُدا ہوا زید اور عمرو)

﴿اَسماءِ اصوات﴾

سوال: اسماءِ اصوات کی تعریف کریں؟

جواب: اسماءِ اصوات اسمِ صوت کی جمع ہے اور اسمِ صوت وہ اسمِ غیر متمکن ہے جس سے کسی کی آواز کو نقل کیا جائے یا کسی چوپائے وغیرہ کو آواز دی جائے جیسے غَاقِ غَاقَ۔

سوال: یہاں نحو میر میں جو اسماءِ اصوات ہیں وہ کتنے ہیں اور کیا کیا ہیں؟ بیان کریں۔

جواب: یہاں پانچ مذکور ہیں۔

(۱) اُحْ اُحْ (کھانسی کے وقت نکلنے والی آواز کی نقل ہے)

(۲) اُفْ اُفْ (افسوس اور درد کے وقت کی آواز کی نقل ہے)

(۳) بَخٍّ بَخٍّ (خوشی کے وقت کی آواز کی نقل ہے)

(۴) نَخٍّ نَخٍّ (اُونٹ بٹھانے کے وقت کی آواز کی نقل ہے)

(۵) غَاقِ غَاقَ (کوّے کی آواز کی نقل ہے)

﴿اسماءِ ظروف﴾

سوال :اسماءِ ظروف کی تعریف کریں؟

جواب :اسماءِ ظروف اسمِ ظرف کی جمع ہے، اسمِ ظرف وہ اسمِ غیر متمکن ہے، جو وقت یا جگہ کا معنی دیتا ہو جیسے اِذْ ،اِذا وغیرہ، ظرف کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ظرفِ زمان (۲) ظرفِ مکان

سوال :ظرفِ زمان کے لئے جو اسماء نحو میر میں مذکور ہیں وہ کیا کیا ہیں؟ بیان کریں۔

جواب :

(۱) اِذْ (۲) اِذا (۳) مَتٰی (۴) كَيْفَ

(۵) اَيَّانَ (۶) اَمْسِ (۷) مُذْ (۸) مُنْذُ

(۹) قَطُّ (۱۰) عَوْضُ (۱۱) قَبْلُ (۱۲) بَعْدُ

سوال :اِذْ کس کے لئے آتا ہے اور اسکا کیا معنی ہے؟

جواب :اِذْ ماضی کے لئے استعمال ہوتا ہے بمعنی جس وقت جیسے جِئْتُكَ اِذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ، میں آیا تیرے پاس جب یعنی جس وقت سورج طلوع ہوا۔

سوال : اِذَا کس کے لئے آتا ہے اور اسکا کیا معنی ہے؟

جواب :اِذَا مستقبل کے لئے آتا ہے اگر چہ ماضی پر داخل ہو بمعنی جس وقت، پھر یہ اکثر شرط کے لئے آتا ہے جیسے اِذَا تَذْهَبْ اَذْهَبْ، جس وقت تو جائے گا میں بھی جاؤں گا اور کبھی مفاجات کے لئے یعنی ناگاہ، اچانک کے معنی کے لئے آتا ہے جیسے خَرَجْتُ فَاِذَا السَّبُعُ وَاقِفٌ، میں باہر نکلا تو اچانک درندہ کھڑا تھا جب یہ شرط کے معنی کے لئے ہو تو اس وقت یہ مضارع کو جزم دے گا۔

سوال :مَتٰی کس لئے آتا ہے اور اس کا کیا معنی ہے؟

جواب :مَتٰی ماضی اور مستقبل دونوں کے لئے آتا ہے بمعنی جس وقت، پھر یہ کبھی

شرط کے معنی میں ہوتا ہے جیسے مَتٰی تُسَافِرْ اُسَافِرْ جس وقت تو سفر کرے گا میں اس وقت سفر کروں گا مَتٰی ذَهَبْتَ ذَهَبْتُ جس وقت آپ گئے اُس وقت میں بھی گیا اور کبھی استفہام کے معنی کے لئے آتا ہے جیسے مَتٰی تَذْهَبُ تو کس وقت جائے گا؟ جب شرط کے معنی کے لئے ہو تو پھر مضارع کو جزم دے گا اور استفہام کے لئے ہو تو جزم نہیں دے گا۔

سوال : كَيْفَ کس کے لئے آتا ہے اور اس کا کیا معنی ہے؟

جواب : كَيْفَ کسی کا حال دریافت کرنے کے لئے آتا ہے بمعنی کیسا، کیسی حالت جیسے كَيْفَ حَالُكَ تیرا کیسا حال ہے؟ كَيْفَ اَنْتَ تیری حالت کیسی ہے؟

سوال : اَيَّانَ کس کے لئے آتا ہے اور اس کا کیا معنی ہے؟

جواب : اَيَّانَ مستقبل کے لئے آتا ہے اور استفہام کا معنی دیتا ہے، بمعنی کس وقت جیسے اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ (قیامت کا دن کس وقت ہوگا)۔

سوال : اَمْسِ کس کے لئے آتا ہے اور اسکا کیا معنی ہے؟

جواب : اَمْسِ گزشتہ کل کے لئے آتا ہے، جیسے اَكَلْتُ اَمْسِ میں نے کل کھایا تھا۔

سوال : مُذْ اور مُنْذُ کس کے لئے آتے ہیں اور ان کے کیا معنی ہیں؟

جواب : مُذْ اور مُنْذُ کبھی ابتدائے زمانہ کے لئے آتے ہیں اور کبھی تمام زمانے کے لئے آتے ہیں، ابتدائے زمانہ کی مثال مَا رَأَيْتُ زَيْدًا مُذْ اَوْ مُنْذُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، اس کی تقدیری عبارت یوں ہے اَوَّلُ مُدَّةِ عَدَمِ رُؤْيَتِيْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، زید کو میرے نہ دیکھنے کی اوّل مدّت جمعہ کا دن ہے۔

جمیع مدت کی مثال : جیسے مَا رَأَيْتُ زَيْدًا مُذْ اَوْ مُنْذُ يَوْمَانِ تقدیری عبارت یوں ہوگی، جميع مدة عدم رؤيتى زَيْدًا يَوْمَانِ زید کو میرے نہ دیکھنے کی کل مدت دو

دن ہے۔اور یہ مُذ اور مُنذُ حروفِ جر بھی ہے اس وقت اس کا مدخول مجرور ہوگا، جیسے مَارَأَیْتُ مُنْذُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ ، میں نے زید کو جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا۔

سوال : قطّ کس لئے آتا ہے اور اسکا کیا معنی ہے؟

جواب :قــــطُّ استغراق زمانہ ماضی منفی کے لئے آتا ہے بمعنی کبھی، ہرگز جیسے مَاضَرَبْتُ زَیْدًا قَط میں نے زید کو کبھی نہیں مارا۔

سوال :عَوْضُ کس کے لئے آتا ہے اور اسکا کیا معنی ہے؟

جواب :عــــوضُ استغراق زمانہ مستقبل منفی کے لئے آتا ہے بمعنی کبھی جیسے لَا اَضْرِبُ زَیْدًا عَوْضُ میں زید کو کبھی نہیں ماروں گا۔

سوال : قَبْلُ اور بَعْدُ کا معنی بتاؤ؟

جواب :قَبْلُ کا معنی ہے پہلے اور بَعْدُ کا معنی ہے بعد میں۔

سوال :قَبْلُ، بَعْدُ کے استعمال کے طریقے بتاؤ؟

جواب :اِن کے استعمال کے کل تین طریقے ہیں۔

(۱) اس کا مضاف الیہ لفظوں میں مذکور ہو جیسے جِئْتُکَ قَبْلَ عَمْرٍو وَبَعْد خَالِدٍ میں تیرے پاس آیا عمرو سے پہلے اور خالد کے بعد۔

(۲) اس کا مضاف الیہ نہ لفظوں میں مذکور ہو نہ نیت میں ہو جیسے رُبَّ بَعْدٍ خَیْرٌ مِنْ قَبْلٍ بہت سے بعد پہلے سے اچھے ہوتے ہیں۔

(۳) اس کا مضاف الیہ لفظوں میں نہ ہو اور نیت میں ہو جیسے لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ یہاں اصل میں مِنْ قَبْلِ کُلِّ شَیْءٍ وَمِنْ بَعْدِ کُلِّ شَیْءٍ ہے کُلِّ شَیْءٍ مضاف الیہ لفظوں میں نہیں اور نیت میں ہے۔

تنبیہ : آخری صورت میں قَبْلُ وَ بَعْدُ مبنی برضمہ ہیں، اِسی صورت کی وجہ سے

اس کو مبنی غیر الاصل کی اقسام (اسمِ غیر متمکن) میں شمار کیا گیا ہے۔

سوال: ظروفِ مکان نحو میر میں کتنے ہیں۔

جواب: چار ہیں۔

(۱) حَيْثُ (جس جگہ) (۲) قُدَّامُ (آگے)

(۳) تَحْتُ (نیچے) (۴) فَوْقُ (اوپر)

حَيْثُ: اسمِ مکان ہے بمعنی جس جگہ، اگر یہ مضاف ہو تو اسکا مضاف غالبًا جملہ ہوتا ہے جیسے جَلَسْتُ حَيْثُ زَيْدٌ جَالِسٌ میں بیٹھا جس جگہ زید بیٹھنے والا تھا، اِجْلِسْ حَيْثُ زَيْدٌ جَالِسٌ (آپ بیٹھیں جہاں زید بیٹھا)

قدّام، تَحْتُ، فَوْقُ: تینوں کے استعمال کے وہی طریقے ہیں جو قَبْلُ، بَعْدُ میں گزر گئے، آخری صورت یعنی ان کا مضاف الیہ لفظوں میں نہ ہو اور نیت میں ہو تو مبنی ہونگے اور پہلی دو صورتوں میں قَبْلُ، بَعْدُ کی طرح معرب ہیں جیسے۔

(۱) زَيْدٌ قُدَّامُكَ (۲) زَيْدٌ تَحْتُ سَقْفِ الْمَسجِدِ

(۳) زَيْدٌ فَوْقُ سَقْفِ الْمَسْجِد

﴿اسماءِ کنایات﴾

سوال: اسماءِ کنایات کی تعریف کریں؟

جواب: اسماءِ کنایات اسمِ کنایہ کی جمع ہے، اسمِ کنایہ اِس اسمِ غیر متمکن کو کہتے ہیں جو مبہم عدد یا مبہم بات پر دلالت کرتا ہو، مبہم عدد کی مثال کم اور کذا ہے، اور مبہم بات کی مثال کَيْتَ، ذَيْتَ ہے۔

کم: دو قسم پر ہیں۔ (۱) استفہامیہ (۲) خبریہ

(۱) استفہامیہ : جیسے کَمْ دِرهَماً عِنْدَکَ تیرے پاس کتنے درہم ہیں۔

(۲) خبریہ : کَمْ دِرهَمٍ عِنْدِیْ میرے پاس اتنے درہم ہیں۔

کَذَا : یہ صرف خبریہ ہوتا ہے۔ جیسے کَذَا دِرْهَمٍ عِنْدِیْ میرے پاس اتنے درہم ہیں۔ مبہم بات کے لئے کَیْتَ یا ذَیْتَ (بمعنی ایسا ویسا) قُلْتُ کَیْتَ کَیْتَ ذَیْتَ ذَیْتَ میں نے ایسا ایسا کہا۔

﴿مرکبِ بنائی﴾

سوال : مرکبِ بنائی کی تعریف کریں؟

جواب : (اس کی تفصیل مرکب غیرِ مفید کی اقسام میں گزر چکی ہے)

﴿فصل (معرفہ، نکرہ)﴾

سوال :اسم باعتبار عموم وخصوص کتنی قسم پر ہیں؟

جواب : دو قسم پر ہیں۔ (۱) معرفہ (۲) نکرہ

سوال :معرفہ کی تعریف کریں۔

جواب : معرفہ وہ اسم ہے جو معین چیز کے لئے وضع کیا گیا ہو جیسے زید، عمرو، بکر وغیرہ۔

سوال : نکرہ کی تعریف کریں۔

جواب : نکرہ وہ اسم ہے جو غیر معین چیز کے لئے وضع کیا گیا ہو جیسے رَجُلٌ (کوئی آدمی)۔

سوال :معرفہ کی قسمیں بتائیں۔

جواب :معرفہ کی کل سات قسمیں ہیں۔

(۱) مضمرات (۲) اسماءِ اشارات

(۳) اعلام (۴) اسماءِ موصولہ

(۵) معرفہ بہ ندا جیسے یا رَجُلُ (۶) معرف باللام جیسے اَلرَّجُلُ

(۷) مضاف ہو جانا ان میں سے کسی ایک کی طرف سوائے معرفہ بہ ندا کے جیسے غُلَامُهٗ ، غُلَامُ زَيْدٍ، غُلَامُ الَّذِیْ عِنْدِیْ، غُلَامُ اَلرَّجُلُ.

سوال :اعلام کی تعریف کریں۔

جواب :اعلام عَلَمٌ کی جمع ہے اور عَلَمٌ وہ اسمِ معرفہ ہے جو کسی خارجی قرینہ کے بغیر مسمیٰ اور ذات کی تعیین کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ جیسے زَيْدٌ وغیرہ۔

سوال :عَلَمٌ کی قسمیں بتائیں۔

جواب :عَلَمٌ کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) اسم (۲) لقب (۳) کنیت

(۱) اسم : یہاں اسم سے مراد وہ عَلَمٌ ہے جو کنیت اور لقب نہ ہو۔ جیسے زید، عمرو، بکر وغیرہ۔

(۲) لقب : وہ عَلَمٌ ہے جو مسمیٰ کی مدح یا ذم کو ظاہر کرتا ہو جیسے زَيْنُ الْعَابِدِيْنُ

(۳) کنیت : وہ عَلَمٌ ہے جس کے شروع میں لفظ اَبٌ یا اُمٌ ہو جیسے ابوبکرؓ، اُمِ ھانیؓ۔

سوال : معرفہ بحرفِ ندا سے کیا مراد ہے؟

جواب :اس سے مراد ہے کہ کسی اسمِ نکرہ یعنی (منادیٰ) کی تعیین کر کے اسکی طرف ندا کرے جیسے یا رَجُلُ اگر منادیٰ کی تعیین کے بغیر ندا کی جائے تو پھر یہ معرفہ ہوگا جیسے اندھا کہہ رہا ہو یا رَجُلُ خُذْ بِيَدِیْ

سوال : اسماءِ اشارات، اسماءِ موصولات کو مبہمات کہا گیا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب : مبہمات مُبْهَمَةٌ کی جمع ہے بمعنی پوشیدہ کیا ہوا، چونکہ اسماءِ اشارات اور اسماءِ موصولہ اپنے مشارٌ الیہ اور صلہ کے بغیر مبہم یعنی مخفی ہوتے ہیں مشارٌ الیہ اور صلہ وغیرہ کے بغیر ظاہر نہیں ہوتے اس لئے ان کو مبہمات کہا گیا ہے۔

سوال : تذکیر و تانیث کے اعتبار سے اسم کی قسمیں بتائیں۔

جواب : تذکیر و تانیث کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) مذکر (۲) مؤنث

سوال : مذکر کی تعریف کریں۔

جواب : مذکر وہ اسم ہے جس میں تانیث کی کوئی علامت نہ ہو جیسے رَجُلٌ وغیرہ

سوال : مؤنث کی تعریف کریں۔

جواب : مؤنث وہ اسم ہے جس میں تانیث کی کوئی علامت ہو جیسے اِمْرَأَةٌ

سوال : تانیث کی علامتیں بتاؤ۔

جواب : تانیث کی تین علامتیں ہیں۔

(۱) تا خواہ ملفوظہ ہو یا مقدرہ ملفوظہ جیسے اِمْرَأَةٌ اور مقدرہ جیسے اَرْضٌ

(۲) الف مقصورہ جیسے حُبْلٰی

(۳) الف ممدودہ جیسے حَمْرَآءُ

سوال : تاءِ مقدرہ کا کیا مطلب ہے؟

جواب : تاءِ مقدرہ وہ تاء ہے جو لفظوں میں ذکر کیئے بغیر اس کا اعتبار کیا گیا ہو، جس اسم میں تاءِ مقدرہ ہوتی ہے اس کو مؤنث سماعی کہتے ہیں جیسے اَرْضٌ

سوال : اَرْضٌ میں تاءِ مقدرہ ہونے کا پتہ کیسے چلے گا؟

جواب :اس کا پتہ اسکی تصغیر سے چلے گا اس کی تصغیر اُرَیْضَۃٌ ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ تصغیر گرے ہوئے حروف کو واپس کر کے بنائی جاتی ہے اگر اَرْضٌ میں تاء نہ ہوتی تو اُرَیْضَۃٌ جو کہ اسکی تصغیر ہے اس میں تا نہ آتی اس میں آنا اسکی دلیل ہے کہ اَرْضٌ میں تاء ہے اگر چہ مقدرہ ہے۔

سوال : مؤنث کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب :مؤنث کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) حقیقی (۲) لفظی

سوال :مؤنثِ حقیقی کی تعریف کریں۔

جواب :مؤنثِ حقیقی وہ مؤنث ہے جس کے مقابلے میں کوئی نر جاندار ہو جیسے اِمْرَاَۃٌ بمعنی عورت بمقابلہ رَجُلٌ بمعنی مرد، نَاقَۃٌ اونٹنی جَمَلٌ بمعنی اونٹ کے ہے۔

سوال :مؤنثِ لفظی کی تعریف کریں۔

جواب :مؤنثِ لفظی وہ مؤنث ہے جس کے مقابلے میں کوئی نر جاندار نہ ہو جیسے ظُلْمَۃٌ بمعنی اندھیرا اور نُوْرٌ بمعنی روشنی تو ہے لیکن جاندار نہیں ہے اسی طرح قُوَّۃٌ بمعنی طاقت کہ اس کے مقابلہ میں ضُعْفٌ بمعنی کمزور تو ہے لیکن جاندار نہیں ہے۔

سوال :اِفراد و مثنّٰی و مجموع کے اعتبار سے اسم کتنی قسم پر ہے؟

جواب :فراد و مثنّٰی و مجموع کے اعتبار سے اسم تین قسم پر ہے۔

(۱) واحد (۲) تثنیہ (۳) جمع

سوال :واحد کسے کہتے ہیں؟

جواب :واحد اس اسم کو کہتے ہیں جو ایک معنی پر دلالت کرتا ہو جیسے رَجُلٌ۔

سوال : تثنیہ کسے کہتے ہیں؟

جواب :تثنیہ اس اسم کو کہتے ہیں جو دو پر دلالت کرتا ہو اس سبب سے کہ اس کے واحد کے آخر میں الف ،نون مکسور یا ماقبل مفتوح ونون مکسورہ آخر میں پیوست ہو جیسے رَجُلَانِ وَرَجُلَيْنِ۔

سوال : جمع کسے کہتے ہیں؟

جواب :جمع اس اسم کو کہتے ہیں کہ دلالت کرتا ہو دو سے زیادہ پر اس سبب سے کہ اس کے واحد میں تغیر ہو چکا ہو لفظاً یا تقدیراً،لفظاً کی مثال رِجَالٌ تقدیراً کی مثال فُلْکٌ کہ اس میں واحد فُلْکٌ بروزنِ قُفْلٌ اور جمع بھی بروزنِ اُسُدٌ ہے۔

سوال : كِلاَ وَكِلْتَا کو تثنیہ میں شمار کریں گے یا نہیں؟

جواب :نہیں۔چونکہ کِلَا وَكِلْتَا کے آخر میں الف اور نون مکسورہ ہے یا ماقبل مفتوح نون مکسورہ نہیں اور تثنیہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے آخر میں الف ونون مکسورہ یا ماقبل مفتوح ونون مکسورہ ہو۔

سوال : اثنان و اثنتان کو تثنیہ میں کیوں نہیں شمار کیا جاتا؟

جواب :تثنیہ کے لئے ضروری شرط یہ ہے کہ اس کے مفرد یا واحد میں الف ونون مکسورہ یا ماقبل مفتوح ونون مکسورہ ہو چونکہ اس کا واحد نہیں اس لئے اس کو تثنیہ میں شمار نہیں

کیا گیا ہے۔

﴿جمع کے بارے میں فوائد﴾

فائدہ نمبرا : جمع کبھی مفرد میں لفظاً تغیر کرنے سے آتی ہے جیسے رِجَالٌ کہ اسکا مفرد رَجُلٌ ہے اس صورت میں اعراب میں بھی تغیر و تبدیلی آئے گی۔

فائدہ نمبر۲ : جمع کبھی مفرد میں تقدیراً تغیر کرنے سے آتی ہے جیسے فُلْکٌ کہ اسکا واحد بھی فُلْکٌ ہے لیکن جب یہ فُلْکٌ بروزنِ قُفْلٌ ہوگا تو واحد ہوگا اور جب بروزنِ اُسُدٌ ہوگا تو جمع ہوگا۔

فائدہ نمبر۳ : کبھی کبھار جمع اپنے مفرد کے غیر سے آتی ہے جیسے نِسَآءٌ کہ اس کا مفرد اِمْرَأۃٌ ہے اور اُولُو کہ اس کا مفرد ذو ہے اور اس جمع من غیر لفظہ بھی کہتے ہیں۔

فائدہ نمبر۴ : کبھی جمع کی بھی جمع آتی ہے جیسے اَقْوَالٌ کہ جمع ہے اور اسکی جمع بھی آتی ہے اَقَاوِیْلُ۔

سوال : باعتبارِ لفظ جمع کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب : لفظ کے اعتبار سے جمع کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) جمع تکسیر (۲) جمع تصحیح

سوال : جمع تکسیر کی تعریف کریں۔

جواب : جمع تکسیر وہ جمع ہے جس میں واحد کی بناء یعنی وزن سلامت نہ ہو جیسے رِجَالٌ اور مَسَاجِدُ یہ جمع ہے رَجُلٌ اور مَسْجِدٌ کی۔ اس کو جمع مکسر بھی کہتے ہیں۔

سوال : جمع تصحیح کی تعریف کریں۔

جواب : جمع تصحیح وہ جمع ہے کہ جس میں واحد کی بناء یعنی وزن سلامت ہو جیسے

مُسْلِمُوْنَ اور مُسْلِمِیْنَ کہ اس کا واحد مُسْلِمٌ ہے اور اس کو جمع سالم بھی کہتے ہیں۔

سوال : ثلاثی سے جمع تکثیر بنانے کا طریقہ بتاؤ؟

جواب : ثلاثی سے جمع تکثیر بنانے کا کوئی خاص طریقہ متعین نہیں بلکہ ثلاثی سے اس کا وزن سماعی ہے۔

سوال : رباعی، خماسی سے جمع تکسیر بنانے کا طریقہ بتاؤ۔

جواب : رباعی، خماسی سے جمع تکسیر فَعَالِلُ کے وزن پر آتا ہے (رباعی) جیسے جَعْفَرٌ اس کی جمع جَعَافِرُ آتی ہے اور خماسی کی جمع دو طریقوں سے آتی ہے

(۱) فَعَالِلُ کے وزن پر کرنے کے لئے آخری حرف کو حذف کیا جاتا ہے جیسے جَحْمَرِشٌ کی جمع جَحَامِرُ ہے۔

(۲) فَعَالِلُ کے وزن پر کرنے کے لئے حروفِ زائدہ کو حذف کر دیا جاتا ہے اور حروفِ زائدہ یہ حروف ہیں جن کا مجموعہ یہ ہے اَلْیَوْمَ تَنْسَاھَا. اس قاعدے کے موافق جَحْمَرِشٌ سے میم کو حذف کر دیا جاتا ہے پھر جَحَارِشُ بنتا ہے ان میں سے پہلا طریقہ جمہور کا ہے اور دوسرا بعض حضرات کے نزدیک ہے۔

سوال : جمع سالم کی قسمیں بتاؤ۔

جواب : جمع سالم کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) جمع مذکر سالم (۲) جمع مؤنث سالم

سوال : جمع مذکر سالم کی تعریف کریں۔

جواب : جمع مذکر سالم وہ جمع ہے جس کے آخر میں واو ماقبل مضموم اور نون مفتوح یا یائے ماقبل مکسور اور نون مفتوح پیوست ہو جیسے مُسْلِمُوْنَ حالتِ رفعی میں اور، مُسْلِمِیْنَ حالتِ نصبی، جری میں۔

سوال : جمع مؤنث سالم کی تعریف کریں۔

جواب :جمع مؤنث سالم وہ جمع ہے جس کے واحد کے آخر میں الف،تاءِ زائد تان پیوست ہو جیسے مُسْلِمَاتٌ۔

سوال : جمع معنی کے اعتبار سے کتنی قسم پر ہے؟

جواب :جمع معنی کے اعتبار سے دو قسم پر ہے۔

(۱) جمع قلت (۲) جمع کثرت

سوال : جمع قلت کی تعریف کریں۔

جواب :جمع قلت وہ جمع ہے جو دس سے کم پر دلالت کرتا ہو یعنی تین سے نو تک جمع قلت ہے جیسے غِلْمَةٌ

سوال : جمع قلت کے اوزان بتائیں۔

جواب :جمع قلت کے چار اوزان ہیں۔

(۱) اَفْعُلٌ جیسے اَکْلُبٌ کَلْب(کتا) کی جمع ہے۔

(۲) اَفْعَالٌ جیسے اَقْوَالٌ قَوْل(بات) کی جمع ہے۔

(۳) اَفْعِلَةٌ جیسے اَعْوِنَةٌ عَوَان(میانہ سال) کی جمع ہے۔

(۴) فِعْلَةٌ جیسے غِلْمَةٌ غُلَام(لڑکے،نوکر) کی جمع ہے۔

ان اوزان کے علاوہ جمع مذکر سالم،مؤنث سالم بغیر الف لام بھی جمع قلت کے معنی کے لئے ہے،جیسے مُسْلِمُوْنَ ،مُسْلِمَاتٌ ان چاروں کو کسی نے شعر میں جمع کیا ہے۔

شعر : جمع قلت را چہار امثلہ اَفْعُلٌ،اَفْعَالٌ،فِعْلَةٌ،اَفْعِلَة

تنبیہ : جمع قلت کثرت میں چونکہ علماء کی رائیں تین قسم پر ہیں اس وجہ سے ہر

ایک کی تین تین تعریفیں ہونگی۔

(۱) جو کتاب میں ہے اس کے اعتبار سے جمع قلت وہ ہے جو تین سے نو تک پر دلالت کرے اور جمع کثرت وہ جمع ہے جو دس یا اس سے زیادہ پر دلالت کرے۔

(۲) یہ ہے کہ جمع قلت وہ جمع ہے جو تین سے دس تک پر دلالت کرے اور جمع کثرت وہ جمع ہے جو گیارہ اور اس سے زیادہ پر دلالت کرے۔

(۳) اس اعتبار سے دونوں تین سے شروع ہوتے ہیں البتہ جمع قلت دس پر رک جاتی ہے اور جمع کثرت رکتی نہیں، دونوں میں انتہاء کا فرق ہے یعنی جمع قلت وہ ہے جو تین سے دس تک پر دلالت کرے اور جمع کثرت ہو ہے جو تین سے دس یا اس سے زیادہ پر دلالت کرے۔

سوال: جمع کثرت کی تعریف کریں۔

جواب: جمع کثرت وہ جمع ہے جو دس یا اس سے زیادہ تک پر دلالت کرے جیسے کُتُبٌ ،ضَرَبَۃٌ۔

﴿اقسام اسم باعتبارِ وجوہ اعراب﴾

سوال: وجوہِ اعراب کے اعتبار سے اسم کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: وجوہِ اعراب کے اعتبار سے اسم کی سولہ قسمیں ہیں۔

(۱) مفرد منصرف صحیح (۲) مفرد منصرف جاری مجری صحیح

(۳) جمع مکسر منصرف (۴) جمع مؤنث سالم

(۵) غیر منصرف (۶) اسماءِ ستہ مکبرہ

(۷) مثنّٰی (۸) کِلا وَ کِلْتَا

(۹) اِثْنَانِ وَ اِثْنَتَان (۱۰) جمع مذکر سالم

(۱۱) اُولُوْ جمع ہے ذُوْ کی (۱۲) عِشْرُوْن تا تِسْعُوْن

(۱۳) اسمِ مقصور (۱۴) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم

(۱۵) اسمِ منقوص (۱۶) جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم

(۱) مفرد منصرف صحیح : اس اسمِ متمکن کو کہتے ہیں جو تثنیہ وجمع نہ ہو، غیر منصرف نہ ہو اور اسکے آخر میں حرفِ علت نہ ہو جیسے زَیْدٌ وغیرہ۔

(۲) مفرد منصرف جاری مجری صحیح : یہ وہ اسمِ متمکن ہے جو تثنیہ وجمع نہ ہو، غیر منصرف نہ ہو اور اس کے آخر میں واو یا یا ماقبل ساکن ہو جیسے ظَبیٌ ، دَلْوٌ۔

(۳) جمع مکسر منصرف : یہ اس اسمِ متمکن کو کہتے ہیں جو مفرد و تثنیہ نہ ہو اور اس میں واحد کا وزن سلامت نہ ہو اور غیر منصرف نہ ہو یعنی جمع اقصیٰ نہ ہو، ان تینوں قسموں کی حالتِ رفعی لفظی ضمہ کے ساتھ اور حالتِ نصبی لفظی فتحہ کے ساتھ ہیں اور حالتِ جری لفظی کسرہ کے ساتھ ہے جیسے جَاءَ زَیْدٌ ، دَلْوٌ ، رِجَالٌ ، رَأَیْتُ زَیْدًا، دَلْوًا، رِجَالاً ، مَرَرْتُ بِزَیْدٍ، بِدَلْوٍ، بِرِجَالٍ۔

﴿وجوہ اعراب کی تمرین کے لئے چار سوالات﴾

(۱) اس پر کیا اعراب آئے گا یعنی رفع ہے یا نصب ہے یا جر، جواب اسکا یہ ہے کہ یہ مرفوع ہے یا منصوب ہے یا مجرور ہے۔

(۲) اس پر اعراب کیوں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ فاعل وغیرہ یا مفعول وغیرہ یا مجرور مضاف الیہ ہے۔

(۳) اس کی یہ حالت کس علامت سے ہے۔

(۴) اس علامت کے ساتھ کیوں ہے۔

چنانچہ جَاءَ زَیْدٌ میں زَیْد مرفوع ہے اس لئے کہ جَاءَ کا فاعل ہے اسکی حالتِ رفعی لفظی ضمہ کے ساتھ ہے اس لئے کہ یہ مفرد منصرف صحیح ہے۔ جَاءَ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ذَهَبَ خَالِدٌ   رَأَيْتُ ظَبْيًا

ضَرَبَ رِجَالٌ   مَرَرْتُ بِاَقْوَامٍ

فائدہ : مفرد چار معنوں کے لئے آتا ہے۔

(۱) کہا جاتا ہے کہ یہ مفرد ہے تثنیہ وجمع نہیں ہے جیسے زَیْدٌ یہاں مفرد کا یہی معنی مراد ہے۔

(۲) مفرد ہے یعنی مضاف وشبہ مضاف نہیں یہ معنی آگے منادیٰ وغیرہ کی بحث میں آئے گا۔

(۳) مفرد ہے یعنی مرکب نہیں ہے خواہ مرکب مفید ہو یا غیر مفید ہو۔

(۴) مفرد ہے یعنی مرکب مفید نہیں۔

(۴) جمع مؤنث سالم : یہ وہ اسمِ متمکن ہے جس کے واحد کے آخر میں الف ،تائے زائدتان پیوست ہو جیسے مُسْلِمَاتٌ، مُسْلِمَةٌ کی جمع ہے اس کی حالتِ رفع لفظی ضمہ کے ساتھ ہے اور حالتِ نصب، حالتِ جر دونوں لفظی کسرہ کے ساتھ ہیں، یہاں نصب جر کے تابع ہیں جیسے هُنَّ مُسْلِمَاتٌ، رَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ

(۵) غیر منصرف : یہ وہ اسمِ معرب ہے جس میں نو اسباب منع صرف میں سے دو سبب یا ایک سبب جو دو کے قائم مقام موجود ہو۔

سوال :اسبابِ منع صرف کسے کہتے ہیں؟

جواب :ایسے اسباب جو اسمِ معرب پر کسرہ اور تنوین کے آنے کے لئے مانع

ہوں ان کو اسبابِ منع صرف کہتے ہیں۔

سوال : غیر منصرف کا حکم کیا ہے؟

جواب :اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر کسرہ اور تنوین نہیں آتی۔

سوال : اسبابِ منع صرف کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں؟

جواب :اسبابِ منع صرف نو ہیں۔

(۱) عدل (۲) وصف (۳) تانیث (۴) معرفہ

(۵) عجمہ (۶) جمع (۷) ترکیب (۸) وزنِ فعل

(۹) الف ونون زائدتان

(۱) عدل : کہتے ہیں اسم کا اپنے اصلی صیغے سے نکلنا بغیر قاعدہ صرفی کے جیسے عُمَرُ اصل میں عَامِرٌ تھا۔

(۲) وصف : وہ اسم ہے جو ایسی ذاتِ مبہم پر دلالت کرتا ہو جس میں بعض صفات کا لحاظ ہو جیسے اَحْمَرُ۔

(۳) تانیث : وہ اسم ہے جس میں تانیث کی کوئی علامت ہو جیسے طَلْحَۃُ۔

(۴) معرفہ : وہ اسم ہے جو متعین اور معلوم ہو جیسے زَیْنَبُ

(۵) عجمہ : اُن اسموں کو کہا جاتا ہے جو غیر عرب نے وضع کیے ہوں جیسے اِبْرَاھِیْمُ

(۶) جمع : وہ اسم ہے جو دو سے زیادہ پر دلالت کرتا ہو اس سبب سے کہ اس کے واحد میں تغیر ہو چکا ہو لفظاً یا تقدیراً، یہاں جمع سے مراد جمع منتہی الجموع ہے۔

(۷) ترکیب: کہتے ہیں دو یا دو سے زیادہ اسموں کو بغیر کسی حرف کے جُزء ہوئے ایک بنانا جیسے مَعْدِیْکَرَب، بَعْلَبَکّ

(۸) وزنِ فعل : اسم کا فعل کے وزن پر ہونا جیسے اَحْمَدُ

(۹) الف ونون زائدتان : اسم کے آخر میں الف اور نون زائدتان کا آنا جیسے عِمْرَان

سوال :وہ کون سے اسباب منع صرف ہیں جو ایک سبب دو سبب کے قائم مقام ہوتے ہیں۔

جواب :ایسے اسباب تین ہیں۔

(۱) جمع اقصیٰ یا جمع منتہی الجموع

(۲) وہ اسم جس کے آخر میں الف مقصورہ تانیثی ہو جیسے حُبلیٰ

(۳) جس کے آخر میں الف ممدودہ تانیثی ہو جیسے حَمرآء

﴿اسبابِ منع صرف﴾

غیر منصرف	اسمِ معرب
عُمَرُ	معرفہ،عدل
اَحْمَرُ	وصف،وزنِ فعل
طَلْحَةُ	تانیث،معرفہ
مَسَاجِدُ	جمع، یہ سبب دو کے قائم مقام ہے کیونکہ منتہی الجموع ہے
مَعْدِیْکَرَب	ترکیب،معرفہ
اَحْمَدُ	معرفہ،وزنِ فعل
عِمْرَان	عرفہ،الف ونون زائدتان
زَیْنَبُ	تانیث،معرفہ

سوال :اسم غیر منصرف کا اعراب کیا ہے؟

جواب: اسکا اعراب حالتِ رفعی میں لفظی ضمہ کے ساتھ اور حالتِ نصبی وجری میں لفظی فتحہ کے ساتھ ہے یہاں جر نصب کے تابع ہے جیسے جَاءَ عُمَرُ ،رَأَیتُ عُمَرَ، مَرَرْتُ بِعُمَرَ

(۶) اسماءِ ستہ مکبرہ : یعنی وہ چھ اسماء جو حالتِ تصغیر میں نہ ہوں۔

(۱) اَبٌ (۲) اَخٌ (۳) حَمٌ

(۴) هَنٌ (۵) فَمٌ (۶) ذُوْمَالٍ

سوال: اسماءِ ستہ مکبرہ کا اصل اور معنی بتائیں۔

جواب: اَبٌ کا معنی ہے باپ، اَخٌ کا معنی ہے بھائی، حَمٌ کا معنی ہے دیور یا سسر (خاوند کی طرف سے عورت کے رشتے دار) هَنٌ شرمگاہ (ہر وہ چیز جس سے گھن آتی ہے) یہ چار لفظ ناقصِ واوی ہیں، اصل میں اَبَوٌ ،اَخَوٌ، حَمَوٌ، هَنَوٌ تھے پھر واو کو حذف کرکے اَبٌ ،اَخٌ، حَمٌ، هَنٌ ہوگیا۔

فَمٌ : کا معنی ہے مُنہ، اصل میں فَوَهٌ یا فُوْهٌ تھا ھا کو خلافِ قیاس حذف کرکے فَوٌ بنا چونکہ اسماءِ متمکنہ میں ایسا اسم جو دو حرفوں پر مشتمل ہو اور آخری حرفِ علت ہو موجود نہ تھا اس وجہ سے واو کو حالتِ غیر اضافت میں تقاربِ مخرج کی وجہ سے میم سے تبدیل کیا فَمٌ ہوا اور جب حالتِ اضافت کی ہو تو واو واپس آجاتی ہے جیسے فُوْ زَیْدٍ.

ذُوْ : کا معنی ہے صاحب اصل میں ذُوَوٌ یا ذُوَیٌ تھا لفیفِ مقرون تھا پھر واو کو حذف کرکے ذو بنا اور چونکہ یہ ذو لازم الاضافت ہے ہمیشہ کے لئے اسمِ جنس کی طرف مضاف ہوتا ہے اس لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے مال کی طرف مضاف کرکے ذکر کیا ہے، ذُوْ مَالٍ مال والا۔

سوال: اسماءِ ستہ مکبرہ کے اعراب کی شرائط بتائیں۔

جواب :ان کے اعراب بالحرف کے لئے چار شرطیں ہیں۔

(۱) مفرد ہو، تثنیہ وجمع نہ ہو ورنہ پھر ان کا اعراب تثنیہ وجمع والا ہوگا (جو آگے آرہا ہے)

(۲) مکبر ہو، اگر مکبر نہ ہو بلکہ مصغر ہو تو پھر اسکے استعمال کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) مصغر بغیر اضافت کے مستعمل ہو۔

(۲) مصغر مضاف بغیر یائے متکلم کے مستعمل ہو۔

(۳) مصغر مضاف بایائے متکلم کے مستعمل ہو۔

پہلی دو صورتوں میں ان کا اعراب اوّل والا ہوگا اور آخری صورت میں ان کا اعراب غُلَامِیْ کی طرح تقدیری ہوگا۔

(۳) مضاف ہو اگر مضاف نہ ہو تو پھر اسکا اعراب قسمِ اوّل والا ہوگا۔

(۴) مضاف بھی غیر یائے متکلم کی طرف ہو، یائے متکلم کی طرف نہ ہو ورنہ پھر اسکا اعراب تقدیری ہوگا۔

سوال :اسماءِ ستہ مکبرہ کا اعراب بتائیں۔

جواب :ان کا اعراب اعراب بالحرف ہے، حالتِ رفع واو کے ساتھ ہے جیسے جَاءَ اَبُوْکَ ،حالتِ نصب الف کے ساتھ ہے جیسے رَأَیْتُ اَبَاکَ حالتِ جری یاء کے ساتھ ہے جیسے مَرَرْتُ بِاَبِیْکَ.

سوال : ان اسماء کے اعراب کے لئے یہ چار شرطیں کہاں سے معلوم ہوئیں؟

جواب : تین شرطیں معرفہ ہونے کی مثالوں سے معلوم ہوئیں اس لئے کہ کتاب میں تمام مثالوں میں مفرد لایا گیا ہے۔

تنبیہ : ان اسماء کے اعراب کی کچھ صورتیں اور بھی ہیں جن کا ذکر بڑی کتابوں میں ہے۔

سوال : ملحقاتِ مثنیٰ(کِلَا وَ کِلْتَااور اِثْنَانِ وَ اِثْنَتَانِ) اسکااعراب بتاؤ۔

جواب : مثنیٰ وملحقاتِ مثنیٰ کا اعراب حالتِ رفعی میں الف کے ساتھ ہے،حالتِ نصبی وجری میں یاماقبل مفتوح کے ساتھ ہے جیسے جَاءَ رَجُلَانِ حالتِ رفعی میں، رَأَیْتُ رَجُلَیْنِ حالتِ نصبی میں،مَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ حالتِ جری میں۔

﴿مثنیٰ کے ملحقات کی مثال﴾

جَاءَ کِلَا هُمَا حالتِ رفعی میں،رَأَیْتُ کِلَیْهِمَا حالتِ نصبی میں،مَرَرْتُ بِکِلَیْهِمَا حالتِ جرّی میں،جَاءَ اِثْنَانِ حالتِ رفعی میں،رَأَیْتُ اِثْنَیْنِ حالتِ نصبی میں،مَرَرْتُ بِاِثْنَیْنِ حالتِ جرّی میں۔

تنبیہ نمبر۱: کِلَا وَ کِلْتَا کے اعراب کے لئے شرط یہ ہے کہ ضمیر کی طرف مضاف ہوں اگراسمِ ظاہر کی طرف مضاف ہوں تو اس کا اعراب تیرھویں قسم کی طرح تقدیری ہوگا جیسے جَاءَ کِلَا الرَّجُلَیْنِ رَأَیْتُ کِلَا الرَّجُلَیْنِ،مَرَرْتُ بِکِلَا الرَّجُلَیْنِ۔

تنبیہ نمبر۲: کِلَا وَ کِلْتَا ہمیشہ کے لئے مضاف ہوتے ہیں،بغیر اضافت کے مستعمل نہیں ہوتے ہیں۔

سوال : مثنیٰ کے لئے ملحقات کیا کیا ہیں۔

جواب : مثنیٰ کے ملحقات کِلَا وَ کِلْتَا اور اِثْنَانِ وَ اِثْنَتَانِ ہیں۔

سوال :اِثْنَانِ میں تائے تانیث ہے یا نہیں؟

جواب :اس میں تائے تانیث نہیں کیونکہ تائے تانیث آخری کلمے میں ہوتی ہے درمیان میں نہیں البتہ اس طرح مکمل مؤنث ہونے کے لئے موضوع کہیں گے۔

(۱۰) جمع مذکر سالم : جب کہ یائے متکلم کی طرف مضاف نہ ہوں۔

(١١) اُولُوْ : جمع ہے ذُوْ کی مِنْ غَیْرِ لَفْظِه.

(١٢) عِشْرُوْن تا تِسْعُوْن : ان تینوں قسموں کی حالتِ رفعی واو ماقبل مضموم کے ساتھ اور حالتِ نصبی وجری یائے ماقبل مکسور کے ساتھ ہے جیسے جَاءَ مُسْلِمُوْنَ، جَاءَ اُولُوْ مَالٍ ،جَاءَ عِشْرُوْنَ رَجُلاً،رَأَیْتُ مُسْلِمِیْنَ، رَأَیْتُ اُولِیْ مَالٍ،رَأَیْتُ عِشْرِیْنَ رَجُلاً،مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ،مَرَرْتُ بِأُولِیْ مَالٍ،مَرَرْتُ بِعِشْرِیْنَ رَجُلاً.

سوال :جمع مذکر سالم اور اسکے ملحقات کا اعراب بتاؤ۔

جواب :اسکا اعراب حالتِ رفعی میں واو ماقبل مضموم کے ساتھ اور حالتِ نصبی و جری میں یائے ماقبل مکسور کے ساتھ ہے۔

(١٣) اسمِ مقصور : وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہے جیسے موسیٰ

(١٤) غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم : یعنی جمع مذکر سالم کے علاوہ کوئی اور لفظ ہو اور یائے متکلم کی طرف مضاف ہو جیسے غُلَامِیْ ان دونوں قسموں کا اعراب تقدیری بالحرکۃ ہے یعنی حالتِ رفع بتقدیرِ ضمہ کے ساتھ اور حالتِ نصب بتقدیرِ فتحہ کے ساتھ اور حالتِ جَر بتقدیرِ کسرہ ہے جیسے جَاءَ نِیْ مُوْسیٰ وَ غُلَامِیْ،رَأَیْتُ مُوْسیٰ وَ غُلَامِیْ،مَرَرْتُ بِمُوْسیٰ وَبِغُلَامِیْ

(١٥) اسمِ منقوص : یہ وہ اسم ہے جس کے آخر میں یائے ماقبل مکسور ہو جیسے قَاضِیْ .

سوال :اسمِ منقوص کا اعراب بتائیں۔

جواب :اسمِ منقوص کا اعراب حالتِ رفعی میں تقدیرِ ضمہ کے ساتھ اور حالتِ نصبی میں لفظی فتحہ کے ساتھ اور حالتِ جرّی میں بتقدیرِ کسرہ ہے جیسے جَاءَ الْقَاضِیْ،رَأَیْتُ الْقَاضِیَ،مَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ.

(۱۶) جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم : جیسے مُسْلِمِيَّ

سوال :سولھویں قسم کا اعراب بتاؤ۔

جواب :اسکا اعراب حالتِ رفعی تقدیری واو کے ساتھ اور حالتِ نصبی و جرّی لفظی یاء کے ساتھ ہے جیسے جَاءَ مُسْلِمِيَّ، رَأَيْتُ مُسْلِمِيَّ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيَّ

﴿فعلِ مضارع باعتبارِ وجوہِ اعراب﴾

سوال :فعلِ مضارع باعتبارِ وجوہِ اعراب کے کتنی قسم پر ہے؟

جواب :اسکی چار قسمیں ہیں اور فعلِ مضارع کا اعراب تین قسم پر ہے۔

(۱) رفع (۲) نصب (۳) جزم

پہلی قسم : صحیح ہو اور ضمیر مرفوع بارز سے خالی ہو (یعنی ضمیر مرفوع مستتر ہو) اسکی حالتِ رفع لفظی ضمّہ کے ساتھ اور حالتِ نصب لفظی فتحہ کے ساتھ اور حالتِ جزم سکون کے ساتھ ہے جیسے هُوَيَضْرِبُ، لَنْ يَّضْرِبَ، لَمْ يَضْرِبْ.

دوسری قسم : معتلِ واوی یا یائی ہو اور ضمیر مرفوع متصل سے خالی ہو، اسکی حالتِ رفع تقدیری ضمّہ کے ساتھ ہے اور حالتِ نصب لفظی فتحہ کے ساتھ ہے اور حالتِ جزم حذفِ لام کے ساتھ ہے جیسے هُوَيَرْمِيْ، لَنْ يَّرْمِيَ، لَمْ يَرْمِ.

تیسری قسم : معتلِ الفی اور ضمیر مرفوع متصل بارز سے خالی ہو، اسکی حالتِ رفع تقدیرِ ضمہ کے ساتھ اور نصب تقدیرِ فتحہ کے ساتھ اور حالتِ جزم حذفِ لام کے ساتھ ہے جیسے هُوَ يَرْضٰى ،لَنْ يَّرْضٰى ،لَمْ يَرْضَ.

چوتھی قسم: صحیح یا معتل ہو ضمیر مرفوع متصل بارز بھی ہو اسکی حالتِ رفع نون کے باقی رہنے کے ساتھ ہے حالتِ نصب اور جزم حذفِ نون کے ساتھ ہے جیسے هُمَا يَضْرِبَانِ،

لَنْ يَّضْرِبَا،لَمْ يَضْرِبَا

﴿فصل در بیان عوامل﴾

سوال :عامل کی تعریف کریں۔

جواب :عامل اس چیز کو کہتے ہیں جس کے تقاضہ سے اسموں پر مختلف قسم کے معانی آتے رہتے ہیں۔

سوال :عامل کی قسمیں بتاؤ۔

جواب :عامل کی دو قسمیں ہیں۔(۱) لفظی (۲) معنوی

سوال : لفظی کی تعریف کریں۔

جواب :اَلْعَامِلُ اللّفظی مَا يُتَلَفَّظُ بِه اَوْ بِمَا يَدُلُّ عَلَيْه.

عاملِ لفظی وہ عامل ہے جس کا بذاتِ خود تلفظ کیا جا سکے یا اس پر دلالت کرنے والے لفظ کا تلفظ ہو سکے پھر اس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) عاملِ لفظی مذکور

(۲) عاملِ محذوف ،اس لئے کہ اس کا تلفظ ہو سکتا ہے اور کسی وقت بالفعل کر لیا جاتا ہے۔

(۳) معنیٰ فعل ،جو اسمِ اشارہ اور تنبیہ وغیرہما سے سمجھ میں آتا ہے جیسے هَذا زَيْدٌ قَائِمٌ کا عامل وہ معنیٔ فعل ہے جو ذا اسمِ اشارہ سے سمجھ میں آتا ہے جیسے اُشِيْرُ اور ھا حرفِ تنبیہ سے اُنَبِّهُ سمجھ میں آتا ہے یہاں معنیٰ کا اگرچہ تلفظ نہیں ہو سکتا لیکن اس پر دلالت کرنے والا لفظ اُشِيْرُ ،اُنَبِّهُ کا تلفظ ہوتا ہے۔

سوال :عاملِ معنوی کی تعریف کریں۔

جواب: اَلْعَامِلُ الْمَعْنَوِیُّ مَا یُعْرَفُ بِالْقَلْبِ وَلَیْسَ لِلِّسَانِ حَظٌّ فِیْهِ.

عاملِ معنوی وہ عامل ہے جو قلب سے پہچانا جاتا ہو اور زبان سے نہیں ہو سکتا ہو۔ عاملِ لفظی کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) قیاسی (۲) سماعی

(۱) قیاسی: اَلْقِیَاسِیُّ مَالَا یُمْکِنُ تَعْیِیْنُهٗ اِلَّا بِالْمَفْهُوْمِ الْکُلِّی لتعذّر جُزْئِیَاتِهِ الْفَائِتَةَ لِلْحِصَرِ.

قیاسی وہ عامل ہے کہ متعین مفہوم کلی کے سوا نہ ہو سکے اور نہ اسکی جزئیات کا احاطہ ہو سکے۔

(۱) سماعی: وَالسَّمَاعِیُّ مَایُمْکِنُ تَعْیِیْنُهٗ بِاَشْخَاصِهَا، کَحُرُوْفِ جَارَّةٍ.

سماعی وہ عامل ہے جس کے افراد کے تعین ہو سکے جیسے حرفِ جر میں کہ اسکا احاطہ ہو سکتا ہے۔

سوال: عاملِ لفظی کی قسمیں بتاؤ۔

جواب: عاملِ لفظی کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) حروفِ عاملہ (۲) افعالِ عاملہ (۳) اسماءِ عاملہ

سوال: حروفِ عاملہ کی قسمیں بتاؤ۔

جواب: حروفِ عاملہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) حروفِ عاملہ دراسم (۲) حروفِ عاملہ درفعل

سوال: حروفِ عاملہ دراسم کی قسمیں بتاؤ۔

جواب: حروفِ عاملہ دراسم کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) حروفِ جارہ (۲) حروفِ مشبہ بالفعل

(۳) ما و لا المشبھتان بلیس (۴) لائے نفی جنس

(۵) حروفِ ندا

سوال: حروفِ جارہ کی تعریف کریں۔

جواب: نحویوں کی اصطلاح میں حرفِ جراس حرف کو کہتے ہیں جو کسی فعل یا شبہ فعل کے معنی کو اپنے مدخول کی طرف کھینچ کر ملانے کے لئے وضع کیا گیا ہو جیسے مَرَرْتُ بِزَيْدٍ، میں مَرَرْتُ فعل کے معنی کو بَا حرفِ جر نے کھینچ کر اپنے مدخول زید کے ساتھ ملا دیا معنی یہ ہوگا کہ میرا گزر زید کے پاس سے ہوا، شبہ فعل سے مراد وہ اسم ہے جو فعل کی طرح عمل کرتا ہو جیسے اسمِ فاعل، اسمِ مفعول، صفتِ مشبہ وغیرہ مثلاً زَيْدٌ جَالِسٌ فِي الدَّارِ میں جَالِسٌ میں شبہ فعل کا معنی یعنی جلوس کو فِيْ حرفِ جر نے کھینچ کر الدَّارِ کے ساتھ ملایا۔ فعل، شبہ فعل کو ترکیب میں متعلق اور جار مجرور کو متعلق کہتے ہیں۔

سوال: حروفِ جارہ کل کتنے ہیں۔

جواب: شیخ عبدالقادر الجرجانی رحمہ اللہ کے نزدیک سترہ ہیں، بعض نے اس سے کچھ زیادہ بتائے ہیں مثلاً بعض نے متیٰ اور بعض لَاتَ وغیرہما کو حرفِ جر قرار دیتے ہیں۔

سوال: حروفِ جارہ کے کل کتنے نام ہیں۔

جواب: حروفِ جارہ کے تین نام ہیں۔

(۱) حروفِ اضافت (۲) حروفِ صلہ (۳) حروفِ خفض

سوال: حروفِ جارہ کی وجہ تسمیہ بتائیں۔

جواب: اسکی وجہ تسمیہ میں دو وجہیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) چونکہ لغت میں جر کا معنی کھینچنے کے آتے ہیں اور یہ حروف بھی اپنے متعلق کے معنی کو کھینچ کر اپنے مدخول کے ساتھ ملاتا ہے اس وجہ سے ان کو حروفِ جارہ کہتے ہیں۔

(۲) جر اصطلاحِ نحاۃ میں ایک اعراب ہے، چونکہ یہ حروف اپنے مدخول پر جر جاری کرتے ہیں اس وجہ سے ان کو حروفِ جارہ کہتے ہیں یعنی جر دینے والے حروف، اس سے حروفِ خفض کی وجہ تسمیہ بھی معلوم ہوگئی اس لئے کہ حروفِ خفض کا معنی حرفِ جر ہے اور حروفِ اضافت اور حروفِ صلہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اضافت اور صلہ کا معنی ملانے اور جوڑنے کے ہیں اور تمام حروف اپنے متعلق کے معنی کو اپنے مدخول کے ساتھ ملاتے اور جوڑتے ہیں اس وجہ سے ان کو حروفِ اضافت اور صلہ کہتے ہیں۔

سوال : ظرف کس کو کہتے ہیں اور ظرف کی کتنی قسمیں ہیں۔

جواب : ظرف حقیقت میں اسم زمان و مکان کو کہتے ہیں اور مجازاً جار مجرور کو بھی ظرف کہتے ہیں، حاصل یہ ہے کہ ظرف کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ظرفِ حقیقی (۲) ظرفِ مجازی

ہر ایک کے لئے متعلق کا ہونا ضروری ہے۔

سوال : ظرف کا متعلق کتنی قسم پر آتا ہے؟

جواب : ظرف کا متعلق چار قسم پر آتا ہے۔

(۱) فعل جیسے مَرَرْتُ بِزَيْدٍ

(۲) شبہ فعل جیسے زَيْدٌ جَالِسٌ فِيْ الدَّارِ میں جَالِسٌ

(۳) نہ فعل اور نہ شبہ فعل البتہ شبہ فعل کی تاویل میں ہو جیسے وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ میں فِي السَّمٰوٰتِ کا متعلق لفظِ اللہ ہے جو نہ فعل ہے اور نہ شبہ فعل بلکہ شبہ فعل کی تاویل میں ہے بمعنی هُوَا المسمّٰى بِهٰذَا الْاِسْمِ

(۴) معنی فعل جیسے مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ میں جار مجرور کا متعلق معنی فعل ہے جس پر لفظِ ما دلالت کرتا ہے اِنْتَهٰى جُنُوْنُكَ بِنِعْمَتِهِ رَبِّكَ.

سوال : کیا تمام ظروف متعلق کے محتاج ہوتے ہیں؟

جواب : نہیں، بعض حروف متعلق کے محتاج نہیں ہوتے جیسے رُبَّ، مَـا، عَدَا، لَاتَ وغیرہ اسی طرح جب حرفِ جر زائد ہو صرف ضرورتِ شعری یا تحسینِ کلام کے لئے آیا ہو وہ بھی متعلق سے مستثنیٰ ہوتا ہے جیسے کفیٰ باالله ِ میں باء یہاں کفی فعل اور لفظِ الله اسکا فاعل اور باء زائدہ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سوال : ظرفِ لغو کی تعریف کریں۔

جواب : ظرفِ لغو وہ ظرف ہے جس کا متعلق لفظوں میں مذکور ہو۔

سوال : ظرفِ مستقر کی تعریف کریں۔

جواب : ظرفِ مستقر وہ ظرف ہے جس کا متعلق لفظوں میں مذکور نہ ہو۔

سوال : ظرفِ مستقر کا متعلق کس فعل کو نکالا جائے گا؟

جواب : اگر کسی خاص فعل کے نکلنے پر کوئی قرینہ موجود ہو تو اس فعلِ خاص کو نکالا جائے گا ورنہ افعالِ عامہ میں سے کسی کو نکالا جائے گا اور افعالِ عامہ چار ہیں۔

(۱) کون (۲) ثبوت (۳) وجود (۴) وصول

سوال : ظرفِ مستقر کا متعلق فعل بنایا جائے گا یا شبہ فعل؟

جواب : بصریوں کے نزدیک فعل بنایا جائے گا اور کوفیوں کے نزدیک شبہ فعل بنایا جائے گا صحیح بات یہ ہے کہ موقع اور معنی کی مناسبت سے فعل اور شبہ فعل دونوں آسکتے ہیں۔

سوال : ظرفِ مستقر کتنی جگہوں پر استعمال ہوتا ہے؟

جواب : ظرفِ مستقر عام طور پر چار جگہوں پر واقع ہوتا ہے۔

(۱) محلِ خبر میں یعنی ظرفِ مستقر اپنے متعلق کے محذوف سے مل کر خبر بنتی ہے جیسے زَیْدٌ فِیْ الدَّارِ میں ظرفِ مستقر موجودٌ متعلق محذوف سے مل کر زَیْدٌ مبتداء

کے لئے خبر بن رہی ہے۔

(۲) محلِ صفت میں یعنی ظرفِ مستقر اپنے محذوف متعلق سے مل کر کسی کی صفت بنتی ہے جیسے رَأَیْتُ رَجُلاً عَلَی الْفَرَسِ میں عَلَی الْفَرَسِ ثَابِتًا متعلق سے مل کر رَجُلاً کے لئے صفت بنتی ہے۔

(۳) محلِ حال میں یعنی اپنے متعلق سے مل کر حال بنتی ہے جیسے جَاءَ زَیْدٌ عَلَی الْفَرَسِ میں عَلَی الْفَرَسِ میں جَالِسًا اپنے متعلق محذوف سے مل کر حال بن رہی ہے زَیْدًا ذُوْ الحَال کے لئے۔

(۴) محلِ صلہ میں یعنی اپنے متعلق سے ملکر اسم کا صلہ بن رہا ہے جیسے جَاءَ نِیْ الَّذِیْ فِیْ الدَّارِ میں ظرفِ مستقر اپنے محذوف متعلق ثَابِتٌ سے مل کر صلہ بن رہا ہے اَلَّذِیْ اسمِ موصول کے لئے۔

سوال : ظرفِ مستقر کی وجہ تسمیہ بتاؤ؟

جواب: بعض نحوی حضرات کہتے ہیں کہ جار مجرور کا یعنی ظرف کا متعلق جب محذوف ہوتا ہے تو اس وقت متعلق کے احکام ظرف پر جاری ہوتے ہیں جو ضمیر متعلق میں ہوتی ہے اب وہ انتقال کر کے ظرف میں مانی جائے گی اور یہ اسمِ ظرف کے لئے عامل بن جائے گی اور ظرف اس کے لئے خبر یا صفت، خبر یا حال، خبر یا صلہ بنے گی چونکہ اس صورت میں یہ ضمیر کے لئے جائے قرار بن رہی ہے اس لئے اس کا ظرفِ مستقر بن رہی ہے مستقر اسمِ ظرف کا صیغہ ہے بمعنی جائے قرار پکڑنے کی جگہ۔

تنبیہ: ابنِ ہشام نے لکھا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ جار مجرور خود ضمیر یعنی ظرف وغیرہ نہیں بنتی، خبر وغیرہ اصل میں ان کا متعلق محذوف ہے۔

سوال : حرفِ جر کے مدخول کا تعلق کتنے عاملوں سے ہے؟

جواب: دو عاملوں سے ہے۔

(۱) حرفِ جر اور یہ اسکو جر دیتا ہے۔

(۲) متعلقِ ظرف جس کے لئے یہ مدخول بواسطہ حرفِ جر مفعول بہ بنتا ہے ،حاصل یہ ہے کہ ان کا تعلق دو عاملوں سے ہے ایک قریب ،ایک بعید ،قریب کا عمل لفظوں میں مذکور یا ظاہر ہوتا ہے اور بعید کی وجہ سے اس کو محلاً منصوب کہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ حرفِ جر حذف کر دیا جاتا ہے تو مدخول کو منصوب پڑھا جاتا ہے اسکو منصوب بنزع الخافض کہتے ہیں۔

سوال : حروفِ جارہ کا عمل بتاؤ؟

جواب: حروفِ جارہ کا عمل یہ ہے کہ یہ اپنے مدخول کو جر دیتے ہیں جیسے اَلْمَالُ لِزَیْدٍ میں لام حرفِ جر کی وجہ سے زید مجرور ہے۔

ترکیب : اَلْمَالُ مبتداء لام حرفِ جر زَیْدٍ مجرور ،اسکی حالتِ جر لفظی کسرہ کے ساتھ ہے اس لئے کہ مفرد منصرف صحیح ہے جار مجرور ظرفِ مستقر متعلق ہوا ثَابِتٌ کے ساتھ ثَابِتٌ اسمِ فاعل کا صیغہ اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوا مبتداء کے لئے ،مبتداء اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

﴿حروفِ مشبّہ بالفعل﴾

سوال : حروفِ مشبّہہ بالفعل کتنے ہیں اور کیا کیا ہیں؟

جواب: حروفِ مشبّہہ بالفعل کل چھ ہیں۔

(۱) اِنَّ (۲) اَنَّ (۳) کَاَنَّ

(۴) لٰکِنَّ (۵) لَیْتَ (۶) لَعَلَّ

کسی شاعر نے اسکو شعر میں بند کر دیا ہے۔

شعر : اِنَّ ، اَنَّ ، کَاَنَّ ، لٰکِنَّ ، لَیْتَ ، لَعَلَّ

ناصب اسمند رافع درخبر ضدّ ماولا

سوال : ان حروف کا عمل بتاؤ۔

جواب: یہ حروف ہمیشہ مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں، مبتداء کو ان کا اسم کہتے ہیں اور یہ اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں جیسے اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ .

ترکیب : اِنَّ حرف از حروفِ مشبہ بالفعل اسم منصوب اور خبر مرفوع چاہتا ہے زَیْدًا اسم منصوب، اس لئے کہ اِنَّ کا اسم ہے اسکی حالتِ نصبی لفظی فتحہ کے ساتھ ہے اس لئے کہ مفرد منصرف صحیح ہے قَائِمٌ خبر قَائِمٌ مرفوع ہے اس لئے کہ اِنَّ کی خبر ہے اس کی حالتِ رفع لفظی ضمہ کے ساتھ ہے اس لئے کہ مفرد منصرف صحیح ہے ان اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ قَائِمُوْنَ

ترکیب : اِنَّ حرف از حروفِ مشبہ بالفعل اَلْمُسْلِمِیْنَ منصوب، اس لئے کہ اِنَّ کا اسم ہے اس کی حالتِ نصبی یا ماقبل مکسور کے ساتھ ہے اس لئے کہ جمع مذکر سالم ہے قَائِمُوْنَ مرفوع اس لئے ہے کہ اِنَّ کی خبر ہے اس کی حالتِ رفع واو ماقبل مضموم کے ساتھ ہے اس لئے کہ جمع مذکر سالم ہے اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اِنَّ غُلَامَیْ زَیْدٍ قَائِمَانِ

ترکیب : اِنَّ حرف از حروفِ مشبہ بالفعل غُلَامَیْ اصل میں غُلَامَیْن تھا یعنی حالتِ نصبی میں تھا اس لئے کہ اِنَّ کا اسم ہے اور تثنیہ تھا اس کی حالتِ نصبی یائے ماقبل

مفتوح ہے اس لئے کہ تثنیہ غُلَامَیْن کی اضافت ہوئی نون گر گیا غُلَامَیْ ہوا غُلَامَیْ مضاف زَیْدٍ مضاف الیہ ہے اور یہ مجرور ہے اسکی حالتِ جری لفظی کسرہ کے ساتھ ہے اس لئے کہ مفرد منصرف صحیح ہے مضاف با مضاف الیہ اِنّ کا اسم قَائِمَانِ مرفوع ہے اس لئے کہ اِنَّ کی خبر ہے اسکی حالتِ رفعی الف ماقبل مفتوح کے ساتھ ہے اس لئے کہ تثنیہ ہے، اِنَّ کی خبر اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

سوال: اِنَّ ،اَنَّ کس لئے آتے ہیں اور ان کا معنی کیا ہے؟

جواب: اِنَّ ، اَنَّ جملہ کے مضمون کی تحقیق اور تاکید کے لئے آتے ہیں اور اِنَّ کا معنی ہے تحقیق، بے شک، بلا شبہ، بلا شک۔

سوال: مضمونِ جملہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: یہاں مضمونِ جملہ سے مراد خبر کے مصدر کو اِنَّ کے اسم کی طرف مضاف کرنا ہے مثلاً اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ میں مضمونِ جملہ قِیَامُ زَیْدٍ ہے اور اِنَّ اس کی تاکید کرتا ہے۔

سوال: کَاَنَّ کس لئے آتا ہے اور اسکا کیا معنی ہے؟

جواب: کَاَنَّ تشبیہ کے لئے آتا ہے یعنی ایک شے کو دوسرے شے کے ساتھ تشبیہ دینے کے لئے آتا ہے اور اسکا معنی مانند، گویا ہے جیسے کَاَنَّ زَیْدًا اَسَدٌ گویا کہ زید شیر ہے، زید شیر کی مانند ہے۔

سوال: لٰکِنَّ کس لئے آتا ہے اور اسکا کیا معنی ہے؟

جواب: لٰکِنَّ استدراک کے لئے آتا ہے اور استدراک لغت میں ایسی چیز کے پانے کو کہتے ہیں جو چھوٹ گئی ہو یعنی چھوٹی ہوئی چیز پانے کو استدراک کہتے ہیں اور اصطلاح میں پہلے کلام سے جو شبہ پیدا ہو اس کو دور کرنے کو کہتے ہیں لٰکِنَّ کے ذریعے ماقبل کے کلام سے پیدا شدہ شبہ دور کیا جاتا ہے اور اسکا معنی آتا ہے لیکن جیسے عمرو اور زید

دونوں دوست ایک جگہ میں موجود ہوں پھر کسی نے کہا ذَهَبَ زَيْدٌ تو آپ کے ذہن میں یہ شبہ آیا کہ عمرو بھی گیا ہوگا تو اس کے ازالہ کے لئے کہا لٰكِنَّ عَمْرًوا لَمْ يَذْهَبْ لیکن عمرو نہیں گیا۔

سوال : لَيْتَ کس لئے آتا ہے اور اس کا کیا معنی ہے؟

جواب: لَيْتَ خواہش ظاہر کرنے کے لئے آتا ہے اور اسکا معنی ہے کاش جیسے لَيْتَ زَيْدًا عَالِمٌ کاش! کہ زید عالم ہوتا۔

سوال : لَعَلَّ کس لئے آتا ہے اور اسکا کیا معنی ہے؟

جواب: لَعَلَّ کسی بات کی اُمید ظاہر کرنے کے لئے آتا ہے اور اسکا معنی ہے شاید، اُمید ہے جیسے لَعَلَّ زَيْدًا حَاضِرٌ شاید کہ زید حاضر ہوگا۔

سوال : لَيْتَ اور لَعَلَّ میں کیا فرق ہے؟

جواب: لَيْتَ اور لَعَلَّ میں فرق یہ ہے کہ لَيْتَ کا استعمال ممکنات، محالات دونوں قسم کے امور میں ہوتا ہے اور لَعَلَّ کا استعمال ممکنات میں ہوتا ہے محالات میں نہیں ہوتا جیسے لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرٌ اور لَيْتَ الشَّبَابَ يَعُوْدُ دونوں درست ہیں۔ لَعَلَّ زَيْدًا حَاضِرٌ کهنا صحيح اور لَعلَّ الشَّبَابَ يَعُوْدُ کہنا صحیح نہیں۔

سوال : ان حروف کو مشبّہ بالفعل کیوں کہتے ہیں اور ان کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

جواب: کیونکہ ان حروف کا فعل کے ساتھ تین وجوہ سے مشابہت حاصل ہے اس وجہ سے ان کو مشبہ بالفعل کہتے ہیں۔

(۱) تعدادِ حروف میں، جس طرح فعل سہ حرفی، چہار حرفی اور پنج حرفی ہوتا ہے اس طرح یہ بھی ہوتے ہیں مثلاً اَنَّ سہ حرفی ہے، لَعَلَّ چہار حرفی ہے اور لٰكِنَّ پنج حرفی ہے۔

(۲) آخر کے مبنی برفتحہ ہونے میں یعنی جس طرح ماضی کا آخر مبنی برفتحہ ہے اس

طرح ان کے آخر پر بھی فتحہ ہے جیسے اِنَّ ، لَيْتَ، لَعَلَّ وغیرہ

(۳) معنی میں یعنی ان حروف کے معانی فعل کے معانی جیسے ہیں جیسے اِنَّ کا معنی تَحَقَّقْتُ، تَاكَّدْتُ ہے، كَاَنَّ کا معنی تَشَبَّهْتُ ہے، لٰكِنَّ کا معنی اِسْتَدْرَكْتُ ہے، لَيْتَ کا معنی تَمَنَّيْتُ ہے اور لَعَلَّ کا معنی تَرَجَّيْتُ ہے۔

اِنَّ اللّٰه غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

ترکیب: اِن حرف از حروفِ مشبہ بالفعل اسم منصوب خبر مرفوع چاہتا ہے لفظِ اللّٰه اس کا اسم غفورٌ خبرِ اوّل رَحِيْمٌ خبرِ ثانی، اِنَّ اپنے اسم اور دونوں خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

لَيْتَ اَبَاهُ ضَرَبَهُ

ترکیب: لَيْتَ حرف از حروفِ مشبہ بالفعل اسم منصوب خبر مرفوع چاہتا ہے اَبَا مضاف ہُ مضاف الیہ مجرور متصل، مضاف با مضاف الیہ لَيْتَ کا اسم ضَرَبَ فعل هو ضمیر مرفوع متصل مستتر جائز معبر بہ ھُو اسکا فاعل ہُ ضمیر اس کا مفعول، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ بن کر خبر ہوا لَيْتَ کے لئے۔ لَيْتَ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ تمنائیہ ہوا۔

﴿درج ذیل جملوں کی ترکیب کریں﴾

(۱) كَاَنَّ زَيْدًا حِمَارٌ

(۲) لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

(۳) وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰه عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

(۴) اَكَلَ زَيْدٌ لٰكِنَّ خَالِدًا لَمْ يَأْكُلْ

مَاوَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ

یہ دونوں حروف مشبہ بالفعل کی طرح مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں اور پھر مبتداء کو ان کا اسم کہا جاتا ہے اور خبر کو ان کی خبر اور اُن کا معنی منفی ہوتا ہے، ان کا لفظی عمل یہ ہے کہ لَيْسَ کی طرح اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں جیسے مَازَيْدٌ قَائِمًا، زَيْد مَا کا اسم اور قَائِمًا مَا کی خبر ہے۔

سوال: مَاوَلَا کو مشبهتین بلیس کیوں کہتے ہیں۔

جواب: اس لئے کہ یہ دو وجہ سے لَيْسَ کے مشابہ ہیں۔

(۱) معنی میں یعنی مثل لَيْسَ ان کا معنی بھی منفی والا ہے۔

(۲) لَيْسَ کی طرح یہ بھی مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں اور ابتداء کے عمل کو باطل کر کے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔

سوال: مَاوَلَا کے استعمال میں اگر فرق ہو تو ظاہر کریں۔

جواب: ان میں فرق ہے وہ یہ ہے کہ مَا عام ہے معرفہ اور نکرہ دونوں پر داخل ہوتا ہے اور لَا خاص ہے صرف نکرہ پر داخل ہوتا ہے معرفہ پر داخل نہیں ہوتا، لہٰذا مَا زَيْدٌ قَائِمًا اور مَا رَجُلٌ فِي الدَّارِ دونوں جائز ہیں اور لَا کی صورت میں صرف لَا رَجُلٌ قَائِمًا جائز ہے لَا زَيْدٌ قَائِمًا جائز نہیں۔

﴿لائے نفی جنس﴾

سوال: لَا مشابہ بلیس اور لائے نفی جنس میں کیا فرق ہے؟

جواب: ان دونوں میں لفظی فرق تو ان کے مختلف عمل سے ہے اور معنوی فرق یہ ہے کہ لَا مشابہ بلیس کے معنی میں دو احتمال ہوتے ہیں ایک یہ کہ خبر اس کے اسم کے ایک

فرد سے منفی ہے اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ خبر اس کے اسم کی جنس سے منفی ہے کسی ایک فرد کے لئے ثابت نہیں، جیسے لَا رَجُلٌ قَائِمًا کا معنی پہلے احتمال سے یہ ہوگا کہ ایک آدمی کھڑا نہیں (یعنی ایک کھڑا نہیں ہوسکتا ہے دو کھڑے ہو) لہٰذا اس صورت میں بَلْ رَجُلَانِ کہنا درست ہوگا اور دوسرے احتمال کے مطابق یہ معنی ہوگا کہ جنس آدمی یعنی کوئی آدمی کھڑا نہیں، نہ ایک، نہ دو، نہ دو سے زیادہ، اس احتمال پر ایک فرد کے لئے بھی خبر ثابت نہیں ہو سکتی ورنہ جنسِ نفی صحیح نہ ہوگی اور لائے نفی جنس کے معنی کے لئے صرف ایک احتمال ہوتا ہے وہ یہ کہ خبر کی نفی جنس اسم سے ہوتی ہے لہٰذا لائے نفی جنس کی صورت میں بَلْ رَجُلَيْنِ کہنا درست نہ ہوگا۔

سوال : لائے نفی جنس کی تعریف کریں۔

جواب: لائے نفی جنس وہ لا ہے جو خبر کو اپنے اسم کی جنس سے منفی کرتا ہے جیسے لَا رَجُلَ قَائِمٌ کوئی آدمی کھڑا نہیں، جنس آدمی کھڑا نہیں۔

سوال : لائے نفی جنس کا عمل بتائیں۔

جواب: لائے نفی جنس کی خبر ہمیشہ مرفوع ہوتی ہے اور اسکے اسم کے احوال مختلف ہیں۔

سوال : لائے نفی جنس کے اسم کے کتنے احوال ہیں اور کیا کیا ہیں؟

جواب: اس کے اسم کے پانچ احوال ہیں۔

(۱) اس کا اسم مضاف ہو، اور یہ اکثر ہوتا ہے، اس صورت میں اس کا اسم منصوب ہوگا جیسے لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِيْفٌ فِيْ الدَّارِ۔

(۲) اس کا اسم مشابہ مضاف ہو، مشابہ مضاف وہ اسم ہے جس کا مابعد کے ساتھ کسی قسم کا تعلق ہو خواہ عمل کا تعلق ہو جیسے لَا طَالِعًا جَبَلًا ظَاهِرٌ، یا عطف کا تعلق ہو کہ یہ معطوف الیہ ہو اور مابعد معطوف ہو جیسے لَا ثَلَاثَةً وَ ثَلَاثِيْنَ رَجُلًا قَائِمُوْنَ اس

صورت میں بھی اسکا اسم منصوب ہوگا۔

(۳) نکرہ مفردہ ہو اس کا اسم یعنی معرفہ اور مضاف مشابہ مضاف نہ ہو البتہ واحد ہو یا تثنیہ یا جمع سب درست ہیں، اس صورت میں اس کا اسم مبنی بر علامتِ نصب ہوگا جیسے لَا رَجُلَ قَائِمٌ، لَا رَجُلَيْنِ قَائِمَانِ، لَا رِجَالَ قَائِمُوْنَ.

(۴) اس کا اسم معرفہ ہو اس صورت میں یہ ضروری ہے کہ اس معرفہ کے بعد حرفِ عطف لا کر دوسرا لا اور دوسرا معرفہ لایا جائے اور اس صورت میں لا عمل نہیں کرے گا اور اس کا اسم ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہوگا، اور خبر بھی ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہوگی، اس صورت میں لا ملغٰی یعنی عمل سے خالی اور بے کار کر دیا گیا جیسے لَا زَيْدٌ عِنْدِيْ وَلَا عَمْرٌو.

(۵) اس کا اسم ایسا نکرہ مفردہ ہو جس کے بعد حرفِ عطف اور دوسرے لا نکرہ مفردہ کا تکرار ہو، اس صورت کا حکم یہ ہے کہ اس ترکیب کو پانچ طریقوں پر پڑھنا جائز ہے اس طرح کہ پہلے لا کے مابعد دوسرے اسم میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ مبنی بر فتح ہو، دوسرا یہ کہ معرب مرفوع ہو۔ پہلے احتمال پر دوسرے لا کے اسم میں تین احتمال ہیں، پہلا یہ کہ مبنی بر فتح ہو دوسرا یہ کہ معرب منصوب ہو تیسرا یہ کہ معرب مرفوع ہو۔ پہلے لا کے اسم کے دوسرے احتمال میں دوسرے لا کے اسم میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ مبنی بر فتح ہو اور دوسرا یہ کہ مرفوع ہو۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ

(۲) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةً اِلَّا بِاللهِ

(۳) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللهِ

(۴) لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ

(۵) لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللهِ

﴿صور خمسہ کی تفصیل﴾

(۱) دونوں مبنی بر فتح ہوں جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِااللہِ۔

توجیہ : اسکی یہ ہے کہ دونوں لائے نفی جنس کے اسم ہیں اور نکرہ مفردہ ہیں۔

(۲) پہلا مبنی بر فتح اور دوسرا معرب منصوب ہو جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةً اِلَّا بِااللہِ.

توجیہ : اسکی یہ ہے کہ پہلا لائے نفی جنس کی وجہ سے مبنی بر فتح ہے اور دوسرا معرب منصوب اس وجہ سے ہے کہ یہ لائے نفی جنس کے اسم کے محل پر عطف ہے اور اس لا کا عمل منصوب ہوتا ہے اور یہ اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے اور لا زائد ہے لائے اول کی نفی کی تاکید کے لئے ہے۔

(۳) پہلا مبنی بر فتح اور دوسرا مرفوع ہو جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِااللہِ.

توجیہ : اسکی یہ ہے کہ پہلا تو لائے نفی جنس کی وجہ سے مبنی بر فتح ہے اور دوسرے کے مرفوع ہونے کی تین وجہیں ہیں۔

(۱) یہ لا مشابہ بلیس ہے اور یہ اسکا اسم ہے۔

(۲) لا زائدہ برائے تاکید نفی لائے اول ہے اور ''قُوَّةٌ'' پہلے لا اور اسکے اسم دونوں کے مجموعہ کے محل پر عطف ہے اور دونوں کا مجموعہ محل رفع میں ہے اس لئے کہ یہ محل مبتداء میں ہے اور مبتداء مرفوع ہوتا ہے۔

(۳) یہ لا ملغٰی عن العمل ہے اور اسکے بعد اسم قُوَّةٌ مبتداء ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور ایسی ترکیب میں لا کو ملغٰی قرار دینا جائز ہے۔

(۴) پہلا مرفوع اور دوسرا مبنی بر فتح ہو جیسے لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِااللہِ.

توجیہ : پہلا اسم مرفوع یا تو اس وجہ سے ہے کہ لا ملغٰی ہے اور یہ مبتداء ہے یا لا

مشبہ بلیس ہے اور یہ اسکا اسم ہے اور دوسرے کے مبنی بر فتح ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ لائے نفی جنس کا اسم ہے۔

(۵) دونوں مرفوع ہوں جیسے لَا حَوْلٌ وَلَاقُوَّةٌ اِلَّا بِااللهِ.

توجیہ : اسکی دو وجہیں ہیں۔

(۱) لا ملغٰی عن العمل ہے اور دونوں جگہوں میں یہ مبتداء ہونے کی وجہ سے مرفوع ہیں۔

(۲) دونوں جگہ لا مشبہ بلیس ہوں اور یہ دونوں اس کے اسم ہوں۔

سوال :لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِااللهِ میں واو کس قسم کے عطف کے لئے ہے؟

جواب : یہ واو مفرد پر عطف کے لئے بھی بن سکتا ہے اور جملہ کا جملہ پر عطف کے لئے بھی ہوسکتا ہے،عطف مفرد علی المفرد کی صورت میں تقدیریِ عبارت یوں ہوگی،لَا حَوْلَ عَنِ الْمَعْصِيَّةِ وَلَا قُوَّةَ عَلٰى الطَّاعَةِ ثَابِتَانِ لِاَحدٍ الا بِااللّٰهِ.

ترجمہ :گناہ سے بچنے اور اطاعت کرنے کی طاقت کسی کی مدد سے نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کی مدد کے۔

ترکیب: لا برائے نفی جنس حَوْلَ مصدر عَنْ حرفِ جر اَلْمَعْصِيَّةِ مجرور ،جار با مجرور ظرفِ لغو متعلق ہوا حَوْلَ مصدر کے ساتھ حَوْلَ مصدر با متعلق اسم معطوف الیہ واو عاطفہ لانفی جنس قُوَّةَ مصدر عَلٰى حرفِ جر اَلطَّاعَةِ مجرور، جار با مجرور ظرفِ لغو متعلق ہوا قُوَّةَ کے ساتھ قُوَّةَ اپنے متعلق سے مل کر اسمِ لا ،لا با اسم معطوف، معطوف با معطوف علیہ لا کا اسم ثَابِتَانِ اسمِ فاعل تثنیہ کا صیغہ لام حرفِ جر اَحَدٍ مجرور جار با مجرور مستثنیٰ منہ اِلَّا حرفِ استثناء،بِاللهِ بَا جار لفظِ الله مجرور جار با مجرور مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ با مستثنیٰ ظرف لغو متعلق ہوا ثَابِتَانِ اسمِ فاعل کا صیغہ اپنے متعلق سے مل کر خبر ہوئی لا کے

لئے لا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

عطف جملہ علی الجملہ کی صورت میں تقدیری عبارت یوں ہوگی۔

لَا حَـوْلَ عَنِ الْمَعْصِيَّةِ ثَابِتٌ لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللهِ وَلَاقُوَّةَ عَلَى الطَّاعَةِ ثَابِتٌ لِاَحَدٍ اِلَّا بِاللهِ.

ترکیب : لا برائے نفی جنس حَـوْلَ مصدر عَنْ حرفِ جر اَلْـمَـعْـصِيَّةِ مجرور، جار با مجرور ظرفِ لغو متعلق ہوا حَـوْلَ کے ساتھ حَـوْلَ با متعلق اسمِ لا ثَـابِـتٌ اسمِ فاعل لام حرفِ جر اَحَدٍ مجرور، جار با مجرور مستثنیٰ منہ اِلَّا حرفِ استثناء با حرفِ جر لفظِ الله مجرور، جار با مجرور مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ با مستثنیٰ ظرفِ لغو متعلق ثَابِتٌ کے ساتھ ثابتٌ اسمِ فاعل اپنے متعلق سے مل کر خبر لا ،لا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ واو عاطفہ لا برائے نفی جنس قُوَّةَ مصدر عَلٰی حرفِ جر اَلطَّاعَةِ مجرور جار با مجرور ظرفِ لغو متعلق ہوا قُوَّةَ کے ساتھ قُوَّةَ مصدر اپنے متعلق سے مل کر اسمِ لا ثَابِتٌ اسمِ فاعل لام حرفِ جر اَحَدٍ مجرور جار با مجرور مستثنیٰ منہ اِلَّا حرفِ استثناء بَا حرفِ جر لفظِ الله مجرور، جار با مجرور مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ با مستثنیٰ ظرفِ لغو متعلق ہوا ثَابِتٌ کے ساتھ ثَابِتٌ اسمِ فاعل اپنے متعلق سے مل کر خبر لا ،لا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ معطوفہ ہوا، جملہ معطوف الیہ با جملہ معطوف جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿حروفِ ندا﴾

ندا کی تعریف : ندا لغت میں پکارنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں کہتے ہیں کسی کی توجہ کو ایسے حرف سے طلب کرنا جو اَدْعُوْ کے قائم مقام ہو جیسے یَا زَیْدُ

منادیٰ کی تعریف : جس کی توجہ کو حروفِ ندا سے طلب کیا جاتا ہے اس کو منادیٰ

کہتے ہیں جیسے یَا زَیْدُ میں زید منادیٰ ہے۔

حروفِ ندا کی تعریف : وہ حروف ہیں جن سے کسی کی توجہ کو طلب کیا جاتا ہے۔

سوال : منادیٰ کی کتنی حالتیں ہیں؟

جواب : منادیٰ کی کل چار حالتیں ہیں، تین حالتوں میں منصوب اور ایک حالت میں مبنی بر علامتِ رفع کے ساتھ ہوگا۔

(۱) منادیٰ مضاف ہو جیسے یَا عَبْدَ الله

(۲) منادیٰ مشابہ مضاف ہو جیسے یَا طَالِعًا جَبَلًا، اے! پہاڑ پر چلنے والے

(۳) منادیٰ نکرہ غیر معینہ ہو جیسے اندھا کہہ رہا ہو یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ، اے! کوئی آدمی مجھ کو ہاتھ سے پکڑ۔

(۴) منادیٰ مفرد معرفہ ہو، خواہ ندا سے پہلے معرفہ ہو جیسے یَا زَیْدُ یا نِدا کی وجہ سے معرفہ ہوا ہو جیسے کسی متعین آدمی کو یَا رَجُلُ کہا جائے۔

تنبیہ نمبر ۱ : منادیٰ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے مفعول بہ ہونے کی وجہ سے خواہ لفظاً ہو جیسے پہلی تین حالتوں میں خواہ محلاً منصوب، جیسے آخری حالت میں ہے۔

تنبیہ نمبر ۲ : اَیْ اور ھمزہ منادیٰ قریب کے لئے اور اَیَا اور ھَیَا منادیٰ بعید کے لئے ہیں، یا عام ہے دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ حروفِ ندا کل پانچ ہیں۔

(۱) یَا (۲) اَیَا (۳) ھَیَا (۴) اَی (۵) ھمزہ

تنبیہ نمبر ۳ : منادیٰ کا ناصب کیا ہے، اس میں سیبویہ اور مبرد رحمہما اللہ کا اختلاف ہے سیبویہ رحمہ اللہ فعل مقدر جس کا قائم مقام حروفِ ندا ہے کو ناصب مانتے ہیں اور مبرد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ناصب خود حروفِ ندا ہے جو اَدْعُوْ کے قائم مقام ہے۔

ترکیب : یا حرفِ ندا قائم مقام اَدْعُوْ، اَدْعُوْ صیغہ واحد متکلم مشترک فعل با

فاعل اسمِ ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب معبر بِاَنَا اس کا فاعل عَبْدَ مضاف لفظِ اللّٰہ مضاف الیہ مضاف با مضاف الیہ منادیٰ قائم مقام اَدْعُوْ کے مفعول بہ اَدْعُوْ فعل با فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ انشائیہ ہوا۔

﴿فصل دوم﴾

﴿درحروفِ عاملہ درفعل مضارع﴾

فعلِ مضارع میں دو قسم کے حروف عمل کرتے ہیں۔

(۱) فعلِ مضارع کو نصب دیتے ہیں

(۲) جو فعل مضارع کو قسم جزم دیتے ہیں۔

حروفِ ناصبہ کل چار ہیں۔

(۱) اَنْ (۲) لَنْ (۳) کَیْ (۴) اِذَنْ

اَنْ : یہ فعلِ مضارع میں دو قسم کا عمل کرتا ہے۔

(۱) لفظی (۲) معنوی

لفظی عمل یہ ہے کہ فعلِ مضارع کو نصب دیتا ہے جس کی علامت پانچ صیغوں میں فتح ہے اور سات صیغوں میں نونِ اعرابی کا سقوط ہے اور دو میں کچھ نہیں اس لئے کہ دونوں مبنی ہیں اور معنوی عمل یہ ہے کہ اس کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے اس وجہ سے اَنْ کو مصدریہ بھی کہتے ہیں جیسے اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ اُرِیْدُ قِیَامَکَ کے معنی میں ہے۔

ترکیب : اُرِیْدُ فعل با فاعل قِیَامَ مضاف، کَ ضمیر مجرور با اضافت مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ مفعول بہ اُرِیْدُ فعل با فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

لَنْ : اس کا عمل بھی دو قسم پر ہے۔

(۱) لفظی (۲) معنوی

لفظی عمل یہ ہے کہ آخر کو نصب دیتا ہے اور معنوی عمل یہ ہے کہ مضارع مثبت کو حال اور اثبات کے معنی سے خالی کر کے مستقبل منفی مؤکد کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے لَنْ يَّضْرِبَ زَيْدٌ.

ترکیب : لَنْ يَّضْرِبَ فعل زَيْدٌ فاعل، فعل با فاعل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

كَيْ : اس میں نحاۃ کا اختلاف ہے کہ یہ خود ناصب ہے یا اسکے بعد اَنْ مصدریہ مقدر ناصب ہے۔ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ خود ناصب ہے، كَيْ کا معنی اس لئے تا کہ، اور كَيْ کلام میں اس بات کو بتانے کے لئے آتا ہے کہ ماقبل مابعد کے لئے علت ہے اور مابعد معلول ہے جیسے اَسْلَمْتُ كَيْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ (میں اسلام لایا تا کہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں)۔

ترکیب : اَسْلَمْتُ فعل اس میں تُ ضمیر مرفوع متصل بارز اس کا فاعل، فعل با فاعل جملہ خبریہ ہوا كَيْ تعلیلیہ اَدْخُلَ فعل اس میں ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار، اسکا فاعل اَلْجَنَّةَ مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اِذَنْ : اِذَنْ مضارع کو نصب دیتا ہے اور جواب کے لئے آتا ہے، جواب کے لئے واقع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایسے کلام میں واقع ہوتا ہے جس کے ساتھ کسی دوسرے کلام ملفوظ یا مقدر کا جواب دیا جا رہا ہو جیسے کسی نے کہا اَنَا آتِيْكَ غَدًا، کل میں آپ کے پاس آؤں گا، اس کے جواب میں آپ نے کہا اِذَنْ اُكْرِمَكَ تب میں آپ کا اکرام کروں گا۔

تنبیہ : اَنْ مصدریہ کے عمل میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ ملفوظ ہو کر عمل کرے جس کا بیان ہو چکا ہے دوسرا یہ کہ مقدر ہو کر عمل کرے یعنی فعلِ مضارع کو نصب دے۔

سوال: اَنْ کتنی جگہوں میں مقدر ہوتا ہے؟

جواب: جہاں اَنْ مقدر ہو کر فعلِ مضارع کو نصب دیتا ہے وہ چھ مقامات ہیں۔

(۱) حتّٰی کے بعد جیسے مَرَرْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْبَلَدَ (میں گزرا یہاں تک کہ شہر میں داخل ہو گیا)

(۲) لامِ جحد کے بعد جیسے مَا کَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ (اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے والے نہیں) لامِ جحد وہ لام ہے جو کَـــانَ منفیہ کی خبر پر داخل ہو اور اسکی نفی کی تاکید کرے۔

(۳) اُس اَوْ کے بعد جو اِلَّا اَنْ یا اِلٰی اَنْ کے معنی میں ہو جیسے لَاَلْـزِمَنَّکَ اَوْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ یہاں اَوْ اِلَّا اَنْ یا اِلٰی اَنْ کے معنی میں ہے اِلَّا اَنْ کی صورت میں معنی ہو گا البتہ میں لازم پکڑوں گا تجھ کو مگر یہ کہ تو میرے حق کو ادا کر دے اور اِلـٰی اَنْ کی صورت میں معنی ہو گا یہاں تک کہ تو میرے حق کو ادا کر دے۔

(۴) واوصرف کے بعد، واوصرف وہ واو ہے جو اپنے مابعد کی اپنے ماقبل سے مصاحبت اور ملانے کا فائدہ دیتی ہے اور یہ مَـعُ کے معنی میں ہوتی ہے اس وجہ سے اس کو واوالْجَمعُ بھی کہتے ہیں جیسے لَا تَکُنْ جَلَدًا وَ تُظْهِرَ الْجَزْعَ اَیْ لَا تَجْمَعُ بَیْنَ هٰذَیْنَ الْفِعْلَیْنِ۔

ترجمہ: نہ بن بہادر اور ساتھ ہی بے صبری کا اظہار بھی کرے، مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں امر تجھ میں جمع نہ ہونے چاہئے۔ اور جیسا کہ شاعر کے اس شعر میں ہے۔

لَا تَنْهَ عَنْ خُلُقٍ وَتَاْتِیَ مِثْلَهٗ عَارٌ عَلَیْکَ اِذَا فَعَلْتَ عَظِیْمٌ

(۵) لام کَیْ کے بعد یعنی وہ لام جو کَیْ کی طرح سَبَبِیَّتْ کا معنی دیتا ہے جیسے اَسْلَمْتُ لِاَدْخُلَ الْجَنَّةَ

(٦) اُس فاء کے بعد جو امر یا نہی یا نفی یا استفہام یا تمنی یا عرض میں سے کسی ایک کے جواب میں ہو

(١) امر کی مثال : زُرْنِیْ فَاُکْرِمَکَ تو مجھ سے مل پھر میں تیری عزت کروں گا۔

(٢) نہی کی مثال : جیسا اللہ تعالیٰ کا یہ قول: لَا تَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا فَیُسْحِتَکُمْ بِعَذَابٍ مت گھڑو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کہ پھر وہ ہلاک کر دے تم کو عذاب کے ساتھ۔

(٣) نفی کی مثال : جیسا اللہ تعالیٰ کا یہ قول: لَا یُقْضٰی عَلَیْھِمْ فَیَمُوْتُوْا فیصلہ نہ کیا جائے گا ان پر کہ پھر مر جائیں۔

(٤) استفہام کی مثال : جیسا اللہ تعالیٰ کا یہ قول: فَھَلْ لَنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَیَشْفَعُوْلَنَا کیا ہمارے لئے سفارش ہے کہ پھر ہمارے لئے سفارش کریں۔

(٥) تمنی کی مثال : جیسا اللہ تعالیٰ کا یہ قول: یَالَیْتَنِیْ کُنْتُ مَعَھُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِیْمًا کاش! میں ان کے ساتھ ہوتا پھر کامیاب حاصل کرتا بڑی کامیابی۔

(٦) عرض کی مثال : اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا آپ ہمارے پاس کیوں نہیں آتے کہ آپ کو بھلائی پہنچے۔

(١) مَرَرْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْبَلَد

ترکیب : مَرَرْتُ فعل بافاعل حَتّٰی حرفِ جر اَدْخُلَ فعل اس میں ضمیر مرفوع متصل مستتر معبر بہ اَنَا اسکا فاعل اَلْبَلَدَ مفعول فیہ فعل بافاعل جملہ فعلیہ خبریہ بتاویل مصدر ہوکر مجرور ہوا جار با مجرور ظرفِ لغو متعلق ہوا مَرَرْتُ کے ساتھ، مَرَرْتُ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۲) مَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّ بَهُم

ترکیب : مَا نافیہ لَا محل لها من الاعراب کَانَ فعلِ ناقص اسم مرفوع اور خبر منصوب چاہتا ہے لفظِ اللہ اسکا کا اسم لام حرفِ جر جحد یُعَذِّ بَ فعل اس میں ضمیر مرفوع متصل مستتر جائز معبر بہ هُوَ راجع بسوئے لفظِ اللّٰہ اسکا فاعل هُمْ ضمیر منصوب اس کا مفعول بہ فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ بن کر اَنْ مصدریہ کی وجہ سے بتاویلِ مصدر مجرور، جار با مجرور ظرفِ مستقر متعلق ہوا قَاصِدًا اسمِ فاعل کا صیغہ اپنے متعلق سے مل کر کَانَ کی خبر کَانَ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۳) لَاَلْزِمَنَّكَ اَوْ تُعْطِيَنِىْ حَقِّىْ

ترکیب نمبرا : لَاَلْزِمَنَّ فعل اس میں ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب معبر بہ اَنَا اسکا فاعل کَ ضمیر منصوب متصل مفعول بہ اَوْ بمعنی حتّٰی اَنْ، حتّٰی حرفِ جر اَنْ مصدریہ تُعْطِيَنِىْ فعل اس میں ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار معبر بہ اَنْتَ اسکا فاعل نون وقایہ ی ضمیر منصوب متصل مفعول بہ اوّل حَق مضاف ی ضمیر مضاف الیہ مضاف با مضاف الیہ مفعول بہ ثانی فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ بن کر اَنْ مصدریہ کی وجہ سے بتاویلِ مصدر مجرور، جار با مجرور ظرفِ لغو متعلق ہوا لَاَلْزِمَنَّ کے ساتھ لَاَلْزِمَنَّ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ مؤکدہ ہوا۔

ترکیب نمبر۲ : جب اَوْ اِلَّا اَنْ کے معنی میں ہوگا تو اس وقت تقدیرِ عبارت یوں ہوگی لَاَلْزِمَنَّكَ فِىْ كُلِّ وَقْتٍ اِلَّا فِىْ وَقْتِ اَنْ تُعْطِيَنِىْ حَقِّىْ فعل با فاعل مفعول بہ فِىْ حرفِ جر كُلِّ مجرور مضاف وَقْتٍ مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ مجرور، جار با مجرور مستثنیٰ منہ اِلَّا حرفِ استثناء لَا محل لها من الاعراب فِىْ حرفِ جر وَقْتِ مجرور

مضاف اَنْ مصدر یہ تُعْطِیَنِیْ فعل بافاعل مفعول فعل بافاعل دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویلِ مصدر مضاف الیہ، مضاف بامضاف الیہ مجرور ہوا فِیْ جار کے لئے جارمجرور مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ با مستثنیٰ ظرفِ لغو متعلق ہوا لَاَلْزِمَنَّ کے ساتھ لَاَلْزِمَنَّ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿حروفِ جازمہ﴾

فعلِ مضارع کو جزم دینے والے دو قسم کے ہیں۔

(۱) حروف (۲) اسماء

اسماء جازمہ کا بیان بابِ سوم کے شروع میں ہوگا۔ یہاں حروفِ جازمہ کا ذکر ہے۔

مضارع کو جزم دینے والے حروف پانچ ہیں۔

(۱) لَمْ (۲) لَمَّا (۳) لامِ امر

(۴) لائے نہی (۵) اِنْ شرطیہ

لَمْ، لَمَّا کا عمل : یہ دونوں مضارع میں لفظی اور معنوی دونوں قسم کے عمل کرتے ہیں لفظی عمل یہ ہے کہ مضارع کو جزم دیتے ہیں اور معنوی عمل یہ ہے کہ مضارع مثبت کو ماضی منفی کے معنی میں کردیتے ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ یہ دونوں حروف درج ذیل باتوں میں مشترک ہیں۔

(۱) دونوں حروف ہیں۔

(۲) فعلِ مضارع پر داخل ہوتے ہیں فقط۔

(۳) فعلِ مضارع مثبت کا معنی ماضی منفی میں بدل دیتے ہیں۔

﴿فرق بَیْنَ لَمْ و لَمَّا﴾

ان دونوں میں درج ذیل باتوں میں فرق ہے۔

(۱) لَمْ حرفِ شرط کے ساتھ مل کر استعمال ہوسکتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول، فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ اور لَمَّا حرفِ شرط کے ساتھ مل کر استعمال نہیں ہوتا۔

(۲) لَمَّا کے بعد فعل کا حذف درست ہے لَمْ کے بعد درست نہیں جیسے نَصَحْتُ لِزَیْدٍ لَمَّا محذوف جملہ یہ ہے لَمَّا تَنْفَعْهُ اَلنَّصِیْحَة میں نے زید کو نصیحت کی جبکہ اسکو نصیحت نے فائدہ نہیں دیا۔

(۳) لَمَّا کی منفی میں بولنے کے وقت تک نفی ماضی کے تمام زمانے کے استغراق کے لئے ہوتی ہے اور لَمْ کے لئے یہ ضروری نہیں لہٰذا لَمَّا یَنْصُرْ زَیْدٌ کا معنی ہوگا زید نے اب تک گزشتہ زمانہ میں مدد نہیں کی اور لَمْ کی صورت میں یہ معنی ضروری نہیں لہٰذا لَمْ کی صورت میں لَمْ یَنْصُرْ زَیْدٌ ثُمَّ نَصَرَ درست ہے، شروع میں ماضی کے زمانے میں مدد نہیں کی بعد میں کی، لَمَّا کی صورت میں ثُمَّ نَصَرَ کہنا درست نہیں۔

لامِ امر : یہ بھی مضارع میں دو قسم کا عمل کرتا ہے لفظی یہ کہ آخر کو جزم دیتا ہے اور معنوی عمل یہ کہ مضارع مثبت کو امر کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے لِیَنْصُر کا معنی چاہئے کہ وہ مدد کرے۔

لائے نہی : یہ بھی مضارع میں دو قسم کا عمل کرتا ہے لفظی عمل یہ کہ آخر کو جزم دیتا ہے اور معنوی عمل یہ ہے کہ مضارع مثبت کو نہی کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے لَا تَضْرِبْ تو مت مار۔

اِنْ شرطیہ : یہ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے جن میں سے پہلا دوسرے کے لیے

سبب ہوتا ہے، پہلے کو شرط اور دوسرے کو جزا کہتے ہیں اور شرط اور جزا مل کر جملہ شرطیہ بنتا ہے اِنْ کا لفظی عمل یہ ہے کہ شرط اور جزا والے فعل کو جزم دیتا ہے اگر فعل مضارع ہو تو لفظاً جزم دیتا ہے اگر فعل ماضی ہے تو وہ محلاً مجزوم ہوگا یعنی اسکا جزم تقدیری ہوگا اور ترجمہ دونوں کا فعلوں کی صورت میں مستقبل کا ہوگا مثلاً اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ اور اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ دونوں کا ترجمہ یہ ہوگا، اگر تو مارے گا میں بھی ماروں گا۔

تنبیہ : اِنْ کے بعد جزا بننے والے جملے کے شروع میں کبھی فاء بھی لگا دیتے ہیں کبھی جوازاً کبھی وجوباً، اس کو فاء جزائیہ کہتے ہیں۔ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے پانچ جگہیں ایسی ذکر کی ہیں جہاں فاء کا داخل کرنا واجب ہے۔

(۱) جزاء جملہ اسمیہ ہو جیسے اِنْ تأتِنِیْ فَاَنْتَ مُکْرَمٌ

(۲) جزاء امر ہو جیسے اِنْ رَأَیْتَ زَیْدًا فَاَکْرِمْهُ

(۳) جزاء نہی ہو جیسے اِنْ اَتَاکَ عَمْرٌو فَلَا تُهِنْهُ

(۴) جزاء دعا ہو جیسے اِنْ اَکْرَمْتَنِیْ فَجَزَاکَ اللهُ خَیْرًا

(۵) فعل ماضی قَدْ کے ساتھ ہو اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ

﴿باب دوم﴾

﴿درعملِ افعال، فعل خواہ لازم ہو یا متعدی ہر ایک عامل ہوتا ہے﴾

فعلِ لازم و متعدی کا مشترک عمل یہ ہے کہ فاعل کو رفع دیتے ہیں اور چھ اسموں کا نصب دیتے ہیں۔

(۱) مفعول مطلق (۲) مفعول لہ (۳) مفعول معہ

(۴) مفعول فیہ (۵) حال (۶) تمیز

فعلِ متعدی و فعلِ لازم کا مختلف عمل یہ ہے کہ فعلِ متعدی مفعول بہ کو بھی نصب دیتا ہے اور فعلِ لازم مفعول بہ کو نصب نہیں دیتا اور نہ اسکا تقاضا کرتا ہے۔

تعریفِ فاعل : فاعل وہ اسم ہے جو ایسے فعل یا شبہ فعل کے بعد واقع ہو جو اس کی طرف بطریقِ قیام مسند ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ میں عَمْرٌو اور زَیْدٌ قَائِمٌ اَبُوہُ میں اَبُوہُ فاعل ہیں، مثالِ اول فعلِ متعدی کی ہے اور دوم فعلِ لازم کی ہے اور سوم شبہ فعل کی ہے۔

تعریف مفعول مطلق : مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو کسی فعل کے بعد واقع ہو اور یہ اس فعل کے معنیٰ میں ہو جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا میں ضَرْبًا اور قُمْتُ قِیَامًا میں قِیَامًا میں مفعول مطلق ہے۔

تنبیہ: کبھی مفعول مطلق فعلِ مذکور کے معنیٰ میں ہوتا ہے لیکن لفظوں میں یا باب میں فرق آجاتا ہے جیسے قَعَدْتُ جُلُوْسًا، اَنْبَتَ نَبَاتًا یہ بھی درست ہے۔

مفعول مطلق کی غرض : مفعول مطلق کی غرض سے عام طور پر تین غرض ہوتے ہیں۔

(۱) فعلِ مذکور کی تاکید کے لئے جیسے امثلہ مذکورہ میں۔

(۲) بیانِ نوع فعلِ مذکور کے لئے، یعنی فعل کے کرنے کا طریقہ اور نوعیت کے بیان کے لئے جیسے جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِیْ میں قاری صاحب کی طرح بیٹھا۔

(۳) بیانِ عدد فعلِ مذکور کے لئے جیسے جَلَسْتُ جَلْسَةً اَوْ جَلْسَتَیْنِ او جَلَسَاتٍ میں ایک مرتبہ یا دو مرتبہ یا بہت مرتبہ بیٹھا۔

تعریف مفعول لہ : وہ اسم منصوب ہے جس کے سبب سے فعلِ مذکور واقع ہو جیسے قُمْتُ اِکْرَامًا لِّزَیْدٍ میں اِکْرَامًا مفعول ہے اس لئے کہ اس کی وجہ سے قُمْتُ کا فعل واقع ہے اور جیسے ضَرَبْتُ زَیْدًا تَادِیْبًا میں تَادِیْبًا مفعول لہ ہے اس لئے کہ اس کی

وجہ سے ضَرَبْتُ فعل واقع ہے۔

تعریف مفعول معہ : وہ اسم منصوب ہے جو ایسی واو بمعنی مَــعَ کے بعد واقع ہو جس سے قبل فعل یا شبہ فعل واقع ہوتا کہ یہ معمول فعل کا مصاحب اور ساتھی بن جائے جیسے جَـاءَ الْبَـرْدُ وَالْجُبَّاتِ سردی جبوں یعنی کمبلوں کے ساتھ آئی یہاں اَلْـجُبَّات مفعول معہ ہے۔

تعریف مفعول فیہ : یہ وہ اسم مکان یا زمان ہے جس میں فعل واقع ہو جیسے صُمْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ میں يَوْمَ الْجُمُعَةِ مفعول فیہ ہے۔

تعریفِ حال : وہ اسم منصوب ہے جو فاعل یا مفعول یا دونوں کی حالت بتائے یعنی یہ بتائے کہ فعلِ مذکور کے وقت اس کی کیا حالت تھی جیسے جَــاءَ زَيْـدٌ رَاكِبًــا، ضَرَبْتُ زَيْدًا مَشْدُوْدًا اور لَقِيْتُ زَيْدًا رَاكِبَيْنِ، مثال اول میں رَاكِبًا فاعل سے حال ہے مثالِ دوم میں مشــــدودًا مفعول سے حال ہے اور مثالِ سوم میں دونوں سے حال ہے اور فاعل ومفعول بہ کو ذوالحال کہتے ہیں۔

تنبیہ نمبر۱ : ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے جیسے امثلہ مذکورہ میں، اور جب ذوالحال نکرہ ہو تو پھر حال کا اس پر مقدم کرنا واجب ہے جیسے جَـاءَ رَاكِبًا رَجُلٌ اس میں رَجُلٌ فاعل اور ذوالحال ہے اور رَاكِبًا حال ہے چونکہ ذوالحال نکرہ ہے اس وجہ سے رَاكِبًا حال کو اس پر مقدم کیا ہے۔

تنبیہ نمبر۲ : حال کبھی جملہ ہوتا ہے جیسے جَاءَ زَيْدٌ وَهُوَ رَاكِبٌ میں زَيْدٌ ذوالحال ہے اور هُوَ رَاكِبٌ جملہ حال ہے اور جیسے رَأَيْتُ الْاَمِيْرَ وَهُوَ رَاكِبٌ.

تعریفِ تمیز : وہ اسم ہے جو کسی مبہم شی کے ابہام اور پوشیدگی کو دور کرے جیسے عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ کے ابہام کو دِرْهَمًا تمیز نے دور کیا، جس کے ابہام کو دور کیا جاتا ہے

اس کو ممیّز کہتے ہیں۔

مفعول بہ کی تعریف : یہ وہ اسم منصوب ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا۔

فائدہ نمبر۱ : ممیّز کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) نسبت (۲) مقدار

نسبت کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) نسبت فعل یا شبہ فعل إلی الفاعل جیسے طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا یہاں طَابَ کی نسبت جو زَیْد فاعل کی طرف ہے اس میں ابہام ہے کہ زید خوش اور اچھا ہے یہ کس اعتبار سے ہے اپنی ذات کے اعتبار سے ہے یا کسی متعلق کے اعتبار سے نَفْسًا نے یہ ابہام ختم کر دیا کہ اپنی ذات کے اعتبار سے خوش اور اچھا ہے متعلق کے اعتبار سے نہیں، اور چونکہ ایسی صورت میں تمیز حقیقت میں فاعل ہوتی ہے اس وجہ سے اس تمیز کو محول عن الفاعل کہتے ہیں اس صورت کی اصل عبارت یوں ہے طَابَ نَفْسُ زَیْدٍ اس طرح وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَیْبًا میں تمیز محول عن الفاعل ہے اصل عبارت یوں ہے وَاشْتَعَلَ شَیْبُ الرَّأْسِ شعلہ مارنے لگی سر کی سفیدی۔

(۲) نسبت فعل یا شبہ فعل إلی المفعول بہ جیسے غَرَسْتُ الاَرْضَ شَجَرًا یہاں غَرَسْتُ کی نسبت جو الاَرْض کی طرف ہو رہی ہے اس میں ابہام ہے کہ غَرَسْ کس چیز کی ہے شَجَرًا نے اس ابہام کو دور کیا اور اس تمیز کو محول عن المفعول کہتے ہیں، اس صورت میں اصل عبارت یوں ہے غَرَسْتُ شَجَرَ الْاَرْضَ اسی طرح جَرَیْتُ النَّهْرَ مَاءً اصل عبارت یوں ہے جَرَیْتُ مَاءَ النَّهْرِ اسی طرح فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُیُوْنًا اصل عبارت یوں ہے فَجَّرْنَا عُیُوْنَ لْاَرْض.

تنبیہ : بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ممیّز کی نسبت ان دونوں قسموں یعنی محول عن الفاعل اور محول عن المفعول بہ میں منحصر نہیں ہے بلکہ ان کے علاوہ بھی نسبت میں ابہام واقع ہے جیسے اِمْتَلأَ الْاِنَـاءُ مَاءً، یہاں مَاءً تمیز عن النسبت ہے لیکن نہ محول عن الفاعل ہے اور نہ محول عن المفعول بہ ہے۔

ممیّز مقدار کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) عدد جیسے عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا .

(۲) کیل اور وزن جیسے عِـنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا یہاں رِطْلٌ جو وزن ہے اس میں ابہام تھا کہ ایک رِطْـل گھی ہے یا دودھ ہے یا کوئی اور چیز ہے زَیْتًـا تمیز نے اس ابہام کو دور کر دیا کہ تیل ہے، کیل سے جیسے عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا کہ یہاں قَفِیْزَانِ جو ایک خاص پیمانے کا نام ہے کہ کیا چیز ہے بُرًّا تمیز نے اس کے اس ابہام کو دور کیا کہ گندم ہے۔

(۳) مساحت یعنی اندازہ سے جیسے مَافِیْ اَلسَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا یہاں قَـدْرُ رَاحَةٍ (ہتھیلی کی مقدار) میں ابہام تھا کہ مقدار ہتھیلی سے کیا مراد ہے سَـحَـابًـا (بادل) تمیز نے اس ابہام کو دور کیا کہ بادل ہے۔

فائدہ نمبر۲ : تمیز عن المقدار کا عامل وہی مقدار ہے جو ممیّز ہے یعنی تمیز کا ناصب امثلہ مذکورہ میں رِطْـل قَفِیْزَان، قَدْرُ، رَاحَةٍ ہے اور تمیز عن النسبۃ کا عامل وہ فعل یا شبہ فعل ہے جس کی نسبت الی الفاعل یا الی المفعول بہ میں ابہام واقع ہو لہٰذا طَـابَ زَیْـدٌ نَفْسًا میں نَفْسًا کا ناصب طَابَ ہے۔

﴿تراکیب﴾

(۱) طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا

طَابَ فعل زَيْدٌ فاعل نَفْسًا تمیز محول عن الفاعل ہے طَابَ فعل با فاعل اور تمیز جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۲) عِنْدِیْ رِطْلٌ زَيْتًا

عِنْدِیْ، عِنْدَ مضاف ی ضمیر مجرور متصل با اضافت مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ خبر مقدم رِطْلٌ ممیّز عامل تمیز زَيْتًا ممیّز با تمیز مبتداء مؤخر مبتدا با خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) مَا فِیْ السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا

مَا نافیہ فِیْ حرفِ جر السَّمَاءِ مجرور جار مجرور ظرفِ مستقر متعلق ہے ثَابِتٌ کے ساتھ ثَابِتٌ صیغہ اسمِ فاعل اپنے متعلق سے مل کر مَا کی خبر مقدم قَدْرُ مضاف رَاحَةٍ مضاف الیہ مضاف با مضاف الیہ عامل ممیّز سَحَابًا تمیز، ممیّز با تمیز مَا کا اسم مؤخر مَا اپنے اسم مؤخر اور خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تنبیہ : جملہ خبریہ کے دو جزء یا رکن ہوتے ہیں ایک مسند اور مسند الیہ ان دو پر جملہ تمام ہوتا ہے اور ان کے علاوہ جو دوسری چیزیں ہوتی ہیں وہ زائد علی الارکان ہیں اسی وجہ سے ان کو فضلہ کہتے ہیں چونکہ جملہ فعلیہ خبریہ میں مسند فعل ہوتا ہے اور مسند الیہ فاعل، اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ فاعل کے سوا پانچ مفاعیل مفعول بہ، مفعول مطلق، مفعول لہ، مفعول معہ، مفعول فیہ، حال اور تمیز) فضلہ ہیں۔

﴿فصل﴾

﴿فاعل کی قسمیں﴾

فاعل کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) مظہر (۲) مضمر

مظہر کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) بارز جیسے ضَرَبْتُ میں تُ ضمیر

(۲) مستتر جیسے زَیْدٌ ضَرَبَ میں ضمیر مرفوع متصل مستتر معبر بہ ھُو۔

مسئلہ نمبر۱ : جب فاعل اسمِ ظاہر ہو خواہ مفرد ہو یا تثنیہ، جمع ہو ہر صورت میں فعل کا مفرد لانا واجب ہے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ ،ضَرَبَ زَیْدَانِ،ضَرَبَ زَیْدُوْنَ ان تینوں صورتوں میں فعل مفرد ہے۔

مسئلہ نمبر۲ : جب فاعل ضمیر ہو تو فعل کو فاعل کے مطابق لانا واجب ہے جیسے

زَیْدٌ ضَرَبَ

زَیْدَانِ ضَرَبَا

زَیْدُونَ ضَرَبُوْا

مسئلہ نمبر۳ : جب فاعل مؤنثِ حقیقی ہو تو اگر فعل اور فاعل کے درمیان کسی کلمہ کی وجہ سے فاصلہ نہ ہو تو فعل کو مؤنث لانا واجب ہے جیسے ضَرَبَتْ هِنْدٌا گر فاصلہ ہو تو فعل کا مؤنث، مذکر دونوں طرح پڑھنا جائز ہے جیسے ضَرَبَتِ الْیَوْمَ هِنْدٌ اور ضَرَبَ الْیَوْمَ هِنْدٌ دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ نمبر۴ : جب فاعل مؤنث غیر حقیقی ہو تو فعل کا مؤنث، مذکر دونوں طرح لانا

جائز ہے جیسے طَلَعَتِ الشَّمْسُ اور طَلَعَ الشَّمْس دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۵ : جب فاعل مؤنث کی ضمیر ہو تو فعل کو مؤنث لانا واجب ہے جیسے هِنْدٌ ضَرَبَتْ اور اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ اس صورت میں هِنْدٌ ضَرَبَ اور اَلشَّمْسُ طَلَعَ فعل کو مذکر لانا جائز نہیں۔

مسئلہ نمبر ٦ : جب فعل کا فاعل جمع مکسر (خواہ مذکر ہو یا مؤنث) تو فعل کو مذکر ،مؤنث دونوں طرح پڑھنا جائز ہے جیسے ضَرَبَ الرِّجَالُ اور ضَرَبَتِ الرِّجَالُ دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۷ : جب فعل کا فاعل ایسی ضمیر ہو جو جمع مکسر کی طرف لوٹتی ہو تو اس وقت بھی فعل کو مؤنث، مذکر دونوں طرح لانا درست ہے جیسے اَلرِّجَالُ ضَرَبَتْ اور اَلرِّجَالُ ضَرَبُوْا دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۸ : جب فعل کا فاعل جمع مؤنث سالم ہو تو فعل کا مذکر، مؤنث لانا دونوں طرح جائز ہے جیسے ضَرَبَ هِنْدَاتٌ، ضَرَبَتْ هِنْدَاتٌ.

مسئلہ نمبر ۹ : جب فعل کا فاعل جمع مذکر مکسر کے صیغے کے سوا مذکر ہو، خواہ مذکر مفرد ہو یا تثنیہ یا جمع مذکر سالم ہو ہر صورت میں فعل کا مذکر لانا واجب ہے جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ، ضَرَبَ زَيْدَانِ ،ضَرَبَ زَيْدُوْنَ.

مسئلہ نمبر ۱۰ : جب فعل کا فاعل جمع مکسر ہو (خواہ مذکر ہو یا مؤنث) فعل کا مؤنث لانا جَمَاعَةٌ کی تاویل میں اور مذکر لانا جَمْعٌ کی تاویل میں لانا دونوں جائز ہیں۔

فعلِ متعدی کا بیان

فعل کی نسبت کبھی فاعل کی طرف ہوتی ہے اور کبھی مفعول بہ کی طرف اول

اعتبار سے اس کو فعلِ معروف اور ثانی کے اعتبار سے اس کو فعلِ مجہول اور فعل مالم یسم فاعلہ کہتے ہیں، فعلِ معروف کی مثال ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا فعلِ مجہول کی مثال ضُرِبَ عَمْرٌ یہاں عمرو حقیقت میں مفعول بہ ہے چونکہ فعل کے فاعل کو حذف کیا تو اس کو فاعل کا قائم مقام بنا کر رفع دیا ہے چونکہ یہ فاعل کا قائم مقام ہوتا ہے اس وجہ سے اس کو نائب فاعل بھی کہتے ہیں۔

﴿فعلِ متعدی کی قسمیں﴾

فعلِ متعدی مفعول بہ کی نسبت سے چار قسم پر ہے اس لئے کہ یہ کبھی متعدی بیک مفعول بہ ہوتا ہے کبھی بدو مفعول بہ ہوتا ہے کبھی بسہ مفعول بہ ہوتا ہے اور دو مفعول بہ کی صورت میں اس کی دو قسمیں ہیں ایک قسم یہ ہے کہ ان دونوں مفعولوں میں سے ایک پر اکتفا کر کے ایک کا حذف جائز ہو اور دوسری قسم یہ ہے کہ دونوں کا ذکر اور یا دونوں کا حذف ضروری ہے، حاصل یہ ہے کہ اس کی کل چار قسمیں ہیں۔

(۱) متعدی بیک مفعول بہ: جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا میں ضَرَبَ صرف ایک مفعول چاہتا ہے۔

(۲) متعدی بدو مفعول بہ : جن میں سے ایک کا حذف کر کے ایک پر اکتفا جائز ہو جیسے اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْهَمًا یہاں صرف زَیْدًا یا صرف دِرْهَمًا کہہ کر دوسرے کا حذف جائز ہے اسکو بابِ اَعْطَیْتُ کہتے ہیں، ہر وہ فعل جو اس طرح متعدی بدو مفعول بہ ہو اس کو کہا جاتا ہے کہ یہ بابِ اَعْطَیْتُ سے ہے۔

(۳) متعدی بدو مفعول بہ : جس میں سے ایک کے حذف پر اکتفا جائز نہ ہو یا دونوں کا ذکر کیا جائے یا حذف جیسے عَلِمْتُ زَیْدًا عَالِمًا اس کو بابِ عَلِمْتُ کہتے ہیں۔

(۴) متعدی بسہ مفعول بہ : جیسے اَعْلَمْتُ زَیْدًا عَمْرًوا فَاضِلًا (میں نے زید کو اس بات کی خبر دی کہ عمرو فاضل ہے)۔

فائدہ نمبرا : فعل متعدی کی تیسری قسم جو دو مفعول بہ چاہتے ہیں اور ان میں سے ایک کا حذف جائز نہیں اس کے متعلق دو باتیں سمجھ لینا ضروری ہے۔

(۱) چونکہ اس قسم کے افعال دراصل جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں مبتداء ان کا مفعول بہ اول بن جاتا ہے اور خبر مفعول بہ ثانی جیسے زَیْدٌ عَالِمٌ جملہ اسمیہ تھا اس پر عَلِمْتُ لائے اس نے ابتداء کے عمل کو منسوخ کر کے زید کو اپنے لئے مفعول بہ اول اور عَالِمٌ کو مفعول بہ ثانی بنالیا اس قسم کے افعال کو نواسخ ابتداء کہتے ہیں اس وجہ سے اس کا کوئی ایک مفعول بہ بھی حذف نہیں ہوتا۔

(۲) قسمِ ثالث کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) افعالِ قلوب: جو متن نحو میر میں مذکور ہیں اور ان کو افعالِ قلوب اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ان کے معنی کا تعلق دل سے ہوتا ہے جوارح اور اعضاء سے ان کو تعلق نہیں ہوتا اور افعالِ قلوب یہ ہیں۔

(۱) عَلِمْتُ (۲) ظَنَنْتُ (۳) حَسِبْتُ (۴) خِلْتُ

(۵) زَعَمْتُ (۶) رَأَیْتُ (۷) وَجَدْتُ

(۲) افعالِ تصییر: تصییر کا معنی کسی چیز کو کسی صفت کے ساتھ موصوف کر دینا جیسے اِتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلاً اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کو خلیل کی صفت کے ساتھ موصوف کیا اور ان کو افعالِ تحویل بھی کہتے ہیں اور افعالِ تصییر یہ ہیں۔

(۱) جَعَلَ (۲) اِتَّخَذَ (۳) تَخِذَ (۴) وَهَبَ

(۵) تَرَکَ (۶) اَرَادَ

فائدہ نمبر۲ : مفاعیل خمسہ یعنی مفعول بہ، مفعول مطلق، مفعول فیہ، مفعول لہ، مفعول معہ میں سے شروع کے تین نائب فاعل بن سکتے ہیں اور آخر کے نہیں بن سکتے ہیں اسی طرح بابِ عَلِمْتُ کا مفعول بہ ثانی اور بابِ اَعْلَمْتُ کا مفعول بہ ثالث بھی نائب فاعل نہیں بن سکتے اور بابِ اَعْطَیْتُ میں مفعول بہ اول نائب فاعل بننے کے زیادہ لائق ہے بنسبت ثانی کے، اگر چہ ثانی کا نائب فاعل بننا بھی جائز ہے۔

﴿فصل﴾

﴿افعالِ ناقصہ﴾

فعل کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) فعلِ تام (۲) فعلِ ناقص

(۱) فعلِ تام : وہ فعل ہے جو اپنے فاعل کے لئے صرف اپنے مصدر کا معنی ثابت کرے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ میں ضَرَبَ فعل نے فاعل زید کے لئے اپنے مصدر یعنی ضَرْبًا کو ثابت کیا ہے۔

(۲) فعلِ ناقص : وہ فعل ہے جو اپنے فاعل کے لئے اپنے مصدر کے سوا کسی دوسری شئ کو ثابت کرے جیسے کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا میں کَانَ فعل ناقص نے اپنے فاعل زید کے لئے اپنے مصدر کو ن کے سوا دوسری شئ کو جو قیام ہے ثابت کیا ہے کہ افعالِ ناقصہ کی تعداد کل سترہ ہے۔

(۱) کَانَ (۲) صَارَ (۳) ظَلَّ (۴) بَاتَ

(۵) اَصبَحَ (۶) اَضْحیٰ (۷) اَمْسیٰ (۸) عَادَ

(۹) اٰضَ (۱۰) غَدَا (۱۱) رَاحَ (۱۲) مَازَالَ

(۱۳) مَا انْفَکَّ (۱۴) مَا فَتِیَ (۱۵) مَا بَرِحَ (۱۶) مَا دَامَ
(۱۷) لَیْسَ

افعالِ ناقصہ کا عمل : یہ بھی نواسخ ابتداء میں سے ہیں یہ مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں اور ابتداء کے عمل کو باطل کر کے مبتداء کو ان کا اسم اور خبر کو ان کی خبر کہا جاتا ہے اور یہ اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں جیسے کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا .

ترکیب : کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا ، کَانَ فعلِ ناقص اسم مرفوع خبر منصوب چاہتا ہے زَیْدٌ اس کا اسم قَائِمًا اس کی خبر کانَ اپنے اور اسم خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿افعالِ ناقصہ کی کچھ مختصر اور ضروری تفصیل﴾

(۱) کَانَ : کَوْن مصدر سے ہے ماضی کا صیغہ ہے اس سے ماضی اور مضارع دونوں کے صیغے ناقص استعمال ہوتے ہیں اور اسم اور خبر دونوں کے محتاج ہوتے ہیں البتہ کبھی کَانَ بغیر خبر کے صرف اسم (فاعل) پر اکتفاء کرتا ہے ایسے کَانَ کو کَانَ تامہ کہتے ہیں اور یہ حَصَلَ کے معنی میں ہوتا ہے جیسے کَانَ مَطَرٌ اَیْ حَصَلَ مَطَرٌ بارش ہوگئی، اور کبھی زائد بھی آتا ہے زائد کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس کو کلام سے حذف کر دیا جاتا ہو تو کلام کے اصل معنی میں کوئی فرق نہ آتا ہو البتہ جس نکتہ اور حسن کے لئے کَانَ کا اضافہ کیا گیا تھا وہ باقی نہیں رہتا۔

(۲) صَارَ : یہ صَیْرُوْرَۃٌ مصدر سے ہے ضَرَبَ یَضْرِبُ کے باب سے ماضی کا صیغہ ہے اور یہ اپنے اسم کو اپنی خبر کے ساتھ متصف کرنے کے لئے آتا ہے جیسے صَارَ زَیْدٌ عَالِمًا زید عالم بنا، یعنی زید علم کے ساتھ متصف ہوگیا۔

(۳) ظَلَّ : یہ صَارَ کے معنی میں بھی آتا ہے اور دن بھر رہا کے معنی میں بھی آتا

ہے جیسے ظَلَّ زَیْدٌ سَائِرًا زید دن بھر چلنے والا رہا۔

(۴) بَاتَ : یہ صَارَ کے معنی کے لئے بھی آتا ہے اور تمام رات بھر رہا کے معنی میں اور رات کو ہو گیا کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے بَاتَ زَیْدٌ قَائِمًا ، تمام رات زید سونے والا رہا یا رات کو زید سونے والا ہو گیا۔

(۵) اَصبَحَ : صَارَ کے معنی میں بھی آتا ہے اور صبح کا وقت ہو گیا کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے اَصْبَحَ زَیْدٌ مُسْتَیقِظًا صبح کے وقت زید جاگنے والا ہو گیا۔

(۶) اَضْحٰی : کا معنی ہے چاشت کا وقت ہو گیا جیسے اَضْحٰی زَیْدٌ قَائِمًا زید چاشت کے وقت کھڑا ہو گیا۔

(۷) اَمْسٰی : کا معنی ہے مغرب کا وقت ہو گیا جیسے اَمْسٰی زَیْدٌ رَاجِعًا زید مغرب کے وقت لوٹنے والا ہوا۔

(۸) عَادَ (۹) اٰضَ (۱۰) غَدَا (۱۱) رَاحَ یہ چاروں صَارَ کے معنی میں ہیں جیسے عَادَ زَیْدٌ عَالِمًا زید عالم بن گیا۔

(۱۲) مَا زَالَ (۱۳) مَا انْفَکَّ (۱۴) مَا بَرِحَ (۱۵) مَا فَتِئَ یہ چاروں بمعنی ہمیشہ سے رہا کے معنی کے لئے آتے ہیں جیسے مَازَالَ زَیْدٌ عِنْدِیْ زید ہمیشہ میرے پاس رہا ان میں مَا نافیہ ہے اصل زَالَ وغیرہ کا معنی زَائل ہونے اور ختم ہونے کے ہیں جب ان پر مَا نافیہ داخل ہو گیا تو معنی یہ ہو گیا زائل نہ ہونا جس کا حاصل معنی ہمیشہ سے رہا ہے۔

(۱۶) مَادَامَ : اس میں مَا ظرفیہ اور مصدریہ ہے، ظرفیہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مابعد کو بتاویلِ مصدر کر دیتا ہے چونکہ یہ مابعد کو مصدر مفرد بناتا ہے اس لئے یہ ہمیشہ کے لئے کلام کے درمیان میں آتا ہے جیسے اِجْلِسْ مَادَامَ زَیْدٌ جَالِسًا، بیٹھا رہے جب

تک زید بیٹھا ہے۔

(۱۷) لَیْسَ : اصل میں لَیِسَ تھا حلقی العین حکم نمبر۲ قانون اس میں وجوبی طور پر جاری ہوا لہٰذا لَیْسَ بنا اس کا صرف ماضی مستعمل ہے یہ اپنے اسم سے اپنی خبر کو منفی کرتا ہے۔

﴿فصل﴾

﴿افعالِ مقاربہ﴾

افعالِ مقاربہ نحو میر میں چار مذکور ہیں۔

(۱) عَسٰی (۲) کَادَ (۳) کَرُبَ (۴) اَوْشَکَ

افعالِ مقاربہ کا عمل : یہ افعال بھی نواسخ ابتداء میں سے ہیں اور افعالِ ناقصہ کی طرح اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں البتہ جب ان کی خبر مضارع بـاَنْ یا بے اَنْ ہو تو اس وقت ان کی خبر محلاً منصوب ہوگی عَسٰی ،اَوْشَکَ کی خبر اکثر مضارع بـاَنْ مصدریہ ہوتی ہے اور کبھی بغیر اَنْ کے ساتھ کَادَ، کَرُبَ کی خبر اکثر مضارع بغیر اَنْ ہوتی اور کبھی باَنْ .

عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَّخْرُجَ

عَسٰی فعلِ مقارب زَیْدٌ اس کا اسم اَنْ مصدریہ ناصبہ یَّخْرُجَ فعلِ مضارع اس میں ضمیر مرفوع متصل مستتر جائز معبر بہ ھُوَ ،راجع بسوئے زَیْدٌ، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ بن کر اَنْ مصدریہ کی وجہ سے بتاویل مصدر خبر، عَسٰی بااسم وخبر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

تنبیہ نمبر۱ : کبھی مضارع بـاَنْ عَسٰی کا فاعل ہوتا ہے اس وقت اس کو خبر کی

ضرورت نہیں ہوتی ایسے عَسٰی کو عَسٰی تامّہ کہتے ہیں۔

تنبیہ نمبر۲ : نحو میر میں افعالِ مقاربہ کا بیان بہت مختصر ہے افعال کے عنوان سے نحو میر میں تین قسم کے فعل ذکر کیئے جاتے ہیں۔

(۱) افعالِ مقاربہ : یہ وہ فعل ہیں جو اس مقصد کے لئے وضع کیئے گئے ہوں کہ ان کے اسم کے لئے ان کی خبر کا حاصل ہونا قریب ہے ایسے فعل تین ہیں۔

(۱) کَادَ (۲) کَرُبَ (۳) اَوْشَکَ

جیسے کَادَ زَیْدٌ اَنْ یَّخْرُجَ، عنقریب زید نکلے گا، زید نکلنے والا ہے

(۲) افعال الرجاء : یہ وہ فعل ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان کی خبر کے حاصل ہونے کی امید ہے اور یہ بھی تین ہیں۔

(۱) عَسٰی (۲) حَرٰی (۳) اِخْلَوْلَقَ

جیسے عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَّخْرُجَ، امید ہے کہ زید نکلے۔

(۳) افعال الشروع : یہ وہ فعل ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان کے اسم میں ان کی خبر کو حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دی اور وہ پانچ ہیں۔

(۱) أَنْشَأَ (۲) طَفِقَ (۳) اَخَذَ

(۴) جَعَلَ (۵) عَلِقَ

جیسے أَنْشَأَ زَیْدٌ یَکْتُبُ، زید نے لکھنا شروع کر دیا۔

افعالِ مدح وذم

یہ وہ افعال ہیں جو انشاء مدح یا انشاء ذم کے لئے وضع کیے گئے ہوں۔

تنبیہ : مدح کا معنی ہے تعریف کرنا اور ذم کا معنی ہے برائی بیان کرنا، چونکہ یہ

افعال انشاء مدح یا انشاء ذم کے لئے آتے ہیں اس لئے ان سے جو جملہ بنے گا وہ انشائیہ ہوگا۔

اہم قاعدہ : قاعدہ اِنْ، مَا، هَلْ، اِلَّا سے پہلے آجائے تو ہمیشہ نافیہ ہونگے۔

تعدادِ افعال مدح وذم : یہ کل چار ہیں۔

(۱) نِعْمَ (۲) حَبَّذَا (۳) بِئْسَ (۴) سَآءَ

پہلے دو مدح کے لئے ہیں اور دوسرے دو ذم کے لئے ہیں۔

ان کے استعمال کے طریقے : ان فعلوں کے بعد پہلے ان کا فاعل ذکر کیا جاتا ہے اور فاعل کے بعد اس خاص چیز کا ذکر ہوتا ہے جس کی مدح وذم کرنا مقصود ہو، مدح کی صورت میں اس کو مخصوص بالمدح اور ذم کی صورت میں اس کو مخصوص باالذم کہتے ہیں جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ میں رَجُلٌ فاعل ہے اور زید مخصوص بالمدح ہے۔

﴿ان افعال کے فاعل کی تفصیل﴾

حَبَّذَا میں حَبَّ فعل مدح ہے یہ ماضی کا صیغہ ہے اور اسکا فاعل ہمیشہ ذَا ہی ہوتا ہے نِعْمَ، بِئْسَ، سَآءَ تینوں کا فاعل تین قسم پر آتا ہے۔

(۱) معرف بالام جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زَيْدٌ (کیا اچھا آدمی ہے زید)

(۲) معرف بالام کی طرف مضاف ہو جیسے نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَيْدٌ (کیسا اچھا ساتھی ہے قوم کا یعنی زید)

(۳) ایسی ضمیر جو ان میں مستتر ہو اور اس ضمیر کا پہلے مرجع موجود نہ ہونے کی وجہ سے یہ ضمیر مبہم ہوتی ہے اس ابہام کو دور کرنے کے لئے اس کے بعد ایک نکرہ منصوبہ لایا جاتا ہے جو اس کی تمیز ہوتی ہے جیسے نِعْمَ رَجُلًا زَيْدٌ (کیسا اچھا آدمی ہے زید)

ترکیب : نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ

اس کی تین ترکیبیں کی جاتی ہیں۔

(۱) نِعْمَ فعل مدح اَلرَّجُلُ فاعل، فعل بافاعل جملہ فعلیہ خبریہ بن کر خبرِ مقدم زَیْدٌ مخصوص بالمدح مبتداء مؤخر، مبتداء مؤخر اپنی خبرِ مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) نِعْمَ فعلِ مدح اَلرَّجُلُ فاعل، فعل بافاعل جملہ فعلیہ انشائیہ زَیْدٌ خبر برائے مبتداء محذوف جو کہ هُوَ ہے، هُوَ ضمیر راجع بسوئے اَلرَّجُلُ، مبتداء باخبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) نِعْمَ فعلِ مدح اَلرَّجُلُ مبین معطوف علیہ زَیْدٌ مخصوص بالمدح عطف بالمدح عطفِ بیان، مبین معطوف باعطف بیان فاعل، فعل بافاعل جملہ فعلیہ انشائیہ تعجبہ ہوا۔

تنبیہ : یہی تین ترکیبیں اسی طرح بِئْسَ، سَآءَ اور فاعل کی دوسری صورتوں میں بھی جاری ہوتی ہیں اور ان میں سے پہلی ترکیب مشہور اور نحومیر میں مذکور ہے۔

﴿افعالِ تعجب﴾

فعلِ تعجب وہ فعل ہے جو انشاء تعجب کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ کیوں کہ فعلِ تعجب انشاء تعجب پر دلالت کرتا ہے لہٰذا اس کا جملہ بھی جملہ انشائیہ بنے گا۔

فعلِ تعجب کے صیغہ کا وزن : ثلاثی مجرد کے وہ مصادر جن میں عیب اور ظاہری رنگ کا معنی نہ ہو ان سے فعلِ تعجب کا صیغہ دو وزن پر آتا ہے۔

(۱) مَا اَفْعَلَهٗ جیسے مَا اَحْسَنَ زَیْدًا (زید کیسا ہی اچھا ہے)

(۲) اَفْعِلْ بِهٖ جیسے اَحْسِنْ بِزَیْدٍ (زید کیسا ہی خوبصورت ہے)

تنبیہ : اوپر ان کا مرادی ترجمہ لکھا گیا ہے اصل ترکیب کے لحاظ سے ان کا معنی دوسرا ہے جو ان کی تراکیب کے ساتھ لکھا جائے گا۔ مَا اَحْسَنَ زَیْدًا کی ترکیب میں تین مذہب ہیں۔

پہلا مذہب : امام فرّاءؒ کا ہے، ان کے نزدیک مَا استفہامیہ ہے بمعنی اَیُّ شَیْءٍ ہے، ترکیب میں محلاً مرفوع ہوکر مبتداء بنتا ہے اور اَحْسَنَ فعل اس میں ضمیر مرفوع متصل مستتر جائز معبر بہ ھُوَ راجع بسوئے مبتدا اس کا فاعل زَیْدًا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہوکر خبر ہوئی مبتداء کے لئے اور مبتداء خبر مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ چونکہ یہ ترکیب مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کی نزدیک راجح تھی اسی وجہ سے کتاب میں اس کا ذکر کیا ترجمہ یہ ہوگا، کس چیز نے زید کو حسن والا کر دیا۔

دوسرا مذہب : علامہ سیبویہؒ کا ہے کہ مَا نکرہ ہے شَیْءٌ کے معنی میں ہے اور اس کی صفت عَظِیْمٌ مقدر موصوف باصفت مبتداء اَحْسَنَ زَیْدًا جملہ بن کر خبر، مبتداء باخبر جملہ انشائیہ ہوا، تقدیری عبارت یوں ہے شَیْءٌ عَظِیْمٌ اَحْسَنَ زَیْدًا، کسی بڑی چیز نے زید کو حُسن والا کر دیا۔

تیسرا مذہب : امام اَخْفَشؒ کا ہے، کہ مَا موصولہ ہے بمعنی اَلَّذِیْ، اَحْسَنَ زَیْدًا جملہ بن کر صلہ موصول بہ صلہ مبتداء اس کی خبر مقدر ہے جو شَیْءٌ عَظِیْمٌ ہے تقدیری عبارت یوں ہوگی، اَلَّذِیْ اَحْسَنَ زَیْدًا شَیْءٌ عَظِیْمٌ، وہ چیز جس نے زید کو حسن والا بنایا ہے کوئی بڑی چیز ہے۔

ترکیب : اَحْسِنَ بِزَیْدٍ

اَحْسِنَ بظاہر امر کا صیغہ ہے لیکن یہ ماضی اَحْسَنَ کے معنی میں ہے بَا زائد ہے

زَیْدٍ اَحْسَنَ کا فاعل، جوکہ با جارہ کی وجہ سے مجرور ہے اور فاعل ہونے کی وجہ سے محلاً مرفوع ہے۔ فعل با فاعل جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

﴿باب سوم﴾

﴿در عملِ اسماءِ عاملہ وآن یازدہ قسم است﴾

بابِ سوم اسماءِ عاملہ کے عمل میں ہیں، وہ اسماء جو عمل کرتے ہیں ان کی کل گیارہ قسمیں ہیں۔

(۱) اسماءِ شرطیہ (۲) اسماءِ افعال بمعنی فعلِ ماضی

(۳) اسماءِ افعال بمعنی امر حاضر (۴) اسمِ فاعل

(۵) اسمِ مفعول (۶) صفتِ مشبہ

(۷) اسمِ تفضیل (۸) مصدر

(۹) اسمِ مضاف (۱۰) اسمِ تام

(۱۱) اسماءِ کنایہ

سوال: اسماءِ شرطیہ کی تعریف کریں۔

جواب: اسماءِ شرطیہ وہ اسماء ہیں جو اِنْ شرطیہ کے معنی کو متضمن ہوتے ہیں اور اسی تضمن کی وجہ سے ان کو اسماءِ شرطیہ کہتے ہیں اور ان کو اسماءِ جازمہ اور کلم المجازاۃ بھی کہتے ہیں، جازمہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ فعلِ مضارع کو جزم دیتے ہیں اور کلم المجازاۃ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ شرط اور جزاء کو چاہتے ہیں اور دو جملوں پر داخل ہوتے ہیں پہلا دوسرے کے لئے سبب ہوتا ہے اور دوسرا پہلے کے لئے سبب ہوتا ہے پہلے جملے کو شرط اور دوسرے کو جزاء کہتے ہیں۔

سوال :اسماءِ شرطیہ کتنے ہیں؟

جواب :اسماءِ شرطیہ نو ہیں۔

(۱) مَنْ (۲) مَا (۳) اَیْنَ (۴) مَتٰی

(۵) اَیٌّ (۶) اِذْ مَا (۷) حَیْثُمَا (۸) مَهْمَا

(۹) اَنّٰی

تنبیہ : یہ نو عامل چونکہ اسماء ہیں اس لئے خود بھی حسبِ موقع محلاً مرفوع یا منصوب یا مجرور ہوتے ہیں البتہ مبنی ہونے کی وجہ سے ان پر لفظاً اعراب نہیں آتا ان میں سے مَنْ، مَا ، اَیٌّ کبھی مبتداء ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوتے ہیں جیسے مَنْ یَّأتِنِیْ فَهُوَ مُکْرَمٌ، وَمَا تُقَدِّمُوْ الخ، اَیُّهُمْ قَائِمٌ ان امثلہ میں مَنْ، مَا، اَیٌّ مبتداء ہونے کی وجہ سے مرفوع ہیں اور کبھی مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتے ہیں جیسے مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ، مَا تَفْعَلْ اَفْعَلْ ان میں مَنْ، مَا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں اور کبھی مجرور با حرفِ جر یا با اضافت ہوتے ہیں جیسے غُلَامَ مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ، بِمَنْ تَمُرَّ اَمُرَّ، بِاَیِّهِمْ مَرَرْتَ مَرَرْتُ اور باقی چھ یا تو مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے محلاً منصوب ہوتے ہیں یا دخولِ جر کی وجہ سے محلاً مجرور ہوتے ہیں۔

﴿سب کی امثلہ مع المعانی والترکیب﴾

مَنْ کی مثال وترکیب : مَنْ یَّأتِنِیْ فَهُوَ مُکْرَمٌ (جو میرے پاس آئے گا پس وہ معزز ہوگا)

ترکیب : مَنْ اسمِ شرط مبتداء یَّأتِنِیْ یَأتِ فعل اس میں ضمیر مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار معبر بہ ھُو راجع بسوئے مَنْ مبتداء اس کا فاعل نون وقایہ ی ضمیر منصوب

متصل برائے واحد متکلم مشترک مفعول بہ، فعل با فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ بن کر خبر ہوا مبتداء کے لئے، مبتداء با خبر بن کر جملہ اسمیہ خبریہ بن کر شرط فا جزائیہ هُوَ مبتداء مُکْرَمٌ اسمِ مفعول کا صیغہ خبر۔ مبتداء با خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جزاء، شرط با جزاء جملہ اسمیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

مَا کی مثال وترکیب : مَا تَفْعَلْ اَفْعَلْ (جو کچھ تو کرے گا میں کروں گا)

ترکیب : مَا مفعول بہ مقدم تَفْعَل فعل اس میں ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار معبر بہ اَنْتَ اسکا فاعل، فعل با فاعل اور مفعول بہ مقدم جملہ فعلیہ خبریہ شرط اَفْعَلْ فعل اس میں ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار معبر بہ اَنَا اسکا فاعل، فعل با فاعل جملہ فعلیہ خبریہ بن کر جزاء، شرط با جزاء جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

اَیْنَ کی مثال وترکیب : اَیْنَ تَجْلِسْ اَجْلِس (جس جگہ تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا)

ترکیب : اَیْنَ اسمِ شرط ظرفِ مکان مفعول فیہ مقدم تَجْلِسْ فعل اس میں ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار معبر بہ اَنْتَ اسکا فاعل، فعل با فاعل اور مفعول فیہ مقدم جملہ فعلیہ خبریہ شرط اَجْلِس فعل اس میں ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار معبر بہ اَنَا اسکا فاعل، فعل با فاعل جملہ فعلیہ خبریہ جزاء شرط با جزاء جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تنبیہ : کبھی اَیْنَ کے بعد مَا زائدہ ملحق ہوتا ہے جیسے اَیْنَمَا تَکُنْ اَکُنْ (جس جگہ تو ہوگا میں ہوں گا)

مَتٰی کی مثال وترکیب : مَتٰی تَقُمْ اَقُمْ (جس جگہ تو کھڑا ہوگا میں کھڑا ہونگا)

ترکیب : مَتٰی اسمِ شرط ظرفِ زمان مفعول فیہ مقدم تَقُمْ فعل اس میں ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار معبر بہ اَنْتَ اسکا فاعل فعل با فاعل جملہ فعلیہ خبریہ شرط اَقُمْ فعل اس میں ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار معبر بہ اَنَا اسکا فاعل فعل با فاعل

جملہ فعلیہ خبریہ جزاء، شرط با جزاء جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

تنبیہ : مَتٰی کے ساتھ بھی کبھی مَا زائدہ پیوست ہوتا ہے جیسے مَتٰی مَاتَخْرُجْ اَخْرُجْ .

اَیٌّ کی مثال وترکیب : اَیَّ شَیْءٍ تَأْکُلْ اٰکُلْ (جس چیز کو تو کھائے گا میں کھاؤں گا)

ترکیب : اَیَّ مضاف شَیْءٍ مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ مفعول بہ مقدم تَأْکُلْ فعل، فعل با فاعل اور مفعول بہ مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ شرط اٰکُلْ فعل با فاعل جملہ فعلیہ بن کر جزاء، شرط با جزاء مل کر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

اَنّٰی کی مثال وترکیب : اَنّٰی تَکْتُبْ اَکْتُبْ (جس جگہ تو لکھے گا میں لکھوں گا)

ترکیب : اَنّٰی اسمِ شرط ظرفِ مکان مفعول فیہ مقدم تَکْتُبْ فعل با فاعل اور مفعول فیہ مقدم جملہ فعلیہ شرط اَکْتُبْ فعل با فاعل جملہ فعلیہ جزاء، شرط با جزا جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا۔

اِذْ مَا کی مثال وترکیب : اِذْ مَا تُسَافِرْ اُسَافِرْ (جس وقت تو سفر کرے گا میں سفر کروں گا)

ترکیب : اِذْ مَا اسمِ شرط ظرفِ زمان مفعول فیہ مقدم تُسَافِرْ فعل با فاعل اور مفعول فیہ مقدم جملہ فعلیہ شرط اُسَافِرْ فعل با فاعل جملہ فعلیہ جزاء شرط با جزاء، جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا۔

حَیْثُمَا کی مثال وترکیب : حَیْثُمَا تَقْصِدْ اَقْصِدْ (جس جگہ تو قصد کرے گا میں قصد کروں گا)

ترکیب : حَیْثُمَا اسمِ شرط ظرفِ مکان مفعول فیہ مقدم تَقْصِدْ فعل با فاعل و

مفعول فیہ مقدم شرط اَقْصِدُ فعل بافاعل جملہ فعلیہ جزاء، شرط با جزاء جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا۔

مَهْمَا کی مثال وترکیب : مَهْمَا تَقْعُدْ اَقْعُدْ (جس جگہ تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا)

ترکیب : مَهْمَا اسمِ شرط ظرفِ زمان مفعول فیہ مقدم تَقْعُدْ فعل بافاعل اور مفعول فیہ مقدم جملہ فعلیہ شرط، اَقْعُدْ فعل بافاعل جملہ فعلیہ جزاء، شرط با جزاء جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا۔

﴿دوم اسماءِ افعال بمعنی فعلِ ماضی﴾

اسمائے افعال کی تعریف وغیرہ بحث اسمِ غیر متمکن میں گزر چکی ہے۔

سَرْعَانَ بمعنی سَرُعَ (تیز ہوا) جیسے سَرْعَانَ زَيْدٌ خُرُوجًا (تیز ہوا زید از روئے نکلنے کے) یعنی تیزی سے نکلا۔ هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ (عید کا دن دور ہو گیا)

ترکیب : هَيْهَاتَ اسمِ فعل بمعنی بَعُدَ فعلِ ماضی معلوم يَوْمُ مضاف الْعِيْدِ مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ فاعل، فعل بافاعل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿سوم اسمائے افعال بمعنی امر حاضر﴾

اسکی بحث بھی اسمِ غیر متمکن میں گزر چکی ہے۔

﴿چہارم اسمِ فاعل﴾

اسمِ فاعل کی تعریف : اسمِ فاعل وہ اسم ہے جو مصدر سے اس ذات کے لئے مشتق ہو جس کے ساتھ یہ مصدر بطریقِ حدوث وتجدد اور ناپائیداری کے قائم ہو جیسے ضَارِبٌ (مارنے والا ایک مرد) یعنی وہ مرد جس کے ساتھ ضرب مصدر ناپائیداری کے ساتھ قائم ہے۔

اسمِ فاعل کا عمل : اسمِ فاعل اس فعلِ معروف والا عمل کرے گا جس سے وہ مشتق

ہے مثلاً قَائِمٌ قَامَ والاعمل کرے گا، ضَارِبٌ ضَرَبَ والاعمل کرے گا، مُعْطٍ اَعْطٰی والا، عَالِمٌ عَلِمَ والا اور مُخْبِرٌ اَخْبَرَ والاعمل کرے گا۔

فعلِ معروف کی تمام اقسام کی عمل کی تفصیل گزر چکی ہے کہ فاعل کو رفع اور مفعول مطلق، مفعول فیہ، مفعول معہ، مفعول لہ، حال، تمیز کو نصب دیتے ہیں البتہ متعدی مفعول بہ کو بھی نصب دیتے ہیں بخلافِ فعلِ لازم کے۔

اسمِ فاعل کے عمل کی شرط : اسمِ فاعل کے عمل کی دو شرطیں ہیں۔

(۱) حال یا استقبال کے معنی میں ہو، ماضی کے معنی میں نہ ہو۔

(۲) مبتداء یا موصوف یا موصول یا ذوالحال یا ہمزہ استفہام یا حرفِ نفی میں سے کسی ایک پر اعتماد ہو اور اعتماد کا لغوی معنی ہے ٹیک لگانا اور یہاں اعتماد سے مراد ہے کہ اسمِ فاعل سے پہلے جو لفظ ہے اسکے ساتھ اسمِ فاعل کا کچھ علاقہ اور تعلق ہو، وہ لفظ یا تو مبتداء ہو اور اسمِ فاعل کا اسکے ساتھ خبر کا تعلق ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ میں زید مبتداء ہے قَائِمٌ خبر، اسمِ فاعل اپنے فاعل اَبُوْهُ سے مل کر اس کی خبر، مبتداء با خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ یا موصوف ہو جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ اَبُوْهُ بَكْرًا میں مَرَرْتُ فعل با فاعل با حرفِ جر رَجُلٍ موصوف ضَارِبٍ اسمِ فاعل اَبُوْهُ فاعل بَكْرًا مفعول بہ، ضَارِب اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر صفت، رَجُلٍ موصوف با صفت مجرور، جار با مجرور ظرف لغو متعلق ہوا مَرَرْتُ کے ساتھ۔ مَـــرَرْتُ فعل با فاعل اور متعلق جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یا موصول ہو گا اور اسکے ساتھ صلہ کا تعلق ہو گا جیسے جَائَنِیْ الْقَائِمُ اَبُوْهُ میں جَاءَ فعل ن وقایہ ی ضمیر مفعول بہ اَلْقَـائِمُ، اَلْ بمعنی اَلَّذِیْ موصول قَـائِـمٌ بـا اَبُوْهُ فاعل شبہ جملہ صلہ، موصول با صلہ فاعل، جَاءَ فعل با فاعل و مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوا یا وہ ذوالحال ہو گا جیسے جَـائَنِیْ زَیْدٌ رَاكِبًا غُلَامُهٗ فَرَسًا میں جَاءَ فعل ن وقایہ ی ضمیر مفعول زَیْدٌ ذوالحال رَاكِبًا اپنے

غُلَامُهٗ فاعل اور فَرَسًا مفعول بہ سے مل کر حال ذوالحال باحال فاعل فعل بافاعل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ یا اس سے پہلے ہمزہ استفہام ہو جیسے اَضَارِبٌ زَيْدٌ عَمْرًا اَ ہمزہ استفہام لَا محل له من الاعراب ضَارِبٌ اسمِ فاعل زَيْدٌ اسکا فاعل عَمْرًا مفعول بہ، ضَارِبٌ اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ انشائیہ استفہامیہ ہوا۔ یا اس سے پہلے مَا نافیہ ہو جیسے مَا قَائِمٌ زَيْدٌ مَا نافیہ لَا محل له من الاعراب قَائِمٌ اسمِ فاعل زَيْدٌ فاعل، قَائِمٌ اسمِ فاعل بافاعل جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اسمِ فاعل کے عمل کے شرطوں کی وجہ :

پہلی شرط : اس وجہ سے ہے تاکہ اسمِ فاعل کی مشابہت فعلِ مضارع کے ساتھ تام ہو جائے اس لئے کہ اسمِ فاعل کا عمل فعلِ مضارع کی مشابہت سے ہے پس یہ مضارع کے ساتھ لفظاً عدد حروف اور حرکات وسکنات میں مشابہ تھا لہٰذا عمل کے لئے زمانہ حال یا استقبال کی شرط لگائی تاکہ وہ معنیٰ بھی اس کے ساتھ مشابہ ہو جائے۔

دوسری شرط : اس وجہ سے ہے کہ تاکہ اس کی فعل کے ساتھ مشابہت قوی ہو جائے اس لئے کہ وہ اس وقت ماقبل لفظ کے ساتھ کچھ نہ کچھ نسبت رکھتا ہے ہمزہ استفہام اور مَا نافیہ کی وجہ سے بھی اسکی فعل کے ساتھ مشابہت قوی ہو جاتی ہے اس لئے کہ یہ دونوں اکثر فعل پر داخل ہوتے ہیں۔

﴿پنجم اسمِ مفعول﴾

اسمِ مفعول کی تعریف : اسمِ مفعول وہ اسم ہے جو مصدر سے اس ذات کے لئے بنایا گیا ہو جس پر مصدری معنیٰ واقع ہو رہا ہو جیسے مَضْرُوبٌ یعنی وہ مرد جس پر ضَرَبٌ واقع ہو۔

اسمِ مفعول کا عمل اور اسکی شرط : اسمِ مفعول فعلِ مجہول سے بنتا ہے اور فعلِ مجہول والا عمل کرتا ہے یعنی نائب فاعل کو رفع اور باقی معمولات کو نصب دیتا ہے **مَضْرُوْبٌ ضُرِبَ** والا عمل کرے گا، **مُعْطًى اُعْطِيَ** والا، **مَعْلُوْمٌ عُلِمَ** والا اور **مُخْبَرٌ اُخْبِرَ** والا عمل کرے گا اسکے عمل کی وہی دو شرطیں ہیں جو اسمِ فاعل کے عمل کی ہیں (امثلہ کتاب میں مذکور ہیں) صرف ایک مثال کی ترکیب لکھی جاتی ہے جیسے **عَمْرٌو مُعْطًى غُلَامُهٗ دِرْهَمًا** (عمرو اس کے غلام کو درہم دیا گیا)

ترکیب : **عَمْرٌو** مبتداء **مُعْطًى** اسمِ مفعول **غُلَامُهٗ** اسکا نائب فاعل **درھمًا** مفعول ثانی **مُعْطًى** اسمِ مفعول اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے مل کر شبہ جملہ بن کر خبر، مبتداء با خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿ششم صفتِ مشبہ﴾

صفتِ مشبہ کی تعریف : صفتِ مشبہ وہ اسم ہے جو فعلِ لازم کے مصدر سے اس ذات پر دلالت کرنے کے لئے بنایا گیا ہو جس کے ساتھ مصدری معنی بطریقِ ثبوت و دوام اور پائیداری کے قائم ہو جیسے **حَسَنٌ** (حسین آدمی) یعنی وہ شخص جس کے ساتھ حسن بطور پائیداری قائم ہے۔

اسمِ فاعل اور صفتِ مشبہ میں فرق : ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ صفتِ مشبہ میں صفت لازمی اور دائمی ہوتی ہے اور اسمِ فاعل میں صفت عارضی اور غیر دائمی ہوتی ہے پس **ضَارِبٌ** کوئی شخص اس وقت کہلایا جائے گا جب تک اس سے ضرب صادر ہو رہی ہوا ور **حَسَنٌ** وہ شخص ہے جس میں حُسن کی صفت ہر وقت پائی جائے۔

صفتِ مشبہ کا عمل و شرط : یہ ہمیشہ فعلِ لازم سے مشتق ہوتی ہے اور فعلِ لازم

والا عمل کرتی ہے اس کے عمل کے لئے حال یا استقبال کے معنی میں ہونا شرط نہیں کیونکہ اس میں دوام واستمرار ہوتا ہے البتہ سوائے اسمِ موصول باقی پانچ چیزوں میں سے کسی ایک پر اعتماد کی شرط اس کے عمل کے لئے بھی ہے، اسمِ موصول کی استثناء کی وجہ یہ ہے کہ صفتِ مشبہ پر جو الف لام داخل ہوتا ہے وہ بالاتفاق موصول نہیں بلکہ تعریفی ہے کیونکہ الف لام موصول صرف اسمِ فاعل اور اسمِ مفعول پر داخل ہوتا ہے اور کسی پر داخل نہیں ہوتا جیسے زَيْدٌ حَسَنٌ غُلَامُهُ ،جَائَنِيْ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُهُ، جَائَنِيْ زَيْدٌ حَسَنًا غُلَامُهُ، اَحْسَنَ زَيْدٌ، مَا حَسَنَ زَيْدًا.

صفتِ مشبہ کے مسائل :صفتِ مشبہ کے اٹھارہ مسائل ہیں جو ہدایۃ النحو وغیرہ میں مذکور ہیں۔

مسائل کی وجہ حصر : صفتِ مشبہ یا تو معروف باللام ہوگا یا نہ ہوگا اور ہر ایک کا معمول یا معرف باللام ہوگا یا مضاف ہوگا یا دونوں سے خالی ہوگا، دو کو تین میں ضرب دیا تو چھ حال ہوئے اور معمول صفتِ مشبہ کی حالتیں باعتبارِ اعراب تین ہونگی یا تو مرفوع ہوگا بنابر فاعل یا تو منصوب ہوگا بنابر مشابہت مفعول بہ یا تمیز یا تو مجرور ہوگا بنابر اضافت، پس ان تین کو چھ میں ضرب دینے سے کل اٹھارہ صورتیں ہوگئیں جو نقشہ ذیل سے ظاہر ہے۔

نقشہ ملاحظہ فرمائیں ←

نقشہ میں احسن کے لئے ''الف'' کی علامت حسن کے لئے ''ح'' کی علامت، قبیح کے لئے ''ق'' کی علامت مختلف فیھا کے لئے ''مخ'' کی علامت اور ممتنع کے لئے ''مم'' کی علامت لکھی گئی ہے۔

نقشہ

	قسمِ معمول	حالتِ رفعی	حالتِ نصبی	حالتِ جری
صفتِ مشبہ	جبکہ معمول مضاف ہو	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهُهٗ	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهُهٗ (ح)	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهُهٗ (م)
معرف باللام	جبکہ معرف باللام ہو	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ اَلْوَجْهُهٗ (ق)	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ اَلْوَجْهُهٗ (ا)	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ اَلْوَجْهُهٗ (ا)
	جبکہ معمول ان دونوں سے خالی ہو	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهُهٗ	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهًا (ا)	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهٍ (م)
صفتِ مشبہ	جبکہ معمول مضاف ہو	زَیْدٌ حَسَنُ وَجْهُهٗ (ا)	زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْهُهٗ (ح)	زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْهِهٖ (ح)
غیر معرف باللام	جبکہ معرف باللام ہو	زَیْدٌ حَسَنُ اَلْوَجْهُه (ق)	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ اَلْوَجْهُهٗ (ا)	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ اَلْوَجْهُهٗ (ا)
	جبکہ معمول ان دونوں سے خالی ہو	زَیْدٌ حَسَنُ وَجْهُهٗ (ق)	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهًا (ا)	زَیْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهًا (ا)

ضابطہ : جب صفت کا معمول مرفوع ہوگا تو اس میں ضمیر نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس وقت اس کا معمول خود اسکا فاعل ہوگا اور اگر معمول منصوب یا مجرور ہو تو صفت میں ضمیر کا ہونا ضروری ہے تا کہ اسکا فاعل ہے اور موصوف کی طرف لوٹ کر اس کو اس سے پیوست کرے پس جہاں موصوف کی طرف ایک ضمیر لوٹے گی وہ صورت حسن کہلائے گی سوائے ایک کے اور جہاں دو ضمیریں لوٹتی ہیں حسن کہلاتی ہیں سوائے دو صورت کے اور جہاں کوئی ضمیر نہیں وہ قبیح ہیں۔

﴿ہفتم اسمِ تفضیل﴾

اسمِ تفضیل کی تعریف :اسمِ تفضیل وہ اسم ہے جو مصدر سے اس ذات پر دلالت کرنے کے لئے بنایا گیا ہو جس میں مصدری معنی کسی دوسرے کے اعتبار سے زائد پائے جائیں جیسے اَفْضَلُ کا معنی ہے وہ شخص جس میں فضیلت کسی دوسرے کی نسبت سے زائد ہے۔

اسمِ تفضیل کا استعمال :اسمِ تفضیل کا استعمال تین طرح سے ہوتا ہے۔

(۱) مِنْ سے جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍ (زید عمرو سے زیادہ فضیلت والا ہے) اس میں زید کو مفضل اور مدخولِ مِنْ عمرو کو مفضل علیہ کہتے ہیں۔

ترکیب : زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍ ،زَیْدٌ مبتداء اَفْضَلُ اسمِ تفضیل اس میں ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار معبر بہ ھو راجع بسوئے زید مبتداء اسکا فاعل مِـــنْ حرفِ جارہ عَمْرٍ مجرور، جار با مجرور ظرفِ لغو متعلق ہوا اَفْضَلُ کے ساتھ اَفْضَلُ اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ خبریہ، مبتداء با خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) الف لام کے ساتھ جیسے جَـائَـنِـیْ زَیْـدُنِ الْاَفْضَلُ (میرے پاس زید آیا

جو سب سے فضیلت والا ہے)

ترکیب : جَاءَنِیْ زَیْدُ الْاَفْضَلُ، جَاءَ فعل ماضی معلوم ن وقایہ ی ضمیر منصوب متصل برائے واحد متکلم مشترک مفعول بہ زَیْد موصوف اَلْاَفْضَلُ اسمِ تفضیل اس میں ضمیر مرفوع متصل معبر بہ ھو اسکا فاعل، اسمِ تفضیل اپنے فاعل سے مل کر شبہ جملہ موصوف ،موصوف باصفت فاعل، جَاءَ اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۳) اضافت کے ساتھ جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ (زید قوم میں سب سے اچھا ہے یعنی فضیلت والا ہے)

ترکیب : زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ، زَیْدٌ مبتداء اَفْضَلُ اسمِ تفضیل مضاف اس میں ضمیر معبر بہ ھو اسکا فاعل اَلْقَوْمِ مضاف الیہ اَفْضَلُ اسمِ تفضیل صرف اپنے فاعل میں عمل کرتا ہے خواہ فاعل مضمر ہو یا مظہر ہو البتہ فاعل مضمر میں اس کے عمل کے لئے کوئی شرط نہیں اور فاعل مظہر میں عمل کے لئے شرط ہے جس کا ذکر بڑی کتابوں میں موجود ہے۔

﴿ہشتم مصدر﴾

تعریفِ مصدر : مصدر وہ اسم ہے جو فعل کا ماٰ خذ اور مشتق منہ ہو اور مصدر کی علامت یہ ہے کہ اس کے فارسی معنی کے آخر میں دَنْ یا تَنْ آتا ہے جیسے کُشْتَنْ (قتل کرنا)، زَدَنْ (مارنا)

عملِ مصدر : مصدر کے عمل کے لئے یہ شرط ہے کہ مفعول مطلق نہ ہو یعنی اگر مفعول مطلق ہے تو عمل نہ کرے گا بلکہ اسکا فعل عمل کرے گا اور اگر مفعول مطلق نہ بنتا ہو تو مصدر اپنا فعل والا عمل کرے گا، ضَرْبٌ ضَرَبَ والا، قِیَامٌ قَامَ والا، عِلْمٌ عَلِمَ والا، علیٰ ہٰذا القیاس۔ جیسے اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرًا میں محلاً مرفوع ہے ضَرْبُ مصدر کے

فاعل ہونے کی وجہ سے اور عَمْرًا منصوب ہے اس کے مفعول بہ ہونے کی وجہ سے۔

ترکیب : اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرًا، اَعْجَبَ فعل ماضی معلوم ن وقایہ ی ضمیر منصوب متصل برائے واحد متکلم مشترک مفعول بہ ضَرْبُ مصدر مضاف زَیْدٍ مضاف الیہ فاعل لفظاً مجرور محلاً فاعل عَمْرًا مفعول بہ ضَرْبُ مصدر اپنے مضاف الیہ اور فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿نہم اسمِ مضاف﴾

تعریف اسمِ مضاف : اسمِ مضاف اس اسم کو کہتے ہیں جو کسی دوسرے کلمہ کی طرف مضاف ہو۔

اسمِ مضاف کا عمل : اس کا عمل یہ ہے کہ یہ اپنے مدخول جس کو مضاف الیہ کہتے ہیں اس کو جر دیتا ہے جیسے جَائَنِیْ غُلَامُ زَیْدٍ (میرے پاس زید کا غلام آیا)

ترکیب :جَائَنِیْ غُلَامُ زَیْدٍ جَاءَ فعل ن وقایہ ی مفعول بہ غلام مضاف زَیْدٍ مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ فاعل فاعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (یہاں زَیْدٍ کو جر غُلَامُ نے دیا ہے اور زَیْدٍ مضاف الیہ ہے۔

﴿دہم اسمِ تام﴾

تعریف اسمِ تام : اسمِ تام نحویوں کی اصطلاح میں وہ اسم ہے جس کے آخر میں تنوین لفظی یا تقدیری ہو یا نونِ تثنیہ یا نونِ جمع حقیقی یا مشابہ بنونِ جمع ہو یا وہ کسی کی طرف مضاف ہو۔

اسمِ تام کا عمل :اس کا عمل یہ ہے کہ یہ تمیز کو نصب دیتا ہے۔

تنبیہ :مندرجہ بالا صورتوں میں اسم کے تام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان حالات

میں کسی اور اسم کی طرف مضاف نہیں ہو سکتا۔

امثلہ :(۱) تنوینِ لفظی سے تام ہونے کی مثال، مَا فِیْ السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا (نہیں ہے آسمان میں ہتھیلی کے برابر بھی بادل)

ترکیب : مَا فِیْ السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا ،مَا نافیه مشبه بلیس فِیْ السَّمَاءِ جار مجرور ظرفِ مستقر متعلق ہوا ثَابِتًا مقدر کے ساتھ ثَابِتًا اپنے متعلق سے مل کر خبرِ مقدم قَدْرُ مضاف رَاحَةٍ اسمِ تام بتنوینِ لفظی ممیز سَحَابًا تمیز ممیز با تمیز مضاف الیہ مضاف با مضاف الیہ مَا کا اسمِ مؤخر مَا اپنے اسمِ مؤخر اور خبرِ مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) تنوینِ تقدیری سے تام ہونے کی مثال، عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً (میرے پاس گیارہ آدمی ہیں) اس میں اَحَدَ عَشَرَ پر تنوینِ مقدر ہے مبنی ہونے کی وجہ سے اس پر لفظاً تنوین نہیں آسکتی یہ اپنی تمیز رَجُلاً کو نصب دیتا ہے۔

ترکیب : عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً، عِنْدَ مضاف ی مضاف الیہ مضاف با مضاف الیہ ظرفِ مکان مفعول فیہ ہوا ثَابِتٌ مقدر کے لئے ثَابِتٌ مقدر اسمِ فاعل اپنے مفعول فیہ سے مل کر خبرِ مقدم اَحَدَ عَشَرَ مرکبِ بنائی اسمِ تام ممیز رَجُلاً تمیز ممیز با تمیز مبتداء مؤخر، مبتدا مؤخر با خبرِ مقدر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا زَیْدٌ اَکْثَرُ مِنْکَ مَالاً میں بھی اکثر اسم تام ہے تنوینِ تقدیری کے ساتھ۔

(۳) نونِ تثنیہ سے تام ہونے کی مثال، عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا قفیزان کی تمامیت نونِ تثنیہ سے ہے اور بُرًّا کو اس نے نصب دیا ہے۔

ترکیب : عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا عِنْدِیْ خبرِ مقدم قَفِیْزَانِ بُرًّا ممیز با تمیز مبتداء مؤخر، خبرِ مقدم با مبتداء مؤخر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۴) نونِ جمع سے تام ہونے کی مثال، هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالاً (کیا ہم ان لوگوں کی خبریں جو گھاٹا پانے والے ہیں)

ترکیب : هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا، هَلْ استفہامیہ لا محل لها مِنَ الاعراب نُنَبِّئُ فعل بافاعل كُمْ ضمیر منصوب متصل مفعول بہ با حروفِ جر اَلْاَخْسَرِيْنَ جمع مذکر سالم اسمِ تام ممیّز اَعْمَالًا تمیز، ممیّز با تمیز مجرور جار با مجرور ظرفِ لغو متعلق ہوا نُنَبِّئُ فعل کے ساتھ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ استفہامیہ ہوا۔

(۵) مشابہ نونِ جمع سے تام ہونے کی مثال، عِنْدِيْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا، عشرون کے آخر میں نونِ جمع نہیں اس لئے کہ یہ جمع کا صیغہ نہیں البتہ یہ نون جمع کی نون سے ملتا جلتا ہے یعنی اسکے مشابہ ہے۔

ترکیب : عِنْدِيْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا، عِنْدِيْ خبرِ مقدم عِشْرُوْنَ ممیز درهَمًا تمیز، ممیّز با تمیز مبتداء مؤخر، مبتدا مؤخر با خبرِ مقدم جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۶) اضافت سے تام ہونے کی مثال عِنْدِيْ مِلْؤُهٗ عَسَلاً (میرے پاس اس برتن کی پری ہے از روئے شہد کے) اس میں مِلْؤُهٗ کی تمامیت اضافت کی وجہ سے ہے اور هٗ ضمیر کی طرف مضاف ہے۔

ترکیب : عِنْدِيْ مِلْؤُهٗ عَسَلاً، عِنْدِيْ خبرِ مقدم مِلْؤُهٗ مضاف با مضاف الیہ اسمِ تام ممیّز عَسَلاً تمیز ممیّز با تمیز مبتداء مؤخر، مبتداء مؤخر با خبر مقدم جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿یازدہم اسماءِ کنایات﴾

كَمْ اور كَذَا جو عدد سے کنایہ ہوتے ہیں یہ بھی اسماءِ عاملہ میں سے ہیں، کَم کی دو

قسمیں ہیں۔ (۱) خبریہ (۲) استفہامیہ

کَمْ استفہامیہ اور کَذَا اپنے تمیز کو نصب دیتے ہیں جیسے کَمْ رَجُلًا عِنْدَکَ (کتنے آدمی تیرے پاس ہیں) یہاں رَجُلًا کو کَمْ نے نصب دیا ہے اور جیسے عِنْدِیْ کَذَا دِرْهَمًا (میرے پاس اتنے درہم ہیں) یہاں کَذَا نے دِرْهَمًا کو نصب دیا ہے، کَمْ خبریہ اپنی تمیز کو جر دیتا ہے جیسے کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُهٗ (بہت سامان میں نے خرچ کر دیا) یہاں مَالٍ کو کَمْ نے جر دیا ہے۔

ترکیب : کَمْ رَجُلًا عِنْدَکَ ، کَمْ استفہامیہ ممیّز رَجُلًا تمیز ممیّز با تمیز مبتداء عِنْدَکَ مضاف مضاف الیہ ظرفِ مکان مفعول فیہ ہوا ثَابِتٌ مقدر کے لئے، ثَابِتٌ اپنے مفعول فیہ سے مل کر خبر، مبتداء با خبر جملہ اسمیہ انشائیہ استفہامیہ ہوا۔

ترکیب : عِنْدِیْ کَذَا دِرْهَمًا، عِنْدِیْ خبرِ مقدم کَذَا خبریہ ممیّز دِرْهَمًا تمیز، ممیّز با تمیز مبتداء مؤخر۔ مبتداء مؤخر با خبرِ مقدم جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ترکیب : کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُهٗ ، کَمْ خبریہ ممیّز مَالٍ مجرور تمیز ممیّز با تمیز مبتداء اَنْفَقْتُهٗ فعل اپنے فاعل مفعول بہ سے مل کر خبر، مبتداء با خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تنبیہ : کبھی کَمْ خبریہ کی تمیز پر مِنْ جارہ داخل ہوتا ہے جیسے کَمْ مِنْ مَّلَکٍ فِی السَّمٰوٰتِ.

﴿قسم دوم در عوامل معنوی﴾

عاملِ معنوی کی تفصیل : عاملِ معنوی صرف دو ہیں۔

(۱) ابتداء یعنی اس کا ہر قسم کے لفظی عاملوں سے خالی ہونا، یہ عامل اسم کو رفع دیتا ہے اسکا عمل مبتداء اور خبر دونوں میں ہوتا ہے دونوں ابتداء کی وجہ سے مرفوع ہوتے ہیں۔

(۲) مضارع کا ناصب جازم سے خالی ہونا، یہ مضارع کو رفع دیتا ہے جیسے یَـضْـرِبُ اس عامل کی وجہ سے مرفوع ہے یعنی ناصب جازم سے خالی ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

تنبیہ : جملہ اسمیہ میں جب تک ابتداء میں سے کوئی لفظی عامل نہ آئے مبتداء اور خبر دونوں مرفوع رہتے ہیں ان کو رفع دینے والا عامل کیا ہے، اس میں کل چار مذاہب ہیں۔

(۱) دونوں کو رفع معنوی عامل یعنی ابتداء دیتا ہے (یہی مختار مذہب ہے)۔

(۲) مبتداء کو رفع ابتداء دیتا ہے اور خبر کو مبتداء (اس مذہب پر خبر کا عامل لفظی ہوگا)۔

(۳) مبتداء خبر کو رفع دیتا ہے اور خبر مبتداء کو (اس مذہب پر دونوں عامل لفظی ہیں)۔

(۴) مبتداء کو رفع ابتداء نے دیا اور خبر کو مبتداء اور ابتداء دونوں نے مل کر رفع دیا۔

قاعدہ نمبر ۱ : ایک مبتداء کی کئی خبریں ہوسکتی ہیں جیسے اَللّٰہُ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ حَلِیْمٌ

ترکیب : اَللّٰہُ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ حَلِیْمٌ، اسمِ جلالہ اَللّٰہ مبتداء عَلِیْمٌ خبرِ اول قَدِیْرٌ خبرِ ثانی حَلِیْمٌ خبرِ ثالث، مبتداء اپنے تینوں خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

قاعدہ نمبر ۲ : کبھی جملہ مفرد کی تاویل میں ہو کر مبتداء بن جاتا ہے جیسے اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ

ترکیب : اَنْ تَـصُـوْمُـوْا خَیْرٌ لَّکُمْ، اَنْ مصدریہ تَـصُوْمُوا فعل بافاعل جملہ فعلیہ بن کر بتاویلِ مصدر صِیَـامُـکُمْ مبتداء خَیْرٌ اسمِ تفضیل شبہ فعل لَـکُمْ جار با مجرور متعلق ہوا خَیْرٌ کے ساتھ خَیْرٌ شبہ فعل با متعلق خبر، مبتداء با خبر جملہ اسمیہ خبریہ۔

قاعدہ نمبر ۳ : کبھی جار مجرور یا ظرف اپنے متعلق سے مل کر خبر بنتے ہیں جیسے زَیْدٌ فِیْ الدَّارِ

ترکیب : زَیْدٌ فِیْ الدَّارِ ،زَیْدٌ مبتداء فِیْ الدَّارِ جار مجرور متعلق ثَابِتٌ سے مل کر خبر،مبتداء با خبر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

قاعدہ نمبر۴ : جار مجرور خبر بن سکتے ہیں مبتداء نہیں بن سکتے ،اور خبر کبھی مبتداء سے مقدم آتی ہے (وجوباًیا جوازاً) جیسے فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ

ترکیب : فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ ، فِیْ قُلُوْبِهِمْ خبرِ مقدم مَرَضٌ مبتداء موٴخر،مبتداء موٴخر اپنے خبرِ مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

قاعدہ نمبر۵ : مبتداء کی خبر جملہ اسمیہ یا فعلیہ بھی آتا ہے جیسے زَیْدٌ اَبُوْهُ قَائِمٌ

ترکیب :زَیْدٌ اَبُوْهُ قَائِمٌ ،زَیْدٌ مبتداء ہے اور اَبُوْهُ قَائِمٌ جملہ اسمیہ خبر یہ بن کر خبر ہے اور زَیْدٌ مبتداء اپنے خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

اور زَیْدٌ ضَرَبَ عَمْرًوا،زَیْد مبتداء اور ضَرَبَ عَمْرًوا جملہ فعلیہ خبر یہ ہو کر خبر ہوا،مبتداء اپنے خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

قاعدہ نمبر٦ : خبر کا مبتداء کے ساتھ افراد ،تثنیہ،جمع اور تذکیر و تانیث میں مطابقت ضروری خواہ مطابقت لفظاً ہو یا تاویلاً۔

خاتمہ

﴿در فوائدِ متفرقہ ودر آن سہ فصل است﴾

﴿فصلِ اوّل توابع﴾

تابع کی تعریف: نحویوں کی اصطلاح میں تابع وہ لفظ ہے جو اپنے پہلے لفظ کے اعتبار سے دوسرے نمبر پر سمجھا جائے اور پہلے لفظ پر جو اعراب جس سبب سے ہو وہی اعراب اسی سبب سے اس پر ہو پہلے لفظ کو متبوع اور دوسرے کو تابع کہتے ہیں جیسے جَائَنِیْ رَجُلٌ کَرِیْمٌ میں رَجُلٌ متبوع ہے اور کَرِیْمٌ تابع ہے، رَجُلٌ پر فاعل ہونے کی وجہ سے رفع ہے اس کی پیروی میں کَرِیْمٌ پر اس وجہ سے رفع ہے۔

اقسامِ تابع: تابع کی اقسام پانچ ہیں۔

(۱) صفت (۲) تاکید (۳) بدل

(۴) عطف بحرف (۵) عطف بیان

(۱) صفت کی تعریف: اَلنَّعْتُ تَابِعٌ یَدُلُّ عَلٰی مَعْنًی فِیْ مَتْبُوْعِهٖ اَوْ فِیْ مُتَعَلِّقِ مَتْبُوْعِهٖ، (صفت وہ تابع ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو اس کے متبوع یا متبوع کے کسی متعلق میں پایا جاتا ہو، اگر ایسے معنی پر دلالت کرے جو متبوع میں ہے تو اسکو صفت بحالِ متعلقہ کہتے ہیں۔

پہلی کی مثال: جیسے جَائَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ میں عَالِمٌ رَجُلٌ کی صفت بحالِہ ہے۔

دوسری کی مثال: جیسے جَائَنِیْ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُهٗ (آیا میرے پاس ایسا مرد جس کا غلام حسن والا ہے) یہاں حَسَنٌ رَجُلٌ کی صفت بحالِ متعلقہ ہے اس لئے کہ

یہ رَجُلٌ کے متعلق ہے جو غلام ہے کہ اندر پائے جانے والے معنی پر دلالت کرتا ہے۔

ترکیب : جَائَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ، جَاءَ فعل ن وقایہ ی ضمیر مفعول بہ رَجُلٌ موصوف عَالِمٌ صفت موصوف باصفت فاعل، جَاءَ اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترکیب : جَاءَنِیْ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُهٗ ،جَاءَ فعل ن وقایہ ی ضمیر مفعول بہ رَجُلٌ موصوف حَسَنٌ صفتِ مشبہ شبہ فعل غُلَامَ مضاف ہٗ ضمیر مضاف الیہ مضاف بامضاف الیہ فاعل حَسَنٌ شبہ فعل بافاعل شبہ جملہ صفت موصوف باصفت فاعل، جَاءَ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

صفتِ بحالہ کا حکم : اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا اپنے متبوع کے ساتھ دس چیزوں میں مطابقت ہونا ضروری ہے۔

(۱) افراد (۲) تثنیہ (۳) جمع (۴) تعریف
(۵) تنکیر (۶) تذکیر (۷) تانیث (۸) رفع
(۹) نصب (۱۰) جر

ان دس چیزوں میں مطابقت کی صورت یہ ہوگی کہ بیک وقت چار چیزوں میں موصوف، صفت کی حالت یکساں ہو افراد، تثنیہ، جمع میں سے ایک ہو تعریف و تنکیر میں سے ایک ہو تذکیر و تانیث میں سے ایک ہو رفع، نصب، جر میں سے ایک ہو جیسے امثلہ مذکورہ میں سے واضح ہے۔ مثلاً رَجُلٌ عَالِمٌ میں دونوں مفرد ہیں مذکر ہیں نکرہ ہیں اور مرفوع ہیں۔

صفت بحالِ متعلقہ کا حکم : اس کا حکم یہ ہے کہ اسکا اپنے موصوف کے ساتھ صرف پانچ چیزوں میں مطابقت ضروری ہے۔

(۱) رفع (۲) نصب (۳) جر (۴) تعریف

(۵) تنکیر

اور بیک وقت دو چیزوں میں رفع، نصب، جر میں سے ایک اور تعریف و تنکیر میں سے ایک ہو۔

تنبیہ : تذکیر و تانیث اس قسم کی صفت کے فاعل کو دیکھ کر حسبِ حال اختیار کی جائے گی جیسے جَائَنِیْ رَجُلٌ عَالِمَةٌ اُمُّهٗ میں عَالِمَة" صفت مؤنث اُمُّهٗ کی تانیث کی وجہ سے لائی گئی ہے۔

ترکیب : جَائَنِیْ رَجُلٌ عَالِمَةٌ اُخْتُهٗ (آیا میرے پاس ایسا آدمی جس کی بہن عالمہ ہے)

جَاءَ فعل ن وقایہ ی ضمیر مفعول بہ رَجُلٌ موصوف عَالِمَةٌ صیغہ واحدہ مؤنثہ اسمِ فاعل اُخت مضاف ۂ ضمیر مضاف الیہ مضاف با مضاف الیہ فاعل عَالِمَةٌ اسمِ فاعل با فاعل شبہ جملہ صفت، موصوف با صفت فاعل جَاءَ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿تمرین﴾

(۱) جَائَنِیْ رَجُلَانِ عَالِمٌ اَبُوْهُمَا.

(۲) جَائَنِیْ رِجَالٌ عَالِمَةٌ اُمُّهُمْ.

(۳) جَائَتْنِیْ اِمْرَأَةٌ عَالِمٌ زَوْجُهَا.

(۴) ضَرَبَتْ نِسْوَةٌ حَسَنٌ اَخُوْهَا.

تنبیہ : جب موصوف نکرہ ہوتا ہے تو اس کی صفت جملہ خبریہ بھی ہو سکتی ہے معرفہ

کی صورت میں نہیں ہوسکتی کیونکہ جملہ نہ معرفہ ہے نہ نکرہ اس لئے کہ معرفہ نکرہ ہونا اسم کی قسمیں وصفتیں ہیں البتہ حکماً نکرہ ہیں اس پر نکرات والے احکام جاری ہوتے ہیں اس وجہ سے نکرہ کی صفت بن سکتی ہے معرفہ کی نہیں، البتہ اس صورت میں اس جملہ میں ایسی ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو موصوف کی طرف لوٹے جیسے جَائَنِیْ رَجُلٌ اَبُوْهُ عَالِمٌ میں اَبُوْهُ عَالِمٌ جملہ اسمیہ رَجُلٌ کی صفت ہے اور اس میں ہٗ ضمیر رَجُلٌ موصوف کی طرف راجع ہے۔

ترکیب : جَائَنِیْ رَجُلٌ اَبُوْهُ عَالِمٌ، جَاءَ فعل ن وقایہ ی ضمیر مفعول بہ رَجُلٌ موصوف اَبُوْ مضاف ہٗ ضمیر مضاف الیہ مضاف بامضاف الیہ مبتداء عَالِمٌ خبر مبتداء باخبر جملہ اسمی خبریہ صفت موصوف باصفت فاعل فعل بافاعل مفعول بہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿فوائد النعت والصفت﴾

صفت کئی فوائد کے لئے آتی ہے۔

(۱) تخصیص کے لئے (تخصیص کا معنی ہے، تَقْلِیْلُ الْاِشْتِرَاکِ فِی النَّکِرَاتِ یعنی موصوف نکرہ کے شرکاء میں کمی آنا) اسکو صفتِ مخصصہ کہتے ہیں جیسے جَائَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ، عَالِمٌ صفت سے پہلے رَجُلٌ موصوف عالم غیر عالم تمام میں شریک تھا اب عالم کہہ کر شرکاء میں کمی آئی صرف علماء میں شریک رہا۔

(۲) توضیح کے لئے (توضیح کا معنی ہے رَفْعُ الْاِحْتِمَالِ عَنِ الْمَعَارِفِ یعنی موصوفہ معرفہ سے دوسرے معارف کے احتمال کو رفع اور ختم کرنا) جیسے جَائَنِیْ زَیْدُا نِ لْفَاضِلُ میں موصوف زید میں دوسرے مسمّٰی زید کا احتمال تھا اَلْفَاضِلُ کہہ کر اس احتمال کو رفع کیا گیا اس کو صفتِ مُوْضِحَہ کہتے ہیں۔

(۳) مجرد ثناء و مدح کے لئے (اس کا مطلب یہ ہے کہ موصوف پہلے سے معلوم و

متعین ہو، صفت سے ثناء و مدح کے اور کوئی مقصد نہیں ہو) جیسے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم میں رَحْمٰن، رَحِیْم اللہ تعالیٰ کے لئے صفات مادحہ ہیں اور اس کو صفتِ مادحہ کہتے ہیں۔

(۴) مجرد ذم کے لئے جیسے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم ذم کے لئے ہے اور اسکو صفت ذامہ کہتے ہیں۔

(۵) تاکید کے لئے یعنی صفت سے موصوف کی تاکید مقصود ہوتی ہے جیسے نَفْخَۃٌ وَّاحِدَۃٌ میں وحدت کا معنیٰ نَفْخَۃٌ کی تاء سے سمجھ میں آتا ہے البتہ واحدۃ صفت سے اس کی مزید تاکید کردی اور اس کو صفتِ مؤکدہ کہتے ہیں۔

(۶) صرف تعمیم کے لئے جیسے یَوْمٌ مِنَ الْاَیَّامِ وَوَقْتٌ مِنَ الْاَوْقَاتِ میں مِنَ الْاَیَام، یَوْم کی اور مِنَ الْاَوْقَات وَقت کی صفت مُعَمِّمَہ ہے اس نے یَوْم اور وقت میں عموم پیدا کرتا ہے۔

(۷) تَرَحُّم کے لئے یعنی اس بات کے اظہار کے لئے کہ موصوف قابلِ رحم ہے جیسے اَنَا زَیْدُنِ الْفَقِیْر میں فقیر صفتِ مُتَرَحِّمَہ ہے۔

(۸) کشف ماہیت کے لئے یعنی موصوف کی حقیقت و ماہیت ظاہر کرنے کے لئے آتی ہے جیسے اَلْجِسْمُ الطَّوِیْلُ الْعَرِیْضُ الْعَمِیْقُ، میں جسم کی حقیقت ماہیت ظاہر کرنے کے لئے صفات ثالثہ کا ذکر ہوا ہے اس لئے کہ ہر جسم کی ماھیت یہی ہے۔

﴿تاکید﴾

تعریفِ تاکید : تاکید وہ تابع ہے جو نسبت یا شمول جمیع افراد میں متبوع کی حالت کو پکا کردے نسبت میں حالتِ متبوع کو پکا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تاکید لانے

سے یہ پتہ چل جائے کہ منسوب یا منسوب الیہ اسکا متبوع ہی ہے اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے جیسے زَیْدٌ زَیْدٌ عَالِمٌ اس مثال میں دوسرا زید پہلے کی تاکید ہے اس کا مقصود پہلے زید کے منسوب الیہ اور مسند الیہ ہونے کے تقرر اور پختگی ہے کہ قائم ہونے کی نسبت زید کی طرف یہی ہے اس میں شبہ نہ کیا جائے۔

ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ میں دوسرا ضَرَبَ پہلے کی تاکید ہے اس کے لانے سے غرض ضَرَبَ کے زید کی طرف مسند اور منسوب ہونے کی پختگی ہے کہ جس چیز کی زید کی طرف نسبت ہے وہ ضَــرَبَ ہی ہے، شمول میں متبوع کی حالت کی تقریر کا مطلب یہ ہے کہ سامع کو یقین کرایا جائے کہ متبوع اپنے تمام افراد کو شامل ہے جیسے جَاءَ الْقَوْمُ کُلُّهُمْ میں کُلُّهُمْ، اَلْقَوْم کی تاکید ہے اس سے مقصد یہ ہے کہ آنے کا حکم قوم کے تمام افراد کو شامل ہے قوم کے اکثر افراد پر نہ سمجھنا چاہیے۔

تاکید کی قسمیں : تاکید کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) لفظی (۲) معنوی

تعریفِ تاکیدِ لفظی : تاکیدِ لفظی وہ تاکید ہے جو اسم یا فعل یا حرف کو دوبارہ لانے سے حاصل ہوتی ہے جیسے زَیْدٌ زَیْدٌ قَائِمٌ، ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ، اِنَّ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ.

تعریفِ تاکیدِ معنوی : تاکیدِ معنوی وہ تاکید ہے جو معنیٰ متبوع کو پختہ کرنے کے لئے کسی اور لفظ سے کی جائے، تاکیدِ معنوی کے لئے درج ذیل الفاظ استعمال کیئے جاتے ہیں۔

نَفْسٌ، عَیْنٌ، کِلَا و کِلْتَا، کُلٌّ، اَجْمَعُ، اَکْتَعُ، اَبْتَعُ، اَبْصَعُ

نَفْسٌ، عَیْنٌ کا استعمال : یہ دونوں مفرد، تثنیہ، جمع سب کی تاکید کے لئے استعمال ہوتے ہیں جب اس کا متبوع مفرد ہوگا تو یہ خود بھی مفرد ہونگے اور ضمیر مفرد کی طرف

مضاف ہونگے جس کا مرجع متبوع ہوگا جیسے جَائَنِیْ زَیْدٌ نَفْسُهٗ عَیْنُهٗ (میرے پاس زید خود آیا) اور جب ان کا متبوع مثنّٰی ہو تو خود لفظ نَفْسٌ عَیْنٌ کو بصیغہ جمع لایا جائے گا اور ان کی ضمیر مضاف الیہ کو تثنیہ جیسے جَائَنِیْ الرَّجُلَانِ اَنْفُسُهُمَا، اَعْیُنُهُمَا (میرے پاس دو مرد آئے یعنی خود ان کی ذاتیں) اور جب ان کا متبوع جمع ہو تو یہ خود بھی جمع ہونگے اور ان کی ضمیریں جو متبوع کی طرف لوٹتی ہیں وہ بھی جمع ہونگی جیسے جَاءَ الرِّجَالُ اَنْفُسُهُمْ، اَعْیُنُهُمْ، جَائَتِ النِّسَاءُ اَنْفُسُهُنَّ، اَعْیُنُهُنَّ.

کِلَا و کِلْتَا کا استعمال : یہ دونوں دائما تثنیہ کی تاکید کے لئے آتے ہیں اور تثنیہ کی ضمیر کی طرف مضاف ہوتے ہیں جیسے جَاءَ زَیْدَانِ کِلَاهُمَا، جَائَتِ الْهِنْدَانِ کِلْتَاهُمَا.

کُلٌّ کا استعمال : یہ جمع مفرد کی تاکید کے لئے آتا ہے، تثنیہ کی تاکید کے لئے نہیں آتا اور جس ضمیر کی طرف مضاف ہوتا ہے وہ ضمیر متبوع کے مطابق ہوتی ہے جیسے قَرَئْتُ الْقُرْاٰنَ کُلَّهٗ، اِشْتَرَیْتُ الْاَمَةَ کُلَّهَا، سَجَدَ الْمَلٰئِکَةُ کُلُّهُمْ

اَجْمَعُ، اَکْتَعُ، اَبْتَعُ، اَبْصَعُ کے استعمال : یہ الفاظ واحد اور جمع دونوں کی تاکید کے لئے استعمال ہوتے ہیں واحد مذکر کی تاکید کے لئے یہی صیغے ہیں (بروزنِ اَفْعَلُ) جیسے قَرَئْتُ الْقُرْاٰنَ کُلَّهٗ، اَجْمَعُ، اَکْتَعُ، اَبْتَعُ، اَبْصَعُ.

واحد مؤنثہ کے لئے فَعْلَاء کے وزن پر استعمال ہوتے ہیں جیسے اِشْتَرَیْتُ الْاَمَةَ کُلَّهَا جَمْعَاءَ، کَتْعَاءَ بَتْعَاءَ، بَصْعَاءَ، جمع مذکر عاقل کی تاکید کے لئے اَجْمَعُوْنَ، اَکْتَعُوْنَ، اَبْتَعُوْنَ، اَبْصَعُوْنَ آتا ہے، جیسے سَجَدَ الْمَلٰئِکَةُ کُلُّهُمْ، اَجْمَعُوْنَ، اَکْتَعُوْنَ، اَبْتَعُوْنَ، اَبْصَعُوْنَ.

جمع مؤنث عاقل و غیر عاقل کی تاکید کے لئے جُمَعُ، کُتَعُ، بُتَعُ، بُصَعُ آتا

ہے، جیسے جَآئَتِ النِّسَآءُ کُلُّھُنَّ جُمَعُ، کُتَعُ، بُتَعُ، بُصَعُ .

تنبیہ : اَکْتَعُ، اَبْتَعُ، اَبْصَعُ تینوں اَجْمَعُ کے ساتھ ہی استعمال ہوتے ہیں اور اسکے بعد بھی ذکر کیئے جاتے ہیں، اَجْمَعُ کے بغیر اور اس سے پہلے ان کا لانا جائز نہیں۔

﴿تراکیب﴾

ترکیب : جَاءَ زَیْدٌ نَفْسُهٗ، جَاءَ فعل زَیْدٌ مؤکد نَفْسُ مضاف ہٗ ضمیر راجع بسوئے زَیْدٌ مضاف الیہ، مضاف با مضاف الیہ مؤکد فاعل فعل با فاعل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترکیب : جَاءَ رَجُلَانِ کِلَاھُمَا، جَاءَ فعل اَلرَّجُلَانِ مؤکد کِلَاھُمَا مضاف با مضاف الیہ مؤکد، مؤکد با مؤکد فاعل، فعل با فاعل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ترکیب : جَائَتِ النِّسَآءُ کُلُّھُنَّ، جَائَتْ فعل نِسَآءُ مؤکد کُلُّھُن مضاف با مضاف الیہ مؤکد، مؤکد با تاکید فاعل فعل با فاعل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

مسئلہ نمبر۱ : ضمیر مرفوع متصل کی تاکید جب نَفْسٌ یا عَیْنٌ سے کی جائے تو واجب ہے کہ اوّلاً اس ضمیر کی تاکید ضمیر منفصل سے کی جائے جیسے ضَرَبْتَ اَنْتَ نَفْسَکَ.

مسئلہ نمبر۲ : کُلٌّ اور اَجْمَعُ سے اس شے کی تاکید درست ہے جس کے ایسے اجزاء اور ابعاض ہوں جو حساً یا حکماً جدا ہو سکتے ہوں جیسے قَوْم اور عَبْد کو قوم کے اجزاء حسی کے طور پر جدا ہو سکتے ہیں اور عَبْد کے حکمی طور پر، لہٰذا اِشْتَرَیْتُ الْعَبْدَ کہنا درست ہے اور اَکْرَمْتُ الْعَبْدَ کُلَّهٗ کہنا درست نہیں اس لئے کہ شراء کا تعلق اجزاء کے ساتھ صحیح ہے اور اِکْرَام کا تعلق اجزاء کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔

﴿بدل﴾

تعریف البدل : بدل وہ تابع ہے جس کا متبوع بطورِ تمہید ذکر کیا جائے، کلام میں اصل مقصود نسبت سے یہی تابع ہو، اور جس کی نسبت متبوع کی طرف ہو اس کی نسبت تابع کی طرف بھی ہو، متبوع کو مبدل منہ اور تابع کو بدل کہتے ہیں۔

اقسامِ بدل : بدل کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) بدل الکل (۲) بدل البعض

(۳) بدل الاشتمال (۴) بدل الغلط

(۱) **تعریف بدل الکل** : یہ وہ بدل ہے جس کا مدلول اور مصداق وہی ہو جو اس کے متبوع و مبدل منہ کا ہے جیسے جَاءَ زَیْدٌ اَخُوْکَ، زَیْدٌ مبدل منہ ہے اور اَخُوْکَ بدل ہے اور دونوں کا مدلول و مصداق ایک ہے۔

(۲) **تعریف بدل البعض** : یہ وہ بدل ہے جس کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا جزء ہو جیسے ضَرَبْتُ زَیْداً رَأسَهٗ، اس میں رَأسَهٗ زید سے بدل ہے اور اسکا ایک جزء ہے ضَرَبَ کی نسبت دراصل اسی بدل یعنی رَأسَ کی طرف کرنا مطلوب ہے۔

(۳) **تعریف بدل اشتمال** : یہ وہ بدل ہے، جس کا مدلول نہ مبدل منہ کے مدلول کا عین ہو نہ جزء، اس سے کسی قسم کا تعلق رکھنے والا ہو جیسے سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُهٗ (چھینا گیا زید یعنی اسکا کپڑا) اس میں ثَوْب زید سے بدل ہے اس کا زید سے نہ عینیت کا تعلق ہے اور نہ ہی جزئیت کا، بلکہ اس کا زید سے اور قسم کا تعلق ہے۔

(۴) **تعریف بدل الغلط** : یہ وہ بدل ہے کہ غلط لفظ نکل جانے کے بعد اس کو ذکر کیا گیا ہو جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ (گزرا میں ایک مرد کے پاس، نہیں نہیں

ایک گدھے کے پاس سے) یہاں پہلے سبقتِ لسانی سے رَجُل زبان سے نکل گیا اصلاح اور تدارک کے لئے بعد میں صحیح اور مقصود لفظ حِمَارٍ ذکر کیا گیا۔

ترکیب : جَاءَ زَیْدٌ اَخُوْکَ ،جَاءَ فعل زَیْدٌ مبدل منہ اَخُوْکَ مضاف با مضاف الیہ بدل، مبدل منہ با بدل فاعل، فعل با فاعل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قاعدہ نمبر ۱ : اگر مبدل منہ معرفہ ہو اور بدل نکرہ تو بدل کی صفت لانا واجب ہے جیسے بِالنَّاصِیَةِ نَا صِیَةٍ کَاذِبَةٍ میں مبدل منہ اَلنَّاصِیَہ معرفہ ہے اور بدل نَاصِیَةٍ نکرہ ہے اس وجہ سے اس کی صفت کَاذِبَةٍ لائی گئی۔

قاعدہ نمبر ۲ : اگر مبدل منہ نکرہ ہو اور بدل معرفہ ہو جیسے جَاءَ نِیْ اَخٌ لَّکَ زَیْدٌ یا دونوں معرفے اور نکرے ہوں تو صفت لانا واجب نہیں ہے۔

﴿عطف بالحرف کا بیان﴾

تعریف العطف بالحرف : یہ وہ تابع ہے جو کسی حرفِ عطف کے بعد ذکر کیا جائے اور اپنے متبوع کے ساتھ یہ بھی کلام میں نسبت سے مقصود ہو جیسے جَاءَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو اس میں زید متبوع ہے واو حرفِ عطف عَمْرٌو اس کا تابع ہے آنے کی نسبت زید کی طرح عمرو کی طرف بھی کرنا مقصود ہے متبوع کو معطوف علیہ اور تابع کو معطوف یا عطف بالحرف کہتے ہیں (حروفِ عاطفہ کا بیان عنقریب آئے گا)

ترکیب : جَاءَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو، جَاءَ فعل زَیْدٌ معطوف علیہ واو حرفِ عطف عَمْرٌو معطوف، معطوف با معطوف علیہ فاعل فعل با فاعل جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

قاعدہ نمبر ۱ : جب معطوف علیہ ضمیر مرفوع متصل ہو اور معطوف علیہ و معطوف میں کوئی فاصل بھی نہ ہو تو ضمیر منفصل کے ساتھ اس کی تاکید کرنا واجب ہے جیسے

ضَرَبْتُ اَنَا وَ زَیْدٌ ،فاصل کی مثال جیسے ضَرَبْتُ الْیَوْمَ وَزَیْدٌ یہاں اَلْیَوْم فاصل بنا لہٰذا تاکید بالمنفصل ضروری نہ رہی۔

قاعدہ نمبر۲ : جب معطوف علیہ ضمیر مجرور ہو تو معطوف میں حرفِ جر کا اعادہ کرنا واجب ہے جیسے مَرَرْتُ بِکَ وَبِزَیْدٍ میں بَا کا اعادہ کیا گیا۔

﴿عطف بیان﴾

تعریف عطفِ بیان : یہ وہ تابع ہے جو صفت کی طرح ذات متبوع کے کسی معنیٰ کو بیان نہ کرے البتہ اپنے متبوع کے مصداق کو واضح اور روشن کر دے جیسے اَقْسَمَ بِاللّٰہِ اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ (قسم کھائی اللہ تعالیٰ کی ابو حفص نے جو عمر ہے) اَبُوْحَفْص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے جس کے غیر مشہور ہونے کی وجہ سے محض اَبُوْحَفْص کہنے سے اس کا مصداق واضح نہیں ہوتا اس لئے عمر جو اس سے زیادہ مشہور ہے کو لا کر اس کے مصداق کو واضح کر لیا، کبھی کنیت علم سے زیادہ مشہور ہوتی ہے تو اس صورت میں کنیت کو عطفِ بیان بنایا جاتا ہے جیسے جَاءَ زَیْدٌ اَبُوْ عَمْرٍو جبکہ اَبُوْ عَمْرٍو زید سے زیادہ مشہور ہے۔

اَقْسَمَ بِاللّٰہِ اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرَ کا واقعہ : یہ ایک اعرابی کے قول کا ایک مصرع ہے اس نے آپ کے پاس شکایت کی میرا سفر دور ہے اور اونٹنی دبلی اور زخم خردہ ہے اور پاؤں میں سوراخ ہے لہٰذا آپ مجھے ایک اونٹنی عنایت فرما دیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تو جھوٹا ہے اور دینے سے انکار کر دیا، وہ اعرابی واپس جا کر اپنی اونٹنی کے پیچھے پتھریلی زمین میں جاتا ہوا یہ شعر پڑھ رہا تھا

اَقْسَمَ بِاللّٰہِ اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ　　　مَا مَسَّھَا مِنْ نَّقْبٍ وَّلَا دَبَرٍ

اِغْفِرْلَہٗ اللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ فَجَرَ

ترجمہ : (ابوحفص عمر نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ اس کو نہ پاؤں کے سوراخ نے چھوا ہے نہ پیٹ کے زخم نے اے اللہ تعالیٰ اگر انہوں نے جھوٹی قسم کھائی ہے تو، تو ان کو بخش دے)

اتفاق سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا کلام سن لیا اور فرمایا اَللّٰھُمَّ صَدِّقْ صَدِّقْ یا اللہ تعالیٰ تو اس اعرابی کو سچا کر دے۔

ترکیب : جَاءَ زَیْدٌ اَبُوْ عَمْرٍو ، جَاءَ فعل زَیْدٌ مبین اَبُوْ عَمْرٍو مضاف با مضاف الیہ عطفِ بیان، مبین با عطفِ بیان فاعل فعل با فاعل جملہ فعلیہ خبر یہ ہوا۔

فصلِ دوم در بیان منصرف و غیر منصرف

منصرف اور غیر منصرف کی تعریفیں پہلے گزر چکی ہیں، حاصل یہ کہ اسم کی دو قسمیں ہیں، متمکن و غیر متمکن، اسمِ غیر متمکن مبنی ہے اس پر اعراب جاری نہیں ہوتا اور اسمِ متمکن معرب ہے اس پر اعراب جاری ہوتا ہے، تلاش سے اسمِ متمکن کی دو قسمیں نظر آئیں بعض وہ ہیں جن پر ضمّہ، فتحہ، کسرہ تینوں حرکتوں کے ساتھ اعراب جاری ہے اور ان پر تنوین بھی آسکتی ہے اور بعض وہ ہیں جن پر کسرہ اور تنوین دونوں نہیں آتے۔

اسمِ متمکن کی پہلی قسم کو متمکن اَمْکَنْ اور منصرف کہتے ہیں اور قسمِ دوم کو متمکن غیر اَمْکَنْ اور غیر منصرف کہتے ہیں۔

اسمِ متمکن پر اعراب بالکسرہ اور تنوین کی رکاوٹ کی وجوہ کو اسبابِ منع صرف کہتے ہیں، اسبابِ منع صرف کی تعداد میں نحاۃ کی رائے مختلف ہے۔ سب سے اچھی اور مشہور بات یہ ہے کہ اسبابِ منع صرف نو ہیں۔

کلامِ عرب میں غور کرنے سے منصرف و غیر منصرف کا ضابطہ یہ معلوم ہوا ہے کہ جس

اسمِ متمکن میں دو اسباب یا ایک سبب جو قائم مقام دو کے ہوں وہ پائے جائیں یہ غیر منصر ف ہے ورنہ منصرف، ان نو میں سے تانیث، الف مقصورہ وممدودہ اور جمع منتہی الجموع ہو ایک قائم مقام دوسبب کے ہیں۔

تنبیہ : اسبابِ منع صرف کی تعریفات وشرائطِ تاثیر بڑی کتابوں میں ملاحظہ ہو۔

﴿فصل سوم در حروفِ غیر عاملہ﴾

حرفِ غیر عاملہ کا بیان : وہ حروف جو رفع یا نصب یا جر یا جزم دینے کا عمل نہیں کرتے ان کو حرفِ غیر عاملہ کہتے ہیں، اس فصل میں مصنف ایسے حروف کی سولہ قسمیں ذکر کی ہیں۔

(۱) حروفِ تنبیہ : لغت میں تنبیہ کا معنی ہے کسی کو آگاہ، اور بیدار کرنا اور اصطلاح میں حروفِ تنبیہ ان حروف کو کہتے ہیں جو جملہ اسمیہ یا فعلیہ کے شروع میں اس غرض کے لئے لائے جاتے ہیں تاکہ سامع سے غفلت دور کرکے اس کو کلام کی طرف متوجہ کیا جائے۔

حروفِ تنبیہ کی تعداد : یہ تین حروف ہیں اَلَا، اَمَا، هَا ان کا اردو میں ترجمہ مختلف لفظوں میں سے ہوسکتا ہے مثلاً خبردار، آگاہ رہو، سنو جیسے اَلَا زَيْدٌ قَائِمٌ (خبردار! زید کھڑا ہے)، اَمَا لَا تَفْعَلُ (خبردار! یہ کام مت کر)، هَا زَيْدٌ عَالِمٌ (سنو! زید عالم ہے)

قاعدہ : اَلَا، اَمَا ہمیشہ جملے پر داخل ہوتے ہیں مفرد پر داخل نہیں ہوتے اور لفظ هَا جملہ اور مفرد دونوں پر داخل ہوسکتا ہے، جملہ کی مثال اوپر مذکور ہے اور مفرد کی مثال جیسے هٰذا هٰؤلآءِ

ترکیب : اَلَا زَيْدٌ قَائِمٌ، اَلَا حرفِ تنبیہ غیر عاملہ لا محل لها من

الاعراب زَیْدٌ مبتداء قَائِمٌ خبر مبتداء باخبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) حروفِ ایجاب : ایجاب بابِ اِفْعَال کا مصدر ہے اسکا معنی ہے کسی چیز کو ثابت کرنا، حروفِ ایجاب جو کسی چیز کی تقریر واثبات کے لئے وضع کیا جائے یہ حروف چھ ہیں۔

(۱) نَعَمْ (۲) بَلٰیٰ (۳) اَجَلْ

(۴) اِیْ (۵) جَیْرِ (۶) اِنَّ

تفصیلِ نَعَمْ : یہ پہلے کلام کے مضمون کو برقرار رکھنے کے لئے آتا ہے خواہ کلامِ اوّل خبر ہو، خواہ انشاء ہو، مثبت ہو یا منفی، مثبت کی مثال جیسے اَجَاءَ زَیْدٌ (کیا زید آیا) اسکے جواب میں اگر نَعَمْ کہا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ ہاں! واقعی زید آیا ہے، نفی کی مثال جیسے اَمَا جَاءَ زَیْدٌ (کیا زید نہیں آیا) اسکے جواب میں نَعَمْ کہنے کا مطلب یہ ہوگا کہ ہاں! واقعی زید نہیں آیا۔

تفصیل بَلٰی : یہ کلامِ منفی کے جواب میں اس کی نفی کو توڑ کر اس کو اثبات بنانے کے لئے آتا ہے جیسے مَا قَامَ زَیْدٌ کے جواب میں بَلٰی کا مطلب یہ ہوگا کیوں نہیں زید کھڑا ہوا ہے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ (کیا میں تمھارا رب نہیں ہوا) جواب میں بلٰی کا معنی ہے کیوں نہیں، آپ ہمارے رب ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ۔

تفصیلِ اَجَلْ : (بفتح وجیم وسکون لام) جَیْرِ (بفتح جیم وسکون یا وکسرہ راء)، اِنَّ (بکسر ہمزہ ونون مشدّدہ مفتوحہ) یہ تینوں (بلیٰ، اَجَل، جَیرِ) نَعَمْ کی طرح پہلی خبر کی تصدیق کے لئے آتے ہیں خواہ وہ مثبت ہوں خواہ منفی ہوں اور ان تینوں کے ساتھ قسم کا ہونا ضروری نہیں جیسے قَدْ جَاءَ زَیْدٌ کے جواب میں اَجَل یا جَیرِ یا اِنَّ کہنے کا مطلب ہوگا، ہاں واقعی زید آیا اور مَا جَاءَ زَیْدٌ کے جواب میں اَجَلْ وغیرہ کہنے کا مطلب یہ ہوگا کہ ہاں یعنی زید نہیں آیا۔

تفصیل اِیْ : بکسر ہمزہ وسکون یاء، یہ کلام سابق کے اثبات کے جواب میں قسم کے ساتھ مل کر آتے ہیں جیسے اَجَاءَ زَیْدٌ (کیا زید آیا) اگر اسکا جواب اِیْ وَاللّٰهِ سے دیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ ہاں اللہ تعالیٰ کی قسم زید آیا ہے۔

نَعَمْ اور اِیْ میں فرق : دونوں میں ایک فرق یہ ہے کہ اِیْ صرف استفہام کے جواب میں آتا ہے اور نَعَمْ خبر واستفہام دونوں کے جواب میں آسکتا ہے اور دوسرا فرق یہ ہے کہ اِیْ کے ساتھ قسم ضرور استعمال ہوتی اور نَعَمْ کے ساتھ قسم کا ہونا ضروری نہیں۔

(۳) حروفِ تفسیر : حرفِ تفسیر اس حرف کو کہتے ہیں جو ایسے کلام کے شروع میں آئے جو کسی ابہام کو دور کرے یا کسی اجمال کی وضاحت کرے۔

حروفِ تفسیر کی تعداد : ایسے حروف دو ہیں۔

(۱) اَیْ : یہ ہر مبہم شے کی تفصیل کے لئے استعمال ہوسکتا ہے خواہ مفرد ہو جیسے جَائَنِیْ اَبُوْ التُّرَابَ اَیْ عَلِیٌّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواہ جملہ ہو، جیسے قُطِعَ رِزْقُهٗ اَیْ مَاتَ.

(۲) اَنْ : یہ ایسے فعل کی تفسیر کے موقع پر استعمال ہوتا ہے جس میں قول کا معنی ہو جیسے نَادَیْنَاهُ اَنْ یَّااِبْرَاهِیْم یہاں نَادَیْنَا میں قُلْنَا کا معنی ہے اس کے بعد اَنْ تفسیر یہ لایا گیا ہے ترجمہ ہے ہم نے اس کو آواز دی کہ اے ابراہیم، اَنْ بتاتا ہے کہ ہم نے یا ابراہیم کہہ کر اسکو ندا دی ہے۔

تنبیہ : اَنْ معنیٰ قول کی تفسیر کے لئے تو آتا ہے خود قول کی تفسیر کے لئے نہیں آتا۔

(۴) حروفِ مصدریہ : یہ وہ حروف ہیں جو اپنے مَا بعد کو مصدر کے معنی میں کرتے ہیں۔ حروفِ مصدریہ کی تعداد : یہ تین حروف ہیں۔

(۱) مَا (۲) اَنْ (۳) اَنَّ

استعمال مَــا اور اَنْ : یہ فعل پر داخل ہو کر اس کو مصدر کے معنی میں کرتے ہیں جیسے ضَـاقَـتْ عَـلَيْهِـمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ یہاں مَا نے رَحُبَتْ فعلِ ماضی کو مصدر کی تاویل میں کر کے با جارہ کا مجرور بنایا جیسے مطلب یہ ہے بِمَا رَحُبَتْ اَیْ بِرُحْبِهَا.

تنبیہ : اسکا ترجمہ اردو میں دو طرح سے ہوسکتا ہے۔

(۱) فعل کو مصدر کے معنی میں کر کے جیسے مثال مذکور میں ترجمہ ہوگا (تنگ ہوگئی ان پر زمین باوجود اس زمین کی کشادگی کے)

(۲) فعل کا ترجمہ بدستور فعل والا رہے البتہ مَا مصدریہ کا ترجمہ کہ سے کیا جائے جیسے مثال مذکور میں ترجمہ ہوگا (تنگ ہوگئی زمین ان پر باوجود اس بات کے کہ وہ کشادہ تھی)

اَنْ مصدریہ کی مثال جیسے اَعْـجَـبَـنِـیْ اَنْ تَضْرِبَ اَیْ ضَرْبُکَ تعجب میں ڈالا مجھ کو تیرے مارنے نے۔

استعمال اَنَّ: یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر اسکو مصدر کی تاویل میں کر دیتا ہے جیسے اَعْجَبَنِیْ اَنَّ زَيْدًا فَاضِلٌ اَیْ فَضْلُ زَيْدٍ (تعجب میں ڈالا مجھ کو زید کی فضیلت نے)

(۵) حروفِ تحضیض : یہ وہ حروف ہیں جو مخاطب کو کسی گزشتہ بات پر ملامت و توبیخ یا آئندہ بات کی ترغیب و تشویق کے لئے جملوں کے شروع میں لائے جاتے ہیں۔

حروفِ تحضیض کی تعداد : یہ چار حروف ہیں۔

(۱) اَلَّا (۲) هَلَّا (۳) لَوْمَا (۴) لَوْلَا

ان حروف کا استعمال جب ماضی میں ہو تو گزشتہ کسی کام کے نہ کرنے پر ندامت دلانے اور توبیخ کے لئے آتے ہیں اس وجہ سے ان کو حروفِ تندیم کہتے ہیں جیسے هَلَّا اَكْـرَمْـتَ زَيْدًا (تو نے زید کی عزت کیوں نہیں کی) اور فعلِ مضارع مستعمل ہو تو مقصد

آئندہ اسی کام کے کرنے پر ابھارنا اور اس کا شوق دلانا ہوتا ہے جیسے هَلَّا تَقْرَءُ (تو کیوں نہیں پڑھتا)۔

(۶) حرفِ توقع : یہ صرف قَدْ ہے یہ جب ماضی پر داخل ہو جائے تو ماضی کو زمانہ حال کے قریب کرنے کے ساتھ ساتھ تحقیق مضمون پر بھی دلالت کرتا ہے جیسے قَدْ ضَرَبَ زَيْدٌ (تحقیق زید نے مارا ہے)۔ اور جب مضارع پر داخل ہو جائے تو عام طور پر تقلیل کے لئے ہوتا ہے جیسے اَلْجَوَّادُ قَدْ يَبْخَلُ (سخی بھی کبھی بخل کرتا ہے) اور کبھی تحقیق کے لئے آتا ہے قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ (تحقیق اللہ تعالیٰ جانتے ہیں)۔

(۷) حروفِ استفہام : حروفِ استفہام ان حروف کو کہتے ہیں جو کسی بات کے پوچھنے کے لئے جملے کے شروع میں لائے جاتے ہیں۔

حروفِ استفہام کی تعداد : ایسے حروف تین ہیں۔

(۱) مَا (۲) همزه (۳) هَلْ

ان کا حکم : یہ حروف جملہ کے شروع میں آتے ہیں ان کے آنے سے جملہ انشائیہ بن جائے گا اور کبھی یہ حروف زجر اور توبیخ کے لئے بھی آتے ہیں۔

(۸) حروفِ ردع : حروفِ ردع اس حرف کو کہتے ہیں جو سامع کو دھمکانے یا کسی بات سے روکنے کے لئے استعمال ہو۔ حرفِ ردع صرف ایک كَلَّا ہے جیسے زَيْدٌ يُبْغِضُكَ (زید تیرے ساتھ دشمنی رکھتا ہے) کے جواب میں کہا جاتا ہے كَلَّا (ہرگز نہیں)۔

تنبیہ : كَلَّا کبھی حَقًّا کے معنی میں بھی ہوتا ہے یعنی مضمونِ جملہ کی تحقیق کے لئے آتا ہے جیسے كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ اس کا یہ ترجمہ بھی ہوسکتا ہے کہ یقیناً یہ لوگ عنقریب جان لیں گے۔

(۹) تنوین : تنوین اس نون ساکن کو کہتے ہیں جو کسی کلمے کے آخری حرف کی حرکت کے بعد پڑھنے میں آتا ہے اور تاکید کے لئے نہیں ہوتا اور لکھنے میں دو زبر، دو زیر یا دو پیش کی صورت میں ظاہر کیا جاتا ہے (یعنی اگر آخری حرف مفتوح ہو تو دو زبر اور مضموم ہو تو دو پیش اور مکسور ہو تو دو زیر کی شکل میں ظاہر کیا جاتا ہے) زَیْدٌ تلفظ کے اعتبار سے زَیْدُنْ ہے، زَیْدًا تلفظ کے لحاظ سے زَیْدَنْ ہے اور زَیْدٍ تلفظ کے لحاظ سے زَیْدِنْ ہے۔

تنبیہ : آخر میں زبر ہونے کی صورت میں دو زبر کے ساتھ الف بھی لکھا جاتا ہے جیسے زَیْدًا۔

اقسامِ تنوین : نونِ تنوین کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) تنوینِ تمکن (۲) تنوینِ تنکیر

(۳) تنوینِ عوض (۴) تنوینِ مقابلہ

(۵) تنوینِ ترنم

ان میں پہلی چار قسمیں اسم کا خاصہ ہیں اور تنوینِ ترنم اسم، فعل اور حرف سب پر آسکتی ہیں۔

تعریفِ تنوینِ تمکن : یہ وہ تنوین ہے جو اسمِ معرب کے آخر میں، اسکا منصرف ہونا ظاہر کرنے کے لئے لائی گئی ہو جیسے زَیْدٌ میں اس کو تنوینِ تمکن اس وجہ سے کہتے ہیں کہ تمکن کا معنی ہے کسی جگہ پختہ ہونا اور جم جانا یہ تنوین بتاتی ہیکہ یہ اسم بابِ اسمیت میں خوب پختہ ہے نہ حرف کی مشابہت سے مبنی ہوا نہ اسبابِ منع صرف سے غیر منصرف، اس کو تمکن بھی کہتے ہیں۔

تعریف تنوینِ تنکیر : یہ وہ تنوین ہے جو بعض مبہمات کے آخر میں حالتِ تنکیر میں تنکیر پر دلالت کرنے کے لئے لگائی جائے، یہ تنوین تین قسم کے اسماءِ مبینہ کے آخر میں

لگائی جا سکتی ہے۔

(۱) وہ علم جس کے آخر میں ''وَیْہ'' جیسے سیبویہ

(۲) اسمِ فعل

(۳) اسمِ صوت

قسمِ اول کے آخر میں اس کا لگنا قیاسی ہے اور اسمِ فعل و اسمِ صوت کے آخر میں لگنا سماعی ہے یعنی جس کے آخر میں اس تنوین کا لگنا اہلِ عرب سے ثابت ہوگا صرف وہیں لگا سکتے ہیں۔

تنوینِ تنکیر کا مقصد: اس کا مقصد معرفہ اور نکرہ میں فرق کرنا ہے معرفہ میں تنوین نہ لگے گی اگر نکرہ ہو تو لگے گی جیسے سیبویہ بغیر تنوین کے معرفہ ہے اس سے مراد معین آدمی ہے اور اگر سیبویہ نام کا کوئی سا آدمی مراد ہو تو سیبویہ تنوین کے ساتھ ہوگا اسی طرح صَہْ اسمِ فعل بغیر تنوین معرفہ ہے بمعنی تو اس معین وقت میں چپ رہ اور تنوین کے ساتھ نکرہ ہے، تو کسی غیر معین وقت میں چپ رہ۔

تعریف تنوینِ عوض: یہ وہ تنوین ہے جو کسی لفظ کے گرنے کے بعد اسکی جگہ لگائی جائے۔

تنوینِ عوض کی قسمیں: اس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) وہ تنوین جو کسی جملہ کے عوض اس ظرفیہ کے آخر لگتی ہے جیسے حِیْنَئِذٍ اصل میں حِیْنَ اِذْ کَانَ کَذَا (یعنی کوئی جملہ حسبِ مقام) تھا اِذْ مضاف ہے اور اگلا جملہ اسکا مضاف الیہ، مضاف الیہ کو حذف کر کے اس کے عوض تنوین لگا دی گئی۔

(۲) وہ تنوینِ عوض جو کسی اسم کے بدلے میں ہو جیسے یہ لفظ کُلٌّ کے آخر میں لگتی ہے اس کے مضاف الیہ کے عوض میں جیسے کُلٌّ قَائِمٌ اَیْ کُلُّ اِنْسَانٍ قَائِمٌ۔

(۳) وہ تنوینِ عوض جو کسی حرف کے عوض میں لگے جیسے جَـوَارٍ کے اس کے آخر میں یہ تنوین یائے محذوف کے عوض میں ہے۔

تعریفِ تنوینِ مقابلہ: یہ وہ تنوین ہے جو جمع مؤنث سالم کے آخر میں لگتی ہے جیسے مُسْلِمَاتٌ میں (اس کو تنوینِ مقابلہ اس لئے کہتے ہیں اس لئے کہ یہ مُسْلِمُوْنَ کے نون کے مقابلے میں آتی ہے) مُسْلِمَاتٌ میں الف علامت جمع ہے جیسے مُسْلِمُوْنَ میں نون علامت ہے اور ت تانیث کی ہے تو مُسْـلِـمَـات میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو مُسْلِمُوْن کے واو کے مقابلے میں ہو اس لئے مُسْلِمَاتٌ کے آخر میں تنوین لگا دی گئی بمقابلہ نون مُسْلِمُوْن.

تعریف تنوینِ ترنم : ترنم بابِ تَفَعُّل کے مصدر ہے اس کا معنی ہے گانا اور آواز کرنا اور اصطلاح میں یہ وہ تنوین ہے جو شعروں کے آخر میں تحسین صوت کے لئے آئے جیسے درج ذیل شعر میں۔

اَقِلِّیْ اللَّوْمَ عَاذِلَ وَ الْعِتَابَنْ

وَقُوْلِیْ اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ

ترجمہ : کم کر دے ملامت اور عتاب کو اے ملامت کرنے والی اور اگر میں درست کام کروں تو (ایسے وقت تو) تو کہہ کہ تحقیق اس نے درست کام کیا۔

ترکیب : اَقِـلِّـیْ بابِ افعال سے اَمر حاضر معلوم کا صیغہ واحد مؤنث حاضر فعل با فاعل اس میں ی ضمیر مرفوع متصل بارز برائے واحد مؤنث مخاطبہ اسکا فاعل اَلـلَّـوْمَ معطوف علیہ واو حرفِ عطف الـعتـاب معطوف اس میں تنوین بصورتِ ترنم معطوف علیہ اور معطوف ملکر مفعول بہ۔ فعل با فاعل اور مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ امر یہ معطوف علیہا ہوا۔

عَـاذِلِ منادیٰ مَـرَخَّمُ برائے حرفِ نداء محذوف اصل یا عَـاذِلَةُ ہے یا حرفِ نداء قائم مقام اُدْعُـوْا ،اُدْعُوْ فعل اس میں ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار معبر بہ انا اس کا فاعل عَـاذِلَةُ منادیٰ مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ندائیہ ہو کر نداء، واو عاطفہ قُـوْلِـی فعل اس میں یاء ضمیر فاعل فعل با فاعل جملہ فعلیہ قول اِنْ حرفِ شرط اَصَبْـتُ فعل تُ ضمیر اسکا فاعل فعل با فاعل جملہ فعلیہ بن کر شرط لَـقَـدْ حرفِ تحقیق اَصَـابَ فعل اس میں ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار معبر بہ ھو اس کا فاعل اس میں تنوینِ بصورتِ نون برائے ترنم فعل با فاعل جملہ فعلیہ شرطیہ معطوفہ جملہ معطوف علیہا با جملہ معطوف جوابِ نداء، نداء با جواب نداء جملہ انشائیہ ندائیہ۔

تنبیہ : یہاں العتاب اسم میں اور اَصَابِن فعلِ ماضی میں نون تنوینِ ترنم ہے۔

(۱۰) نونِ تاکید : وہ نون ہے جو مضارع، امر، نہی کے آخر میں لگتا ہے جملہ کے مضمون کو مؤکد کرنے کے لئے، اسکی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ثقیلہ (۲) خفیفہ

ثقیلہ سے مراد مشدّدہ ہے جیسے لَیَـضْـرِبَـنَّ اور خفیفہ سے مراد ساکنہ ہے جیسے لَیَضْرِبَنْ

(۱۱) حرفِ زیادت : حرفِ زیادت اس حرف کو کہتے ہیں جس کے گرانے سے کلام کے اصلی معنی میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔

تنبیہ : زائد ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ بے فائدہ ہو اگر چہ اصلی معنی کے لحاظ کرنے میں اسکا دخل نہ ہو پھر بھی ان کے لانے میں لفظی یا معنوی فوائد ضرور ہوتے ہیں جیسے تحسینِ کلام، وزن اور سجع کا درست ہونا، تاکید وغیرہ۔

حروفِ زیادت کی تعداد : مصنفؒ نے آٹھ ذکر کی ہیں۔

(۱) اِنْ (۲) اَنْ (۳) مَا (۴) لَا

(۵) مِنْ (۶) کَاف (۵) بَا (۶) لَام

ان آٹھوں کے زائد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کبھی زائد ہو کر بھی استعمال ہوتے ہیں یہ مطلب نہیں کہ ہمیشہ زائد ہوتے ہیں۔

ان کی تفصیل :

اِنْ : یہ عام طور پر مَا نافیہ کے ساتھ زائد ہو کر آتا ہے اور مَا کی نفی کی تاکید کرتا ہے جیسے مَا اِنْ رَأَیْتُ زَیْدًا میں نے زید کو نہیں دیکھا۔

اَنْ : یہ اکثر لَمَّا شرطیہ کے ساتھ آتا ہے جیسے فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِیْرُ (جب خوشخبری دینے والا آیا)

مَا : یہ اِذَا ، مَتٰی ، اَیٌّ، اَیْنَ، اِنْ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے بشرطیکہ یہ سب شرطیہ ہوں جیسے مَا تَذْھَبْ اَذْھَبْ، اَیْنَ مَا تَجْلِسْ اَجْلِسْ، اِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا (یہاں اِمَّا اصل میں اِنْ مَا تھا) اِنْ شرطیہ کے نون کو میم کر کے مَا کے میم میں مدغم کیا اِمَّا بنا۔

لَا : لا زائدہ عام طور پر واو عاطفہ کے بعد اور اُقْسِمُ مضارع سے پہلے آتا ہے جیسے مَا عِنْدِیْ دِرْھَمٌ وَلاَ دِیْنَارٌ ، لَا دِیْنَارٌ میں لَا زائدہ ہے مَا کی نفی کی تاکید کرتا ہے اور جیسے لَا اُقْسِمُ میں لَا زائدہ ہے اس کا ترجمہ ہے میں قسم کھاتا ہوں۔

مِنْ، کَاف ، بَا ، لَام : یہ چار حروف ہیں، زائد ہونے کی صورت میں بھی اپنے مدخول کو جر دیتے ہیں ان حروف کے زائد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اصل مقصود متکلم کے ادا کرنے میں ان کا کوئی دخل نہیں تحسینِ کلام یا کسی دوسرے نکتے کے لئے لائے گئے ہیں۔

تنبیہ : ان کو حروفِ غیر عاملہ میں داخل کرنا محل اشکال ہے کیونکہ یہ زائد ہونے کے باوجود اپنے مدخول میں عمل کر کے جر دیتے ہیں۔

(۱۲) حروفِ شرط : حروفِ غیر عاملہ کی بارھویں قسم میں مصنفؒ نے دو حروفِ شرط ذکر کئے ہیں ایک اَمَّا دوسرا لَوْ.

﴿لفظِ اَمَّا کی ضروری بحث و تفصیل﴾

اَمَّا کے متعلق ضروری باتیں چند فوائد میں لکھی جاتی ہیں۔

فائدہ نمبر۱ : اَمَّا، مَهْمَا اور اس کی شرط کے قائم مقام ذکر کیا جاتا ہے جیسے اَمَّا زَيْدٌ فَذَاهِبٌ، مَهْمَا يَكُنْ مِنْ شَيْءٍ فَزَيْدٌ ذَاهِبٌ کے قائم مقام ہے یعنی جو معنی مَهْمَا يَكُنْ مِنْ شَيْءٍ ادا کرتا ہے وہی معنی اَمَّا زَيْدٌ فَذَاهِبٌ ادا کرتا ہے مَهْمَا اسمِ شرط ہے يَكُنْ مِنْ شَيْءٍ اسکی شرط ہے اور فَزَيْدٌ ذَاهِبٌ جزاء ہے، کلمہ شرط اور شرط دونوں کی جگہ اَمَّا رکھ دیا ہے اَمَّا زَيْدٌ فَذَاهِبٌ ہوگا اَمَّا میں شرط کا معنی اور فا جزائیہ ہے ان دونوں کا اقتران مناسب نہیں سمجھا جاتا ہے اس لئے حرفِ شرط اور فاء جزائیہ میں فصل کرنے کے لئے فاء کو زید کے بجائے ذَاهِبٌ پر داخل کر کے اَمَّا زَيْدٌ فَذَاهِبٌ بنایا۔

فائدہ نمبر۲ :اَمَّا میں چونکہ شرط کا معنی ہے اس لئے اس کے بعد فصل کے ساتھ فاء کا آنا ضروری ہے جیسے کہ پہلے فائدہ میں گزرا، کبھی فاء کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے جبکہ یہ فاء مادہ قول کے کسی مشتق پر داخل ہو جب قول کو حذف کر دیا جائے گا تو ساتھ ہی فاء کو بھی گرا دیا جائے گا جیسے قرآنِ پاک میں ہے۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ، اصل عبارت یوں تھی فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَيُقَالُ لَهُمْ اَكَفَرْتُمْ (لیکن وہ لوگ جن کے چہرے سیاہ ہونگے ان کو کہہ دیا جائے گا کیا تم نے کفر کیا تھا) يُقَالُ لَهُمْ کو حذف کر دیا گیا اس کے ساتھ ہی فاء کو گرا دیا گیا ایسے ہی فاء کا حذف واجب ہے صورتِ مذکورہ کے علاوہ یا تو ضرورتِ شعری کی وجہ سے حذف کیا جائے گا یا نثر میں یا نادر طور پر، نثر

میں بطورِ ندرت حذف فاء کی مثال حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اَمَّا بَعْدُمَا بَالُ الرِّجَالِ اصل میں تھا اَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ الرِّجَالِ .

فائدہ نمبر۳ : اَمَّا تین غرض کے لئے ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) تفصیل کے لئے

(۲) فصلِ الخطاب کے لئے

(۳) محض تاکید کے لئے

غرضِ اول کی وضاحت : اَمَّا زیادہ تر پہلے مجمل مضمون کی تفصیل کے لئے آتا ہے اس معنی میں زیادہ استعمال ہونے کی وجہ سے مصنفؒ نے اس کا صرف یہی معنی ذکر کیا ہے اور اس کی مثال یہ دی ہے فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَ سَعِيْد (ان میں سے بعض بد بخت ہیں اور بعض نیک بخت) اس کلام میں شَقِیٌّ اور سَعِیْدٌ کے انجام کی تفصیل نہیں ہے اس کے بعد اَمَّا لاکر تفصیل کی گئی فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْ فَفِيْ النَّارِ ، یہ شقی کے انجام کی تفصیل ہے وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْ فَفِيْ الْجَنَّة اس میں سعید کے انجام کی تفصیل ہے۔ دونوں جملوں میں فِي النَّار اور فِيْ اَلْجَنَّة مبتداء محذوف کی خبریں ہیں، تقدیری عبارت یوں ہوگی فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْافَهُمْ كَائِنُوْنَ فِيْ النَّارِ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَهُمْ كِائِنُوْنَ فِيْ اَلْجَنَّة (لیکن وہ لوگ جو بد بخت ہوئے سو وہ جہنم میں ہونگے اور وہ لوگ جو نیک بخت ہوئے سو وہ جنت میں ہونگے)

غرضِ ثانی : اَمَّا کبھی فَصل الخطاب کے لئے آتا ہے، فصل کا معنی ہے جُدا کرنا اور خطاب کا معنی ہے کلام یعنی کلام کی دونوں کے درمیان فرق کرنے کے لئے آتا ہے یعنی یہ بتاتا ہے کہ ایک قسم کا کلام ختم ہوا، دوسرے قسم کے کلام کا آغاز ہو رہا ہے۔ جیسے خطبہ کے ختم ہونے کے بعد اَمَّا بَعْدُ کہا جاتا ہے یہ اَمَّا فصل الخطاب کے لئے ہوتا ہے حمد وصلوٰۃ ایک

قسم کا کلام ہے اس کے بعد دوسری قسم کا کلام شروع ہو رہا ہے فرق کے لئے درمیان میں اَمَّا لے آتے ہیں۔

غرضِ ثالث : اَمَّـا کبھی محض تاکید کے لئے آتا ہے، محض کا لفظ اس لئے بڑھایا گیا ہے تاکہ اس طرف اشارہ ہو جائے کہ پہلی دونوں قسموں میں بھی اَمَّـا تاکید کا معنی دیتا ہے کبھی وہاں امَّا لانے سے غرض صرف تاکید کلام ہی نہیں بلکہ تفصیل یا فصل الخطاب اصل مقصود ہے تیسری قسم کا امَّـــا وہ ہے جس میں نہ تفصیل کا معنی ہے نہ فصل الخطاب کا صرف تاکید کے لئے لایا جاتا ہے جیسے زَیْـدٌ ذَاھِبٌ، جب تاکید کرنی ہو تو کہا جائے گا امَّـا زَیْدٌ فَذَاھِبٌ یعنی زید بہرحال جانے والا ہے اب وہ جانے کا عزم کر ہی چکا ہے زَیْدٌ ذَاھِبٌ میں یہ تاکید نہ تھی بلکہ اس میں صرف جانے کی خبر تھی امَّـا کی مفید تاکید ہونے کی وجہ یہ ہے کہ امَّا زَیْدٌ فَذَاھِبٌ کا معنی ہے مَھْمَا یَکُنْ مِنْ شَیْءٌ فَزَیْدٌ ذَاھِبٌ، یَکُنْ مِنْ شَیْءٌ میں یَکُنْ تامہ ہے مِنْ شَیْءٌ مَھْمَا کا بیان ہے مقصد یہ بتاتا ہے کہ مَھْمَا اپنے عموم پر باقی ہے اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے، مطلب یہ ہوا کہ مَھْـمَـا وُجِـدَ شَـیْءٌ مَـا فَزَیْدٌ ذَاھِـبٌ جزاء کا مضمون معلق ہوتا ہے شرط کے ساتھ لہٰذا ذھَــاب زیْد معلق ہوا کسی شے کے وجود کے ساتھ، کسی شے کا وجود تو ہر وقت یقینی ہے اور یقینی کے ساتھ جو چیز معلق ہو وہ یقینی ہوگی، مختصر یہ کہ ذھَاب زیْد کو ایک امر یقینی کے ساتھ معلق کر کے یہ بتایا گیا کہ اس کا جانا یقینی اور جزمی ہے، اب یہ رکے گا نہیں، زَیْدٌ ذَاھِبٌ اس معنی سے خالی تھا۔

﴿ لَوْ کی تفصیل ﴾

لَـوْ عربی زبان میں چھ معنی کے لئے آتا ہے جن میں سے ایک شرط کا معنی ہے مصنفؒ نے اس جگہ صرف اسی کو ذکر کیا ہے۔

(۱) لَوْ غرض کے لئے استعمال ہوتا ہے غرض کا معنی ہے نرمی سے کسی کو کسی بات پر آمادہ کرنا جیسے لَوْ تنزِ عِنْدَنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا.

(۲) تقلیل کے لئے جیسے تَصَدَّقُوا وَلَوْ بظفِ مُحْرَقٍ (صدقہ کرو اگر چہ)

(۳) تمنی کے لئے لَوْ تَأتِيْنَا فَتُحَدِّثُنَا (بہت اچھا ہوتا کہ تو ہمارے پاس آتا پھر ہم سے باتیں کرتا یعنی کاش! کہ ایسا ہوتا) اور جیسے قرآنِ کریم میں ہے کہ وَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً (کاش! ہمارے لئے واپسی ہوتی)

(۴) مصدریہ یعنی بعد والے فعل کا مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے لیکن یہ لفظ ان کی واجب فعل کو نصب نہیں دیتا لَوْ مصدریہ اکثر وَدَّ یا لَوَدَّ کے بعد واقع ہوتا ہے جیسے قرآنِ کریم میں ہے وَدُّوْ لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْن (انھوں نے آرزو کی کہ تم ڈھیلے ہو جاؤ پھر وہ بھی ڈھیلے ہو جائیں گے) یہاں لَوْ مصدریہ ہے مابعد کو مصدر کے معنی میں کر کے وَدُّوْ کا مفعول بہ بناتا ہے اور جیسے قرآنِ کریم میں ہے يَوَدُّوْ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ الاية (ان میں سے ہر ایک تمنا کرتا ہے عمر دیئے جانے کی)

(۵) لو تخصیص کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے لَوْلَا کی طرح جیسے لَوْ تَأمُرُ فَتُطَاع (آپ حکم کیوں نہیں کرتے کہ آپ کی اطاعت کی جائے)

(۶) لَوْ شرط کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور یہی اس کا اکثر استعمال ہے متن میں یہی استعمال مذکور ہے۔

﴿لَوْ شرطیہ کی قسمیں﴾

لَوْ شرطیہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) کبھی لَوْ شرطیہ ترتیب خارجی کے لئے استعمال ہوتا ہے یعنی اس بات پر

دلالت کرتا ہے کہ خارج میں جزاء منتفی ہے اس کے خارج میں نہ پائے جانے کی علت خارج میں شرط کا منتفی ہونا ہے یعنی انتفائے اول (شرط) انتفائے ثانی جزء کی علت ہے جیسے لَوْ جِئْتَنِیْ لَاَکْرَمْتُکَ (اگر تو میرے پاس آتا البتہ میں تیرا اعزاز کرتا) مطلب یہ ہے کہ تیرا نہ آنا تیرا اعزاز نہ ہونے کی علت سبب ہے۔

(۲) کبھی لَوْ شرطیہ استدلالِ عقلی کے لئے استعمال ہوتا ہے یہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ جزاء کا نہ ہونا معلوم ہو شرط کا نہ ہونا معلوم نہ ہو اس صورت میں معلوم سے مجہول پر استدلال کرنے کے لئے لَوْ کو استعمال کرتے ہیں جیسے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (اگر ہوتے زمین وآسمان میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور معبود تو البتہ دونوں تباہ ہو جاتے) آسمان وزمین کا تباہ نہ ہونا بلکہ اس نظام کا بدستور قائم ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ کئی معبود نہیں ہیں یعنی انتفائے ثانی (جزاء) دلیل ہے انتفائے اول (شرط) کی۔

تنبیہ : یہاں متن میں مصنفؒ سے تسامح ہوا ہے معنی تو لَوْ کا پہلی قسم والا کیا ہے اور مثال قسمِ ثانی کی دی ہے

(۱۳) لَوْلَا : یہ بھی حرفِ شرط ہے اسکا استعمال انتفائے ثانی بسببِ وجوب اول کے لئے ہوتا ہے یعنی چونکہ شرط پائی جاتی ہے اس لئے جزاء منتفی ہے جیسے لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَکَ عُمَرُ (اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ نہ ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہلاک ہو جاتے) چونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے اس لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہلاکت سے بچ گئے۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ ایک حاملہ عورت کو جس سے زنا کیا گیا تھا رجم کا حکم دیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حاملہ عورت کا

رجم اس کے وضع حمل کے بعد ہوتا ہے اس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کی زبانِ مبارک سے یہی جملہ نکلا لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَکَ عُمَرُ.

تنبیہ : لَوْلَا تحضیض کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جس کا ذکر حروفِ تحضیض میں گزرا۔

(۱۴) لَامِ مفتوحہ : یہ لام معنی جملہ کی تاکید کے لئے آتا ہے اسم وفعل دونوں پر داخل ہوسکتا ہے اس کو ابتداء بھی کہتے ہیں جیسے لَزَيْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو (البتہ زید عمر سے زیادہ فضیلت والا ہے) اور جیسے اِنَّ رَبَّکَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ (بے شک آپ کا رب البتہ فیصلہ کرے گا ان کے درمیان)۔

مَا : یہ مادام کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اس مَا کو حینیہ مصدر یہ یا حینیہ یا ظرفیہ مصدریہ کہتے ہیں جیسے اَقُوْمُ مَا جَلَسَ الْاَمِيْرُ اَیْ اَقُوْمُ وَقْتَ دَوَامِ جلوس الْاَمِيْر (میں کھڑا رہوں گا جب تک امیر بیٹھا رہے گا)

مَا کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) اسمیہ (۲) حرفیہ

اسمیہ کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) موصولہ (۲) موصوفہ (۳) شرط (۴) استفہام

مَا حرفیہ بھی کئی قسم کا ہوتا ہے۔

(۱) نافیہ (۲) زائدہ (۳) مصدریہ (۴) کافہ

(۵) مَا بمعنی مادام یہ مصدریہ کے علاوہ ہے اس لئے مَا بمعنی مادام میں ظرف کا معنی ہوتا ہے اور مصدریہ محض میں ظرفیت کا معنی نہیں ہوتا۔

(۱۶) حروفِ عطف : حروفِ عطف دس ہیں۔

(۱) واو	(۲) فَا	(۳) ثُمَّ	(۴) حَتّٰی
(۵) اِمَّا	(۶) اَوْ	(۷) اَمْ	(۸) لَا
(۹) بَلْ	(۱۰) لٰکِنْ		

یہ حروف اپنے مابعد کو ماقبل کے صرف لفظی یا لفظی اور معنوی دونوں حکموں میں جمع کردیتے ہیں، ہر ایک کی ضروری تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) واو : یہ معطوف علیہ اور معطوف کو ایک حکم میں مطلق جمع کرتی ہے خواہ ان میں ترتیب ہو یا نہ ہو جیسے جَاءَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو اسکا معنی ہے کہ دونوں آئے، خواہ اکھٹا آئے یا ترتیب کے ساتھ۔

(۲) فَا : یہ ترتیب بلافصل پر دلالت کرتا ہے جیسے جَائَنِیْ زَیْدٌ فَعَمْرٌو (آیا زید پس عمر) یعنی زید کے فوراً بعد عمر آیا)

(۳) ثُمَّ : یہ ترتیب مع الفصل پر دلالت کرتا ہے یعنی یہ بتاتا ہے کہ پہلے معطوف علیہ حکم لگا کر پھر دیر سے معطوف پر حکم لگایا گیا ہے جیسے جَاءَ زَیْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو (آیا زید پھر عمر) یعنی زید کے کافی دیر بعد عمر آیا)

(۴) حَتّٰی : حَتّٰی کے ساتھ عطف کرنے کے لئے چار شرطیں ہیں۔

(۱) معطوف معطوف علیہ کا بعض ہو۔

(۲) معطوف زیادہ یا نقصان میں معطوف علیہ کی غایت ہو جیسے مَاتَ النَّاسُ حَتّٰی اَلْاَنْبِیَآءُ اس مثال میں اَنْبِیَآء اَلنَّاس کا بعض ہے اور زیادت کے اعتبار سے النَّاس کا منتہی ہے غایت ہے اور جیسے قَدِمَ اَلْحُجَّاجُ حَتّٰی اَلْمُشَاةُ (آ گئے حاجی یہاں تک کہ پیدل چلنے والے بھی آ گئے) یہاں مُشَاةُ حُجَّاج کا بعض ہے۔

(۳) معطوف اس میں ظاہر ہو چنانچہ قَامَ النَّاسُ حَتّٰی اَنَا کہنا درست نہیں۔

(۴) معطوف اسم ہو جملہ یا فعل نہ ہو۔

فائدہ : واو، فا، ثُمَّ، حَتّٰی چاروں حرف عطف معطوف کو معطوف علیہ کے لفظی حکم یعنی اعراب میں بھی جمع کرتے ہیں اور معنوی حکم میں بھی شریک کرتے ہیں۔

(۵) اَوْ : یہ کئی معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

(۱) تخییر کے لئے یعنی یہ بتانے کے لئے کہ معطوف علیہ اور معطوف میں جس کو چاہو اختیار کرلو جیسے تَزَوَّجْ زَیْنَبَ اَوْ اُخْتَھَا (شادی کر تو زینب سے یا اس کی بہن سے) یعنی دونوں میں سے جس ایک کو چاہو اختیار کرو۔

(۲) اَباحت کے لئے یعنی اس بات پر دلالت کرنے کے لئے کہ معطوف علیہ معطوف دونوں کے اختیار کرنے کی اجازت اور رخصت ہے جیسے جَالِسَ الْعُلَمَآءَ اَوِالزُّھَادَ (ہمنشینی اختیار کر عالموں کی یا زاہدوں کی) دونوں کی اختیار کرنے کی بھی رخصت ہے۔

فائدہ : تخییر واباحت میں فرق یہ ہے کہ تخییر میں دونوں میں سے ایک کو اختیار کیا جاسکتا ہے جمع درست نہیں اباحت میں دونوں کو جمع بھی کیا سکتا ہے۔

(۳) تقسیم کے لئے جیسے اَلْکَلِمَةُ اِسْمٌ اَوْ فِعْلٌ اَوْ حَرْفٌ کلمہ اسم ہے یا فعل ہے یا حرف ہے۔

(۴) ابہام کے لئے یعنی معطوف علیہ یا معطوف میں سے ایک مشق کا علم ہے لیکن کسی غرض سے سامع پر ابہام رکھنا چاہتا ہے ایسے موقع پر اَوْ کو استعال کرتا ہے جیسے جَاءَ زَیْدٌ اَوْ عَمْرٌو (آیا زید یا عمر) جب کہ خود متکلم کو ایک کا آنا معلوم ہو۔

(۵) شک کے لئے یعنی متکلم کو خود ہی دونوں میں سے ایک کی تعیین میں شک ہو جیسے جَاءَ زَیْدٌ اَوْ عَمْرٌو (آیا زید یا عمر) جب کہ اسے خود ہی تردد ہو آیا زید آیا ہے کہ عمر۔

(۶) اِضْـرَاب کے لئے یعنی بَـلْ کے معنی میں معطوف علیہ سے ہٹ کر معطوف پر حکم لگانے کے لئے۔

(۷) واو کے معنی کے لئے جب کے التباس کا خطرہ نہ ہو۔

(۶) اِمَّا : اَمَّا سے پہلے جب اور اِمَّا استعمال ہو تو یہ اَوْ میں ذکر کئے ہوئے پہلے پانچ معنوں کے لئے استعمال ہوسکتا ہے۔

(۱) تخییر کے لئے آنے کی مثال جیسے **خُـذْ مِنْ مَالٍ اِمَّا دِرْهَمًا وَاِمَّا دِيْنَارًا**، دوسرا اِمَّا تخییر کے لئے ہے۔

(۲) اباحت کے لئے آنے کی مثال جیسے **جَـالِسْ اِمَّا اَلْحَسَنَ وَاِمَّا اِبْنَ سِيْرِيْن.**

(۳) تقسیم کے لئے آنے کی مثال جیسے **اَلْـكَـلِـمَةُ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ اِمَّا اِسْمٌ اِمَّا فِعْلٌ اِمَّا حَرْفٌ.**

(۴) ابہام اور شک کے لئے آنے کی مثال جیسے **جَـاءَ اِمَّـا زَيْدٌ وَاِمَّا عَمْرٌو .**

فائدہ نمبر ۱ : اِمَّـــا کے بارے میں نحویوں کا اختلاف ہے کہ حرفِ عطف ہے یا نہیں، بعض کے نزدیک یہ حرفِ عطف ہے لیکن مختار یہ ہے کہ یہ حرفِ عطف نہیں اگر یہ حرفِ عطف ہوتا تو اس پر واو حرفِ عطف داخل نہ ہوتا اس لئے کہ حرفِ عطف پر حرفِ عطف نہیں آتا ہے اور اسکو حروفِ عاطفہ میں مجازاً اس لئے شمار کیا گیا ہے کہ یہ کبھی حروفِ عطف والے معنی ادا کرتا ہے۔

فائدہ نمبر ۲ : عام طور پر اِمَّـا سے پہلے اِمَّـا لایا جاتا ہے، جیسے کہ اوپر کی مثالوں میں واضح ہے کبھی پہلے اِمَّا کو ذکر نہیں کرتے جیسے **زَيْدٌ يَقُوْمُ وَاِمَّا يَقْعُدُ**، کبھی صرف پہلے

اِمَّا کوذکر کرتے ہیں دوسرے کا ذکر نہیں کرتے جبکہ دوسرے کی جگہ کوئی اور لفظ مقصد کا ادا کرنے والا موجود ہو جیسے اِمَّا اَنْ نَتَکَلَّمَ بِخَیْرٍ وَاِلَّا فَاسْکُتْ، اصل میں اِمَّا اَنْ نَتَکَلَّمَ بِخَیْرٍ وَاِمَّا اَنْ تَسْکُتَ تھا۔

(۷) اَمْ :اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) اَمْ متصلہ (۲) اَمْ منقطعہ

(۱) متصلہ :اَمْ متصلہ وہ اَمْ ہے جس سے پہلے ہمزہ تسویہ ہو یا ایسا ہمزہ ہو جو اَیّ کی طرح دو چیزوں میں ایک کے تعین طلب کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہو، ہمزہ تسویہ کی مثال سَوَاءٌ عَلَیَّ اَقُمْتُ اَمْ قَعَدْتُ (برابر ہے مجھ پر خواہ میں کھڑا ہوں یا بیٹھوں) یعنی دونوں باتیں میرے لئے باتیں ہیں یہاں قُمْتُ سے پہلے ہمزہ تسویہ ہے یہ ہمزہ ایسے جملہ فعلیہ یا اسمیہ پر داخل ہوتا ہے جو مصدر کے محل اور تاویل میں ہوتا ہے، ایک جملہ ہمزہ کے بعد اَمْ سے پہلے ہوگا اور ایک اَمْ کے بعد دونوں مصدر کے محل میں ہوتے ہیں، مثال مذکور کی تاویل یہ ہوگی سَوَاءٌ عَلَیَّ قِیَامِیْ وَقُعُوْدِیْ، ہمزہ بمعنیٰ کے بعد آنے والے اَمْ متصلہ کی مثال اَزَیْدٌ عِنْدَکَ عَمْرٌو (کیا زید ہے تیرے پاس یا عمر) سائل کا مطلب یہ ہے کہ دونوں میں سے ایک کی تعیین سے جواب دیا جائے تو یہاں اصل عبارت یوں ہوگی اَیُّھُمَا عِنْدَکَ، کی عبارت ہے۔

(۲) اَمْ منقطعہ : اَمْ منقطعہ وہ اَمْ ہے جس سے پہلے نہ ہمزہ تسویہ ہو نہ ہمزہ بمعنی اَیّ، یہ بَلْ کی طرح اضراب کے لئے آتا ہے جیسے اِنَّھَا لَاِبِلٌ اَمْ شَاۃٌ اَیْ بَلْ شَاۃٌ (بے شک وہ البتہ اونٹ ہے بلکہ وہ بکری)

(۸) لَا :یہ بھی حرفِ عطف ہے اس کے ذریعے عطف عام طور پر درج ذیل صورتوں میں ہوتا ہے۔

(۱) امر کے بعد جیسے اِضْرِبْ زَیْدًا لَا عَمْرًا (مار تو زید کو نہ امر کو)۔

(۲) ندا کے بعد جیسے یَا زَیْدُ لَا عَمْرُ۔

(۳) اثبات کے بعد جیسے جَائَنِیْ زَیْدٌ لَا عَمْرٌ (آیا میرے پاس زید نہ کہ عمر)

(۴) نفی کے بعد لاَ کے ساتھ عطف کرنا درست نہیں جیسے مَاجَائَنِیْ زَیْدٌ لَا عَمْرٌ کہنا درست نہیں۔

تنبیہ : لَا سے عطف کرنے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ معطوف علیہ مفرد ہو جیسے امثلہ مذکورہ میں۔

(۹) لٰکِنَّ : لٰکِنَّ کے ذریعے سے عطف نفی کے بعد کیا جاتا ہے یا نہی کے بعد ،نفی کی مثال جیسے مَاضَرَبْتُ زَیْدًا لٰکِنَّ عَمْرًا (نہیں مارا میں نے زید کو لیکن عمر کو)

تنبیہ : اثبات کے لئے لٰکِنَّ سے عطف کرنا درست نہیں۔

(۱۰) بَلْ : بَلْ کے ساتھ عطف کی کئی صورتیں ہیں کبھی نفی یا نہی کے بعد عطف کیا جاتا ہے، اس صورت میں بَلْ ماقبل کے حکم کی تقریر کرکے اس کی نقیض کو مابعد کے لئے ثابت کرتا ہے جیسے مَاقَامَ زَیْدٌ بَلْ عَمْرٌ (نہیں کھڑا ہوا زید بلکہ عمر) مطلب یہ کہ زید سے قیام منفی ہے عمر کے لئے ثابت ہے، ایسے ہی لَا تَضْرِبْ زَیْدًا بَلْ عَمْرًا میں بَلْ ضَرَبَ زَیْدٌ کی نہی کو برقرار رکھتے ہوئے ضَرَبَ کے امر کو عمرو کے لئے ثابت کرتا کیا گیا ہے کبھی خبر مثبت اور امر کے بعد بَلْ سے عطف کیا جاتا ہے اس وقت ماقبل سے اِضْرَاب واعراض کرکے حکم کو مابعد کی طرف نقل کرنا مقصود ہوتا ہے، معطوف علیہ گویا مسکوت عنہ ہوتا ہے یعنی ایسا ہوتا ہے گویا اس کے متعلق نفیاً یا ثبوتاً کوئی بات ہوئی ہی نہیں، مابعد کے لئے حکم ثابت ہونا ہوتا ہے، جیسے قَامَ زَیْدٌ بَلْ عَمْرٌ (کھڑا ہوا زید بلکہ عمرو) یعنی عمر کے لئے ثبوت قیام کا حکم ہے، زید کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ایسے اِضْرِبْ

زَیْدًا بَلْ عَمْرًا مارتو زید کو بلکہ عمر کو یعنی زید کے متعلق گویا سکوت ہے اور عمرو کو مارنے کا حکم ہے۔

﴿بحثِ مستثنیٰ﴾

مستثنیٰ کی تعریف : مستثنیٰ اس اسم کو کہتے ہیں جس کو الفاظِ استثناء کے بعد ذکر کیا جائے ماقبل کے حکم سے نکالنے کے لئے جیسے جَاءَ نِیْ اَلْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا پھر مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ میں دخول اور عدمِ دخول کے اعتبار سے دو قسم پر ہے۔

(۱) متصل (۲) منقطع

(۱) **متصل کی تعریف** : وہ مستثنیٰ ہے جس میں مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ کا جزء اور بعض ہو اور الفاظِ استثناء کے بعد ذکر کیا جائے مستثنیٰ منہ کے متعدد سے نکالنے کے لئے جیسے جَائَنِیْ اَلْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا

(۲) **منقطع کی تعریف** : وہ مستثنیٰ ہے جس میں مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ کا جزء اور بعض نہ ہو اور الفاظِ استثناء کے بعد ذکر کیا جائے مستثنیٰ منہ سے نہ نکالنے کے لئے جیسے جَاءَ زَیْدٌ اِلَّا حِمَارًا

فائدہ نمبر ۱: مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ کی ذکر اور عدمِ ذکر کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں۔

(۱) مفرغ (۲) غیر مفرغ

(۱) **مفرغ کی تعریف** : اس مستثنیٰ کو کہتے ہیں جس کا مستثنیٰ منہ ذکر نہ ہو جیسے مَاجَاءَ نِیْ اِلَّا زَیْدٌ

(۲) **غیر مفرغ کی تعریف** : اس مستثنیٰ کو کہتے ہیں جس کا مستثنیٰ منہ ذکر ہو جیسے جَاءَ نِیْ اَلْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا.

فائدہ نمبر۲: کلام کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) کلامِ موجب (۲) کلامِ غیر موجب

(۱) **کلامِ موجب کی تعریف** : اُس کلام تام کو کہتے ہیں جس میں نہی، نفی، استفہام نہ ہو جیسے جَاءَ نِیْ اِلَّا زَیْدًا

(۲) **کلامِ غیر موجب کی تعریف** : اُس کلام کو کہتے ہیں جو تام ہی نہ ہو یا تام تو ہو لیکن اس میں نہی، نفی، استفہام ہو، تام نہ ہونے کی مثال جیسے قُــرِءَ اِلَّا یَوْمٌ تام ہو لیکن نفی، نہی، استفہام بھی ہو جیسے مَا جَاءَ نِیْ اَلْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا .

استثناء کے الفاظ تین طرح کے ہیں۔

(۱) بعض صرف حروف ہیں

(۲) بعض صرف اسماء ہیں

(۳) بعض صرف افعال ہیں

(۴) بعض صرف حروف، افعال میں مشترک ہیں

فائدہ نمبر۳: مَاخَلَا، مَاعَدَا، لَیْسَ، لَا یَکُوْنُ، عَدَا، یہ صرف افعال ہیں۔

غَیْرَ، سِوَاءَ، سَوَاءَ یہ صرف اسماء ہیں۔

اِلَّا یہ صرف حرف ہے۔

خَلَا، حَاشَا یہ مشترک ہے۔

﴿مستثنیٰ کا اعراب﴾

مستثنیٰ کا اعراب چار قسم پر ہے۔

(۱) منصوب پڑھا جائے گا۔

(۲) منصوب بنا بر استثناء یا مستثنٰی منہ کے اعراب کے موافق پڑھا جائے گا یا مرفوع بنا بر بدلیت پڑھا جائے گا۔

(۳) عامل کے مطابق ہو۔

(۴) مجرور پڑھا جائے گا۔

(۱) منصوب پڑھنے کی صورتیں:

(۱) مستثنٰی متصل ہو، غیر مفرغ ہو، کلامِ موجب اِلَّا کے بعد ذکر کیا جائے جیسے جاءَ نِیْ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا.

(۲) مستثنٰی منقطع ہو، خواہ کلام موجب ہو یا غیر موجب جب اِلَّا کے بعد ذکر کیا جائے، کلامِ موجب کی مثال جَائِنِیْ الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا ، کلامِ غیر موجب کی مثال مَاجَائِنِیْ اَلْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا

(۳) مستثنٰی، مستثنٰی منہ پر مقدم ہو، متصل ہو یا منقطع، کلامِ موجب ہو یا غیر موجب اِلَّا کے بعد ذکر کیا جائے، متصل کلامِ موجب کی مثال جیسے جَائَنِیْ اِلَّا زَیْدَ نِ الْقَوْمَ، متصل کلامِ غیر موجب کی مثال جیسے مَاجَائَنِیْ اِلَّا زَیْد نِ الْقَوْمُ، منقطع کلامِ موجب کی مثال جیسے جَائَنِیْ اِلَّا حِمَارَ نِ الْقَوْمَ، منقطع کلامِ غیر موجب کی مثال جیسے مَاجَائِنِیْ اِلَّا حِمَارَ الْقَوْمَ۔

(۴) خَلا ، عَدَا کے بعد اکثر علماء کے نزدیک منصوب ہوگا بنا بر مفعولیت جیسے جَائَنِیْ الْقَوْمُ خَلا زَیْدًا.

(۵) لَیْسَ، لَایَکُوْنُ، مَاعَدَا، مَاخَلا کے بعد منصوب ہوگا، لَیْسَ، لَایَکُوْنُ کے بعد بنا بر خبریت اور مَا عَدا اور مَا خَلا کے بعد بنا بر مفعولیت۔ جیسے جاء نی القومُ لیسَ زیدًا، لایکونُ زیدً وغیرہ

(۲) منصوب ہوگا بنا بر استثنائیت یا مستثنیٰ منہ کے اعراب کے موافق پڑھا جائے گا:

مستثنیٰ متصل ہو، غیر مفرغ ہو، کلامِ غیر موجب اِلَّا کے بعد ذکر ہو جیسے مَاجَائَنِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْدًا

(۳) عامل کے مطابق ہوگا :

مستثنیٰ متصل ہو مفرغ ہو، کلامِ غیر موجب اِلَّا کے بعد ذکر کیا جائے تو عامل کے مطابق پڑھا جائے گا۔ جیسے مَاجَائَنِیْ اِلَّا زَیْدٌ، مَا رَأَیْتُ اِلَّا زَیْدًا، مَامَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ وَاِلَّا زَیْدٌ.

(۴) مجرور پڑھا جائے گا :

جب مستثنیٰ غَیْرَ سِوَا، سَوَاء اور اکثر علماء کے نزدیک حَاشَا کے بعد واقع ہو تو مجرور پڑھا جائے گا جیسے جَائَنِیْ اَلْقَوْمُ حَاشَا زَیْدٍ.

فائدہ نمبرا: ﴿لفظِ غیر کا اعراب﴾

مستثنیٰ کی اقسام میں مستثنیٰ کا اعراب جو ہوگا تو وہی اعراب غیر پر بھی آئے گا جیسے مَاجَائَنِیْ اَلْقَوْمُ اِلَّا زَیْد، مَاجَائَنِیْ اَلْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ وغیرہ

فائدہ نمبر۲ : غَیْرَ کا وضع صفت کے لئے آیا ہے کبھی استثناء کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور اِلَّا کا وضع استثناء کے لئے آیا ہے کبھی صفت کے لئے بھی آتا ہے۔

الحمدللہ درس نحو میر پر نظر ثانی اور اس کی تصحیح ۲۱/شوال المکرّم ۱۴۳۱ھ بمطابق ۱/اکتوبر ۲۰۱۰ء بروزِ جمعۃ المبارک اختتام پذیر ہوئی۔

حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب دامت برکاتہم کی چند کتابیں
پانچ مسائل (متعلق بریلویت)
غیر مقلدین کا اصلی چہرہ ان کی اپنی تحریرات کے آئینہ میں
تراویح، فضائل، مسائل، تعداد رکعت
حیلۂ اسقاط اور دُعا بعد نمازِ جنازہ
اولاد اور والدین کے حقوق
قربانی اور عیدین کے ضروری مسائل
امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت کے دلچسپ واقعات
احکام حیض ونفاس واستحاضہ مع حج وعمرہ میں خواتین کے مسائل مخصوصہ
درس ارشاد الصرف
طلاق ثلاث
منفرد اور مقتدی کی نماز اور قرآءۃ کا حکم
خواتین کا اصلی زیور ستر اور پردہ ہے
عباد الرحمٰن کے اوصاف
اصلی زینت
استشارہ (مشورہ) واستخارہ کی اہمیت
درسِ ارشاد الصرف
آٹھ مسائل
مسائلِ رمضان المبارک
تقویٰ کے چار انعامات
ڈیجیٹل تصویر اور ٹی وی چینل
اسلام کی حقیقت اور سنت وبدعت کی وضاحت
ناشر جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم
مدنی کالونی ہاکس بے روڈ گریکس ماری پور کراچی
موبائل: 0333-2117851, 0334-3190916
Quick Response : 0333-2242127